سلسلہ ثانی
فسانہ لندن
ترجمہ مسٹریز آف لندن
1952
پبلشر لال برادرس
ترجمہ تیرتھ رام فیروزپوری
اشاعت ثانی
قیمت
حقوق محفوظ

فہرست مطالب

باب	مضمون	صفحہ

سلسلہ ثانی

فسانہ لندن

پندرھویں جلد

باب ۱۳۵ مسز فٹز ہارڈنگ کی چالیں

بارہ بجکر چند منٹ اوپر ہوئے تھے کہ چارلس ہیٹ ہیڈننگ سٹریٹ کے مکان میں پہنچا۔

خادمہ نے دروازہ کھولا۔ تو اس نے پوچھا "مس فٹز ہارڈنگ گھر پر ہیں؟"

وہ صرف اتنا بولی۔ "اندر تشریف لے آیئے"۔ چنانچہ وہ دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ خادمہ کے پیچھے پیچھے ایک کمرہ میں پہنچا جس میں وہ اپنی دلنواز پرڈینا سے ملنے کی اُمید رکھتا تھا۔

مگر آپ اُس کی مایوسی کا اندازہ کرسکتے ہیں۔ جب اُس نے دیکھا۔ کہ وہاں اُس کی بجائے اُس کی بوڑھی ماں بیٹھی ہے۔

وہ عیارہ ایک کرسی کی طرف اشارہ کرکے سرد مہری سے کہنے لگی۔ "بیٹھ جایئے" اس کی تعمیل میں چارلس ہیٹ نیلانڈ اس طرح کرسی پر بیٹھ گیا۔ گویا کسی نامعلوم سحر کا اثر اس پر طاری تھا۔ پھر وہ کہنے لگی۔ "مجھے آپ سے کسی ایک معاملات پر گفتگو کرنا ہے۔ اور مَیں حیران

ہوں۔ اس گفتگو کا آغاز کہاں سے کروں۔ ایک مضمون کا خود آپکی ذات سے تعلق ہے۔ اور ایک کا میرے اپنے اغراض و مقاصد سے۔ میری رائے میں بہتر ہوگا کہ پہلے اُس معاملہ کا ذکر کروں جو آپ سے تعلق رکھتا ہے۔"

چارلس نے حتی الامکان مؤدبانہ انداز اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "میڈم جو کچھ کہنا ہو فرمائیے۔ میں پوری توجہ سے سن رہا ہوں"۔ اگرچہ حقیقت میں اُس کی توجہ بے صبری کے ساتھ کمرہ کے دروازہ کی طرف لگی ہوئی تھی۔ گویا وہ اس بات کا منتظر تھا۔ کہ کب دروازہ کھلے اور پری جمال پرڈیٹا نمودار ہو۔

مسز فٹنز ہارڈنگ اُس کے عندیہ کو بھانپ گئی۔ چنانچہ اپنے لہجہ میں اس طرح کا طنز داخل کر کے جو چارلس کو خوفناک اور یاس آمیز نظر آیا وہ بولی "مسٹر ہیٹ فیلڈ اطمینان رکھئے۔ میری بیٹی ہماری گفتگو میں مخل نہ ہوگی۔ فی الحقیقت اس بات کا دارومدار کہ آپ آئیندہ کبھی اُس سے مل سکیں گے۔ ہماری اس ملاقات کے نتیجہ ہی پر ہے"۔

"میڈم از برائے خدا مجھے بتائیے۔ کیا میرے کسی فعل سے آپکی دختر یا خود آپ کو کسی طرح کا رنج پہنچا ہے؟" چارلس نے التجا کے لہجہ میں کہا۔

بوڑھی عورت اب مصالحانہ لہجہ اختیار کر کے کہنے لگی: "نہیں مجھے کوئی خاص رنج تو نہیں پہنچا۔ مگر بعض باتیں ایسی ہیں۔ جن کا ہمارے درمیان طے ہو جانا ضروری ہے اور جیسا کہ میں نے پیشتر کہا اس بات کا دارومدار کہ آپ پرڈیٹا سے دوبارہ مل سکیں۔ آپ کے اپنے فیصلہ پر ہے"۔

"تو میرا قطعی فیصلہ یہ ہے کہ میں اُس سے ملوں گا"۔ چارلس نے بڑے زور سے کہا "اور اس کے بعد پھر اب آپ سے عرض کرتا ہوں کہ میں آپ کی گفتگو کو پوری توجہ سے سننے کے لئے تیار ہوں"۔

"اور کس قدر بے صبر کہا تھا بھئی!" مسز فٹنز ہارڈنگ نے اپنے خشونت آمیز چہرہ پر ہلکی مسکراہٹ پیدا کر کے کہا۔ "لیکن میں نہیں چاہتی کہ آپ کو زیادہ عرصہ انتظار میں رکھ کر آپ کے صبر پر جبر کروں۔ پس جیسا کہ میں نے کہا۔ میں پہلے اُن معاملات کا ذکر کرتی ہوں۔ جن کا تعلق آپکی ذات سے ہے۔ اور میں یقین کرتی ہوں کہ میری زبان سے اپنے خاندان کے متعلق بعض عجیب و غریب حالات معلوم کر کے آپ کو تعجب ضرور ہوگا"

"آہ!" چارلس نے چونک کر کہا۔ "اور فرض کیجئے مجھے اُن اسرار کا آپ سے بھی زیادہ علم ہو؟"

"نہیں صاحب نہیں۔ یہ غیر ممکن ہے۔" پھر وہ کہنے لگی "بھلا اُن اسرار میں سے کوئی ایسا بھی ہے۔ جسے سوچکر آپ کو ذہنی تکلیف محسوس ہوتی ہے؟" اور یہ کہتے ہوئے اُس نے اُس جوان کے چہرہ کی طرف غور سے دیکھا۔ اور بولی "معاف فرمائیے میں نے اس قسم کا عجیب سوال پوچھا۔"

"آپ کو اس قسم کا سوال کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟" چارلس نے کسی قدر خفگی کے ساتھ کہا۔

"اس لئے کہ میں معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ آپکو اپنے خاندانی معاملات کے متعلق کس حد تک علم ہے؟"

چارلس ہیٹ فیلڈ تلخی کے لہجہ میں کہنے لگا "میڈم یقین جانئے مجھے اُس سے بہت زیادہ حالات معلوم ہیں۔ جن کا آپ کو گمان ہوسکتا ہے۔"

"کیا آپ رینیفورڈ کے نام سے واقف ہیں؟" بڑھیا نے سوال کیا۔ اور پھر اس سوال کا اثر معلوم کرنے کے لئے غور سے اُس کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگی۔

چارلس مضطرب ہوکر اپنی جگہ سے اُٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ اور پُر رعب طریق پر مسز فشر ہارڈنگ کے قریب جاکر کہنے لگا "میڈم کیا آپ مجھے میری ولادت کے متعلق طعنہ دیا چاہتی ہیں؟ ظاہر ہے کہ آپ کو میرے خاندان کے بعض ناگوار حالات کا علم ہے۔ لیکن اگر آپ کا خیال وہی ہے۔ جو میں نے ظاہر کیا تو یقین جانئے۔ میں آپکی دختر پدڈیٹا کی محبت کے اتنا ناقابل بھی نہیں ہوں۔ جتنا آپ خیال کرتی ہیں۔ آپ کا ارادہ اس کی شادی ایک عمر رسیدہ امیر سے کرنے کا تھا۔ کیا یہ نامناسب ہوگا۔ کہ ایک جوان امیر اُس سے شادی کا خواستگار ہو؟"

"جوان امیر!" مسز فشر ہارڈنگ نے متعجب ہوکر کہا۔ اُس کا تعجب اس وجہ سے تھا۔ کہ بوڑھی جیسی عورت کی زبانی جس قدر باتیں اُس نے سنی تھیں۔ ان میں چارلس ہیٹ فیلڈ کے حق امارت کا کہیں ذکر نہیں آیا تھا۔ اور وہ یہی سمجھتی تھی کہ یہ جوان مسز ہیٹ فیلڈ عرف مسز رینیفورڈ کا بیشتر زادہ ہے۔

ہاں میڈم۔ جوان امیر۔ چارلس نے غیر معمولی جوش کیساتھ کہا۔ اس لئے کہ وہ سمجھتا تہا۔ یہ مجھے ایک پہانسی پائے ہوئے رہزن کا بیٹا سمجھ کر اس وجہ سے ملامت کرنا چاہتی ہے کہ میں نے اس کی دختر سے شادی کا دم بھرا۔ پھر وہ کہنے لگا۔ اب شاید آپکو میری بات سن کر تعجب ہوا ہے مگر امر واقعہ یہ ہے۔ کہ میں غریب اور گمنام چارلس ہیٹ فیلڈ نہیں بلکہ ارل آف ایلنگہم کی جائداد کا وارث اعلیٰ لارڈ وائیکونٹ مارسٹن ہوں۔"

مسز فنٹز ہارڈونگ نے اپنی حیرت کو بڑی دقت سے فرو کیا۔ اور غیر معمولی جبر سے کام لے کر طبیعت کو سنبھالا۔ پھر بڑی ڈھٹائی سے اس جوان کیطرف دیکھ کر وہ کہنے لگی۔" حیرمائی لارڈ میری گفتگو کا یہ اثر تو ہوا۔ کہ آپ کو اپنا اصلی مرتبہ ظاہر کرنا پڑا۔"

آہ! مائی لارڈ کا لفظ کتنا دلخوش کن ہوتا ہے۔ اس وقت چارلس ہیٹ فیلڈ کو اس کی راحت میں یہ بات فراموش ہو گئی۔ کہ میں ایک مصلوب رہزن کا بیٹا ہوں۔ وہ بھول گیا کہ میرا باپ باضابطہ عدالت انصاف سے سزائے موت پا چکا ہے۔ اس وقت صرف ان الفاظ کی گونج جن سے بوڑہی عورت نے اُسے مخاطب کیا تہا۔ اس کے کانوں میں تہی اور اس کی راحت میں وہ اس درجہ محو ہوا۔ کہ سمجھنے لگا۔ میری خواہش عروج ایک حد تک پوری بہی ہو گئی۔

بدقت اپنے دل کو سنبھال کر اور اُس جوش پر قابو پاکر جو وحشت کا درجہ پیدا کر چکا تھا۔ اس نے کہا۔" میڈم کیا آپ کو پہلے بھی معلوم تہا۔ کہ میں خطاب امارت رکھتا ہوں"

"بے شک تہا۔" وہ عیارہ بظاہر صداقت آمیز لہجہ میں کہنے لگی۔" البتہ آپ کو اس حقیقت سے بے خبر سمجھ کر میں خود اس کا انکشاف کرنا چاہتی تہی۔"

اُس سے معلوم ہوا کہ آپ میری نسبت سارے حالات سے باخبر ہیں"۔ اور یہ کہتے ہوئے۔ چارلس نے اپنی خوشی میں اس بات کو محسوس نہیں کیا۔ کہ میرے لئے اس قسم کا مبہم سوال پوچھنا کتنا فضول ہے۔

مسز فنٹز ہارڈونگ کہنے لگی۔" ہاں مائی لارڈ سارے حالات سے یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ اُس عیار عورت نے مائی لارڈ کا خطاب عمداً اس وجہ سے دوبارہ استعمال کیا کہ وہ جانتی تہی۔ اس سے اس سادہ لوح جوان کے دل میں غیر معمولی خوشی پیدا ہوتی ہے۔

"یہ عجیب . . . نہایت عجیب بات ہے"۔ چارلس نے بظاہر اپنے دل سے مخاطب ہو کر کسی قدر بلند آواز میں کہا۔ "کیونکہ میں خود اس غرض سے آیا تھا۔ کہ سارے حالات آپکی دختر پرڈیا کے روبرو بیان کروں۔ اور پھر اس کے ذریعہ سے آپ ان سے خبردار ہو جائیں۔ لیکن اب مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ کہ آپ پہلے ہی ان تمام پر اسرار واقعات سے باخبر ہیں"۔ پھر وہ یکایک اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ "لیکن میڈم میں پوچھتا ہوں۔ آپ کو یہ بات کیونکر معلوم ہوئی۔ کہ مسٹر ہیسٹ فیلڈ میرے والد ہیں۔ اور حقیقت میں ارل آف ایلنگہم کا خطاب اور جائداد انہی کا حق ہے۔ اور وہ ان کے جائز وارث ہیں"۔

مسز فشر ہارڈنگ کو دراصل ان معاملات کی کچھ بھی خبر نہ تھی۔ مگر انہیں سنکر اس نے کسی قسم کا تعجب ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ سرسری طور پر کہنے لگی۔ "مائی لارڈ طبیعت کو سکون دیجئے۔ جوش میں آنے کی ضرورت نہیں۔ میں اپنے متعلق جو باتیں قابل بیان ہیں آپ سے عرض کئے دیتی ہوں"۔

چارلس ہیسٹ فیلڈ آرام کرسی پر بیٹھ کر بوڑھی عورت کی گفتگو سننے کے لئے ہمہ تن متوجہ ہو گیا۔

مسز فشر ہارڈنگ نے پوچھا۔ "کیا یور لارڈ شپ نے کبھی کسی عورت میرانڈہ کا ذکر سنا ہے؟"

"ہاں میں نے وہاں میں اکیٹویا میسنرز کے حالات پڑھے تھے۔ جس نے کونٹس آف ایلنگہم کا رتبہ حاصل کیا۔ اور جو رشتہ میں میری دادی تھی۔ جیسی عورت جس کا آپ ذکر کرتی ہیں۔ اس اکیٹویا میسنرز کی وفادار سہیلی تھی۔ مجھے معلوم نہیں یہ عورت میرانڈہ اب زندہ ہے یا نہیں لیکن اگر وہ زندہ ہے تو یقیناً بہت بوڑھی ہو گی"۔

مسز فشر ہارڈنگ کہنے لگی۔ "بیشک یہ عورت ابتک زندہ ہے۔ یا کم از کم کچھ عرصہ پہلے تک زندہ تھی اور اسی کی زبانی مجھے آپ کے خاندان کے سارے حالات کا علم ہوا تھا"۔

"مگر اسے یہ معلوم نہ ہو گا کہ مرحوم ارل آف ایلنگہم نے ستم رسیدہ اکیٹویا میسنرز سے شادی کر لی تھی"۔ چارلس نے کہا۔ "مجھے یہ بھی قرین قیاس نظر نہیں آتا۔ کہ وہ میرے والد کے حقیقی رتبہ اور حیثیت سے باخبر ہو گی"۔

"معاف فرمائیے آپ کا قیاس غلط ہے کیونکہ وہ ان سارے حالات سے خبردار تھی" عمر رسیدہ عورت نے عمداً دروغ گوئی کرتے ہوئے کہا "اگرچہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ اُسے ان حالات کا کہاں سے اور کیونکر علم ہوا۔ جس وقت اس نے ساری داستان میرے روبرو بیان کی۔ تو میں نے سمجھا تھا۔ کہ آپ اپنے جائز حقوق سے بالکل بے خبر ہیں۔ اور چونکہ اتفاقیہ طور پر مجھے اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ آپ طبعاً خلیق اور فیاض ہیں۔۔۔"

"آپ کو اس کا علم کس سے ہوا؟" چارلس نے بھولے پن سے ٹھٹھا کر پوچھا۔

"افسوس ہے کہ میں تفصیلات میں داخل ہو کر آپ کا استعجاب رفع نہیں کر سکتی" مسز فشر ہارڈنگ نے کہا "اور میری رائے میں آپ بھی یہی پسند کریں گے۔ کہ موجودہ ملاقات میں ہم صرف ضروری معاملات پر گفتگو کریں۔۔۔"

"بہتر ہے کہتے جائیے۔ میں آپکی گفتگو کو حتی الامکان قطع نہ کروں گا۔" نوجوان نے جواب دیا۔

بوڑھی عورت سلسلہ کلام جاری رکھکر بولی "جیسا کہ میں عرض کر رہی تھی میں نے اس بات کو نہایت شرمناک اور ظالمانہ سمجھا۔ کہ آپ کو اپنی حقیقی حیثیت سے بے خبر رکھا جائے۔ میں نے محض انصاف کی خاطر۔۔۔ کسی اور وجہ سے نہیں۔۔۔ اس بات کا ارادہ کیا۔ کہ آپ کو ان سارے حالات سے باخبر کر دوں۔ مگر میں دیکھتی ہوں کہ وہ آپکو پہلے ہی معلوم ہیں"

چارلس کہنے لگا "میڈم ایمان کی بات یہ ہے۔ کہ آج سے آٹھ دس دن پہلے تک میں ان تفصیلات سے بے خبر تھا۔ یہ حالات محض اتفاقیہ طور پر مجھے معلوم ہو گئے اور وہ اتفاق بھی اتنا عجیب تھا۔۔۔"

"کیا میں یہ معلوم کرنے کی جرأت کر سکتی ہوں کہ وہ عجیب اتفاق کیا تھا۔ جس کی بدولت آپکو ان سارے حالات کا علم ہوا؟"

چارلس ہیٹ فیلڈ کہنے لگا "یقیناً آپ نے مجھ سے اس قدر عنایت اور صاف بیانی کا سلوک کیا ہے۔ کہ میرے لئے کوئی بات آپ سے چھپا کر رکھنا نہایت بے جا ہوگا۔ مجھے اتفاقی طور پر بعض ایسے کاغذات مل گئے۔ جن سے ثابت ہوا کہ کٹیویا مینرز کا بچہ

اُس وقت پیدا ہوا تہا۔ جب اُس کی شادی ارل آف ایفلیم آنجہانی کے ساتھ ہوچکی تھی۔ یہ میرا والد ہی جس کا موجودہ نام ہیٹ فیلڈ ہے۔ مگر جو بدنصیبی سے عرصہ دراز تک زنیفورڈ کے نام سے مشہور رہا۔ وہ بچہ ہے۔ جس کا میں نے ذکر کیا۔"

"مگر وہ کاغذات جن کا آپ ذکر کرتے ہیں۔ وہ کہاں ہیں؟ کیا وہ آپ کے قبضہ میں موجود ہیں؟" مسز فنٹز ہارڈنگ نے پوچھا۔

"ہاں میں نے اُنہیں لارڈ ایلنگہم کے مکان میں اپنے کمرہ کے میز کی دراز میں بڑی احتیاط کے ساتھ مقفل کر رکھا ہے۔"

"اور کیا اب آپکو اپنے حقوق وخطابات حاصل کرنے میں کسی طرح کا تامل ہے؟ یا یوں کہنا چاہئے۔ کیا آپ اپنے عاند کو اپنے حقیقی مرتبہ کے حصول پر اکسانا نہیں چاہتے؟" بوڑھی عورت نے اُس جوان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا

چارلس کے چہرہ پر ایک تاریک سا بادل چھا گیا۔ اُس کے ذہنی اضطراب کا حال اُس کی صورت سے ظاہر ہو رہا تہا۔ پھر وہ کہنے لگا "میڈم آپ نے ایک نہایت رنجیدہ ذکر چھیڑ دیا ہے۔ دراصل اب تک میں اس معاملہ میں کشمکش وپیچ کی حالت میں ہوں ایک طرف تو میں اس قدم کو جسے ایک بار اُٹھا کر پیچھے ہٹنا دشوار ہوگا۔ آگے رکھنے سے جھجکتا ہوں دوسری طرف یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ میں اپنے سارے حقوق سے دست بردار ہو جاؤں خصوصاً اس لئے کہ میرے والدین کا سلوک میرے ساتھ اس قسم کا نہیں رہا۔ کہ میں اُن کی خاطر کوئی عظیم قربانی کروں۔ آج ہی صبح میرے والد نے اُن مظالم میں جو بیشتر مجہ سے ہوتے رہے ہیں۔ یہ اضافہ کیا۔ کہ بلاوجہ مجھے بڑی سختی بلکہ یہ کہنا چاہئے۔ وحشیانہ طریق پر ملامت کی . . ."

عمر رسیدہ مکار عورت جو اس جوان کے دل میں کینہ آمیز خیالات کو ترقی دینا ہی اپنا فرض سمجھتی تہی۔ کہنے لگی " میں اُمید کرتی ہوں آپ آبائی فرمانبرداری کے کسی بیجا خیال کو پیش نظر رکھ کر اپنے مستقبل کو تاریک نہ ہونے دینگے۔ اپنی جوانی۔ وجاہت اور اس شاندار قابلیت پر غور کیجئے۔ جسے اگر صحیح مصرف میں لایا گیا تو آپ کا نام چار دانگ عالم میں مشہور ہو جائیگا . . ."

"آہ! یہ درست ہے"۔ چارلس نے کہا "در حقیقت یہ ہے کہ اس طریق کو اختیار

کرنے کے متعلق جسے عمل میں لانا میرا فرض ہے۔ مگر جس سے طاعت فرزندی مجھے روکتی ہے۔ میں سارے پہلوؤں پر غور کر چکا ہوں۔ پر افسوس۔۔۔"

وہ اپنا فقرہ نامکمل ہی چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ اپنا ہاتھ گرم پیشانی پر پھیرا۔ اور بڑے اضطراب کی حالت میں کمرہ کے اندر ادھر اُدھر ٹہلنے لگا۔

"مائی لارڈ یہ جوش بے سود ہے"۔ مسز فنشر ہارڈنگ بولی"۔ اور اگر آپ مجھ ناچیز کو اپنا رفیق سمجھنے کی عزت بخشیں۔۔۔"

"اوہ! اوہ!" اُس جوان نے بڑے اشتیاق سے کہا"۔ میں آپکو خوشی سے اپنا رفیق بناتا ہوں"۔ اور پھر اُس کا استخوانی ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اور شکریہ کرتے ہوئے وہ بولا"۔ کیا آپ نے پہلے ہی کچھ کم حق رفاقت ادا کیا ہے؟ کیا یہ بات آپکی طبعی فیاضی کی دلیل نہیں ہے۔ کہ اجنبیت کی حالت میں آپ نے اس قسم کے اسرار مجھ پر ظاہر کرنا فرض سمجھا۔ جن سے آپ کے نزدیک میں لاعلم تہا۔ اور کیا اس وقت آپ نے جو مشورہ دیا ہے وہ میرے فوائد کے عین مطابق نہیں ہے؟"

مسز فنشر ہارڈنگ کہنے لگی"۔ خیر آپ مجھے اپنی دوستی کی عزت بخشتے ہیں۔ تو مجھے یہ مشورہ پیش کرنے کی اجازت دیجئے۔ کہ ایک طرف تو آپ کو اپنے حقوق سے دست بردار نہ ہونا چاہئے اور دوسری جانب سردست کوئی ایسا فعل بھی نہ کرنا چاہئے۔ جس پر پہلے پورے طور سے غور وخوض نہ کر لیا گیا ہو۔ مائی لارڈ اس بات کو سوچ لیجئے۔ کہ آپ کو اس کام میں کتنی دشواریوں کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ والد کی التجائیں۔ ماں کی منت وزاری۔ رشتہ داروں کے اعتراضات ان سب کے خلاف آپ کو سنگدل بننا ہوگا۔ اس کے علاوہ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ آپ کے چچا کی ایک خوبصورت بیٹی ہے۔ اُس کی اشک آلود آنکھیں بھی آپ کی راہ میں مزاحم ہوں گی۔ کیا آپ ان سب کا مقابلہ کر سکیں گے؟

چارلس ہیٹ فیلڈ کے دل میں درد اٹھا۔ اور اُسے اپنی ذہنی تکلیف ناقابل برداشت نظر آنے لگی۔ ہاتھ مل کر بولا"۔ افسوس! اپنی ایک خواہش کی تکمیل کے لئے مجھے کتنے دل توڑنے پڑیں گے۔۔۔"

مسز فنشر ہارڈنگ نے کہا"۔ بے شک مگر آپ جانیں کوئی کام مشکل کے بغیر نہیں ہوتا۔ آپ کے سامنے دو ہی رستے ہیں۔ یا تو یہ کہ آپ دوسروں کے جذبات کی پرواہ نہ

کرتے ہوئے۔ اپنے حقوق کو افضل سمجھیں۔ یا ساری عمر سادہ چارلس ہیٹ فیلڈ رہ کر آپ گمنام زندگی بسر کریں"۔

"میڈم آپ کا فرمانا درست ہے"۔ اس جوان نے یکایک عزم صمیم سے کام لیتے ہوئے کہا۔ "بلاشبہ میرے لئے دو ہی رستے ہیں۔ مگر میں استقلال اور جرأت سے کام لوں گا۔ میرا مقدر طے ہو چکا۔ اپنی منزل مقصود حاصل کرنے کے لئے مجھے دوسروں کے جذبات کو کتنا ہی ضرر پہنچانا پڑے۔ اس جدوجہد میں بے حساب دل توڑنے پڑیں تو بھی میں اپنے جائز حقوق سے دست بردار نہ ہوں گا"۔ پھر ذرا رک کر وہ کہنے لگا۔ "میرے خیال میں سردست ہمیں اس سوال پر زیادہ بحث نہ کرنی چاہیے۔ اس لئے اب مجھے یہ معلوم کرنے کی اجازت دیجئے۔ کہ آپکی حسین دختر کا مزاج کیسا ہے؟"

"مائی لارڈ وہ میں عنقریب عرض کرتی ہوں۔ آپ کے اس سوال نے معاملات زیر بحث میں سے دوسرے کو پیش کر دیا ہے۔ جس کا میں خود بھی ذکر کرنا چاہتی تھی۔ دراصل پرڈیٹا نے وہ ساری باتیں جو آپ کے اور اُس کے درمیان ہوئیں۔ مجھ سے بیان کر دی ہیں۔۔۔"

آور آپ مجھ سے ناراض ہیں؟" چارلس ہیٹ فیلڈ نے عمر رسیدہ عورت کے چہرہ پر پھر خشونت کے آثار پیدا ہوتے دیکھ کر اضطراب کے لہجہ میں پوچھا۔

"نہیں مائی لارڈ میں ناراض تو نہیں"۔ وہ کہنے لگی۔ "البتہ اس مضمون کی طرف آتے ہوئے ڈرتی ہوں۔ جس سے سیکڑوں مشکلات وابستہ ہیں"۔

چارلس نے کہا۔ "میڈم اگر دل مضبوط ہو تو ساری مشکلات بآسانی رفع ہو جاتی ہیں آپ وہ مشکلات بیان کیجئے۔ اور میں یقین دلاتا ہوں۔ کہ انہیں رفع کرنا میرا پہلا فرض ہوگا"

عیار عورت کہنے لگی۔ "سب سے پہلی بات جو میں عرض کرنا چاہتی ہوں۔ یہ ہے کہ میری دختر کے ذہن میں شادی کے متعلق بعض عجیب و غریب خیالات جاگزیں ہیں میں فرض کئے لیتی ہوں۔ کہ آپ کا جذبہ عشق دائمی ثابت ہوگا۔ اور آپ اُس کے ساتھ منکوحہ کی طرح ہی سلوک کریں گے۔ پھر بھی دنیا تو یہی کہے گی۔ وہ آپ کی داشتہ ہے"

"لیکن میڈم میں شوق سے اُس سے شادی کرنے کو آمادہ ہوں"!

"مگر وہ آمادہ نہیں"۔ بڑھیا نے جواب دیا۔ "مائی لارڈ وہ ایک ضدی اور خودسر لڑکی

ہے۔ اور آپ کیلئے اس معاملہ میں بحث کرنا سراسر بے سود ہوگا۔ فرض کیجئے میں اُس کی ماں لوگوں کے چرچا کی پروا نہ کرکے صرف اُس کی راحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپکی عزت و شرافت پر بھروسہ کرکے رسم شادی کو نظرانداز کردوں اور وہ آپ کے حوالہ کردی جائے پھر کیا آپ اُسے ایک غریب عورت کی لڑکی سمجھتے ہوئے منظور کرنے پر آمادہ ہیں؟ مائی لارڈ وہ ایک بے جہیز لڑکی ہے...؟"

چارلس ہیٹ فیلڈ بولا "سردست میرے اپنے مالی وسائل محدود ہیں۔ لیکن جس وقت میں نے اپنے حقوق کو مشتہر کردیا..."

"تو ساری جائداد جو ارل آف ایلنگم کے قبضہ میں ہے آپ کے والد کے ہاتھ میں چلی جائے گی اور آپ پھر بھی اُس کی وفات تک دست نگر ہی رہیں گے" مسز فشر ہارڈنگ نے فقرہ ختم کرتے ہوئے کہا۔

"یہ درست ہے" چارلس نے یکایک معاملہ کی مشکلات کو دیکھ کر حالت اضطراب میں کہا۔

"لیکن" مسز فشر ہارڈنگ نے چند منٹ کے تامل کے بعد اس ایک لفظ پر خاص زور دیتے ہوئے کہا "لیکن مائی لارڈ اگر آپ فوراً ہی اپنے والد سے جھگڑا کرکے اُسے اُن حقوق اور جائداد پر قبضہ کرنے کے لئے مجبور نہ کریں۔ جو اس وقت اُس کے چھوٹے بھائی کے ہاتھ میں ہے تو بھی بعض ذرائع اس قسم کے ہیں۔ جن سے اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ وہ حقوق اور جائداد انجام کار آپ ہی کے قبضہ میں آنے والی ہے آپ فوری ضروریات کے لئے روپیہ مہیا کرسکتے ہیں"

"میں سمجھ گیا۔ یہی دوسری ممکن صورت ہے" چارلس نے کہا "لیکن میں جانتا ہوں والد مجھے قطعی طور پر عاق نہیں کردیگا۔ اور نہ وہ اپنی زندگی میں مجھے گذارہ کا روپیہ دینا موقوف کرسکتا ہے"

بوڑھی عورت کہنے لگی "مائی لارڈ آپ نہیں جانتے۔ خاندانی جھگڑے کل کو کیا سے کیا صورت اختیار کرلیں۔ اس کے علاوہ آپ جو کارروائی کیا چاہتے ہیں اُس سے ایک عظیم خانگی انقلاب ظہور میں آنا لازم ہے.... معاف فرمائیے میں اس صفائی سے ان معاملات پر بحث کرتی ہوں۔ مگر اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے اپنے دیوانی مقدمہ

کی نسبت جو اُمید لگی ہوئی تھی۔ اُس کا اب بالکل خاتمہ ہو چکا ہے اور اگر میں نے ایک ہفتہ کے اندر اندر چند ہزار پونڈ کا انتظام نہ کیا۔ تو میرا دیوانی قید خانے میں بھیجا جانا یقینی ہے۔"

"توبہ! توبہ!" چارلس ہیٹ فیلڈ نے گھبرا کر کہا۔ "لیکن میڈم میں اس مشکل کو کیونکر آسان کر سکتا ہوں؟"

وہ بولی۔ "مائی لارڈ آپ مجھے طامع نہ خیال کریں۔ تو میں عرض کر سکتی ہوں"۔

"نہیں میڈم بالکل نہیں"۔ نوجوان نے بے صبری سے کہا۔ "اگر کوئی ذریعہ آپکی فوری ضروریات کو رفع کرنے کے لئے روپیہ حاصل کرنے کا ہے تو بتائیے۔ میں اس پر عمل کرنے کو تیار ہوں۔ اور یہ اس بات کا ثبوت ہوگا۔ کہ میں پرڈیٹا سے کس درجہ محبت رکھتا۔ اور آپکی کس قدر تعظیم کرتا ہوں"۔

مسز فشر ہارڈنگ بظاہر اس نظارہ سے بہت متاثر ہوئی۔ اور کہنے لگی "میں آپکی عنایات کا کس منہ سے شکریہ ادا کروں۔ آپ جیسے فیاض شخص کے زیر سایہ میری بیٹی یقیناً خوش وخرم رہے گی"۔ پھر وہ سلسلہ کلام جاری رکھ کر بولی۔ "مائی لارڈ میں جانتی ہوں۔ ہماری ملاقات پہلے ہی ضرورت سے زیادہ طویل ہو چکی ہے۔ اور جس طرح آپ کسی کی صورت دیکھنے کو بیتاب ہیں۔ اُسی طرح وہ بھی آپکے فراق میں تڑپ رہی ہے۔ اس لئے خلاصہ کلام یہ ہے کہ وزارت پیشتر جو آپ نے بعض دستاویزات کا ذکر کیا تھا۔ جن سے آپ کے والد کے حقوق ولدیت کا ثبوت ملتا ہے۔ اگر آپ اُن کاغذات کو گرو رکھ کر اور اپنے دستخط سے قرض اپنا منظور کریں تو بآسانی اتنا روپیہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جو میری اور آپ کی مشترکہ ضروریات کے لئے کافی ہو"۔

چارلس جو اس ملاقات کو جلد ختم کرنے کے لئے بے چین تھا۔ کہنے لگا "میڈم میں وہ کاغذات آج ہی شام آپکے حوالہ کر دوں گا"۔

مسز فشر ہارڈنگ نے کہا۔ "بہتر ہے۔ میں آج رات آٹھ بجے آپکی تشریف آوری کا انتظار کرونگی"۔ اور اتنا کہہ کر وہ کمرہ سے چلی گئی۔

چارلس ہیٹ فیلڈ نے جو پرڈیٹا سے ملنے کے لئے سخت ہی بے چین تھا اُس کے جانے پر شکر کا کلمہ پڑھا پھر وہ اُٹھ کر قد آدم آئینہ کی طرف بڑھا۔ اپنے بالوں کو

درست کیا۔ اور صورت دیکھ کر خوش ہو رہا تہا۔ کہ کمرہ کا دروازہ کھلا۔ اور پرڈیٹا داخل ہوئی ؛

باب ۱۳۶ وارفتگی

اُس نازنین نے اس وقت بالکل سادہ لباس پہن رکہا تہا۔ اور شاید یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ سابقہ دو ملاقاتوں کی نسبت اس موقعہ پر اُس کا لباس نسبتاً زیادہ حیاداری کا تہا۔ گلے میں سادہ گون چہاتی سے اوپر تک بنی ہوئی جس کے اندر اُس کا خوشنما جسم اور موزون اعضا صرف ہلکی سی جہلک ظاہر کر رہے تہے۔ بال نہایت سادگی سے آراستہ۔ اور چہرہ پر اس قدر الہڑپن اور حیا کا اظہار تہا۔ کہ چارلس اُس حسینہ کے حیرت افزا حسن کا یہ نیا پہلو دیکھ کر بالکل ہی وارفتہ ہوگیا۔

اُسے آتے دیکھ کر وہ استقبال کے لئے بڑھا۔ پھر اُسے بازوؤں میں لیکر اس کے لبوں۔ رخساروں اور پیشانی پر پے در پے بوسے دئے۔ معلوم نہیں حقیقت میں یا محض اُس کے تصور میں وہ اس وقت پہلے سے بہت زیادہ خوبصورت نظر آتی تہی۔

"پیاری ... جان سے پیاری پرڈیٹا" اُس نے بے اختیار ہو کر کہا۔ اور اس وقت اُس کے ذہن میں سوائے اُس حسینہ کے تصور کے دنیا کی اور کسی چیز کا خیال موجود نہ تہا۔

"چارلس ... مائی لارڈ پہلے یہ فرمائیے آئندہ میں آپ کو کس نام سے مخاطب کیا کروں ؟" اُس نے اپنی نرم ترنم خیز آواز میں جو ندی کے بہاؤ کی طرح ہموار اور دلفریب تہی کہا۔

وہ اُس کی طرف پیار ... اور کسی قدر ملامت کی نظر سے دیکھ کر کہنے لگا "میری جان کیا میں پہلے ہی نہیں کہہ چکا۔ کہ تمہارے لئے میرا نام چارلس کے سوا اور کچھ نہیں" پھر وہ اُسے ایک نشست کے قریب لے جاکر اور اُس کے قریب تر بیٹھ کر کہنے لگا "پرڈیٹا آج تمہاری ماں سے میری بہت لمبی ملاقات ہوئی۔ مگر اُس کی باتوں سے میں آخر کار جس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اُسے ہماری محبت پر کسی طرح کا

اعتراض نہیں۔"

"میں جانتی ہوں"۔ اُس حسینہ نے اس انداز سے آنکھیں جھکا کر کہا۔ کہ دیکھنے والا ضرور اس حیا کو اُس کی معصومیت پر محمول کرتا۔ پھر کہنے لگی "۔ کیا تم خوش ہو۔ کہ اس ملاقات کا نتیجہ تمہارے حسب مرضی نکلا ہے"

نوجوان بڑے پُرجوش لہجہ میں کہنے لگا "یہ سوال ... اور مجھ سے؟ پرڈیٹا کیا اب بھی تمہاں میری محبت پر شبہ ہے! کیا اب بھی تم اپنے دل میں یہی خیال رکھتی ہو۔ کہ میرا مزاج نہایت متلوّن ... سراسر ناپائدار اور بالکل غیر اُستوار ہے۔ اور یہ کہ جو بات میں آج کروں۔ اُس پر دوسرے دن میرا پشیمان ہونا یقینی ہے"

"چارلس میں اس کے لئے تم سے معافی کی خواستگار ہوں" پرڈیٹا نے اُس کی طرف شوخی کے انداز سے دیکھ کر کہا "لیکن بات یہ ہے۔ والدہ نے ایک اُڑتی سی خبر سنی تھی ... اگرچہ ممکن ہے۔ وہ سراسر بے بنیاد ہو ... "

"کہو پرڈیٹا وہ کیا خبر تھی؟" نوجوان نے بے صبری سے پوچھا۔

"یہ کہ تمہاری شادی لیڈی فرانسس اینگھم سے ہونے والی ہے" پرڈیٹا نے اس طرح کپکپاتے ہوئے لہجہ میں کہا۔ گویا رقابت کی آگ اس قدر اُس کے سینہ میں شعلہ زن ہے کہ وہ اپنے خیالات کو الفاظ کی صورت نہیں دے سکتی۔

چارلس ہیٹ فیلڈ کی رنگت دفعتاً سُرخ ہو گئی۔ ادھر پرڈیٹا نے بھی آنسو بہانے شروع کر دئے۔

پھر وہ بظاہر سخت اظہار الم کرتے ہوئے کہنے لگی "اوہ! تو کیا وہ خبر صحیح تھی! اور مائی لارڈ کیا آپ آج تک مجھے دہوکا ہی دیتے رہے!" مگر جلدی ہی اُس نے یکایک اپنے جذبات پر قابو پا کر صوفہ سے اُٹھتے ہوئے پُروقار انداز اختیار کر کے کہا "وائیکونٹ مارسٹن اگر یہ خبر صحیح ہے تو بھی مضائقہ نہیں۔ میں آپ کے سامنے اس بات کا ثبوت مہیا کرنے کو تیار ہوں۔ کہ آپ سے میری محبت کتنی بے غرضانہ ہے۔ اگر آپ کو واقعی اُس خاتون سے جس کی نسبت میں نے والدہ کی زبانی سنا ہے کہ وہ آپکی عم زادہ بہن ہے۔ دلی محبت ہے اور اگر آپ مجھ ناچیز پر حسین و جمیل فرانسس کو ترجیح دیتے ہیں ... کیونکہ اتنا مجھے معلوم ہے کہ وہ بہت خوبصورت ہے۔ تو میں بڑے شوق سے آپ کو

اس اقرار محبت سے سبکدوش کرتی ہوں۔ جو آپ نے مجھ سے کیا تھا۔ اور میری طرف سے آپ پر کوئی پابندی باقی نہیں۔ میں یقین دلاتی ہوں۔ کہ اپنی تنہائی میں تمہاری غمزدہ پرڈیٹا ہر وقت خدائے دوجہاں سے یہی دعا کیا کرے گی۔ کہ آپ اس حسینہ کی محبت میں پھلیں اور پھولیں۔ جو مجھ سے آپکی محبت غصب کرنے میں کامیاب ہوگئی۔۔"

"نہیں پرڈیٹا نہیں"۔ چارلس نے اس گفتگو سے جو کسی ناٹک کی ہیروان کے کلام کی طرح نہایت دلفریب مگر حقیقت سے سراسر بعید تھی۔ بہت متاثر ہو کر کہا "یقین جانو مجھے فرانسس سے بالکل محبت نہیں۔ آج ہی صبح میری اپنے والدین سے محض اس لئے تکرار ہوگئی۔ کہ وہ اصرار کرتے تھے۔ میں اس سے شادی کروں۔ پرڈیٹا۔۔ جان سے پیاری پرڈیٹا میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔۔۔ خدا جانتا ہے۔ کس قدر سچے دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ تم نے اتنے زبردست ایثار کا ثبوت دیا۔ سچ یہ ہے۔ کہ تمہارے اس ایثار اور فیاضی نے میرے دل میں تمہاری محبت کو دہ چند کر دیا ہے"۔

"اور چارلس کیا تم مجھے معاف کر دو گے۔ کہ میں نے جوش رقابت کے زیر اثر۔۔"

"معاف!!" بیوقوف اور سادہ لوح جوان نے اس حسینہ کو بازوؤں میں لیتے ہوئے کہا اور پھر بڑے جوش سے اسے اپنے سینے سے لگا کر کہنے لگا "پرڈیٹا وہ کونسی بات ہے۔ جس کے لئے تم معافی چاہتی ہو؟ کیا اس لئے کہ تمہیں مجھ سے غیر معمولی محبت ہے! میں جانتا ہوں حسد اور رقابت حد سے بڑھی ہوئی محبت کے باعث ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ پرڈیٹا اگر خود میرے لئے کوئی وجہ شکایت ہو۔ تو کیا میں اظہار رقابت سے قاصر رہ سکتا ہوں؟ میری اپنی محبت اتنی پرجوش ہے کہ اگر مجھے تمہارے خلاف شکایت پیدا ہوئی۔ تو میرا غصہ خوفناک اور ناقابل برداشت ہوگا۔۔۔ لیکن میری رائے میں ہمارے لئے یہ بحث سراسر غیر ضروری ہے۔ کیونکہ ہم کسی حالت میں دوسرے کو رشک و حسد کا موقعہ ہی نہیں دینگے۔۔"

"کم از کم میری طرف سے تم ہر طرح اطمینان رکھ سکتے ہو" جوان عورت نے اپنے آپ کو آہستگی سے اس کے بازوؤں سے چھڑا کر دوبارہ صوفہ پر بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر مسکرا کر کہنے لگی "مائی لارڈ اب یہ فرمایئے۔ وہ وقت کب آئیگا۔ جب آپ کوئی خوشنما کوٹھی حاصل کر کے اسے ہر قسم کے سامان آرائش سے آراستہ کرنے کے بعد مجھے اپنی اہلیہ

کی حیثیت میں وہاں لے چلیں گے۔ کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ آپ اُن شرطوں کو جن پر میں آپکی دلہن بننا منظور کرتی ہوں قبول کر چکے ہیں!"

چارلس نے کہا۔ "میری پیاری پرڈیٹا میری طرف سے اس کام میں ایک دن ... ایک لمحہ کی بھی غیر ضروری تاخیر نہ ہوگی"۔ اور یہ کہتے ہوئے اُن دلفریب خیالات کے زیر اثر جو اس سوال نے اس کے دل میں تازہ کر دیے تھے۔ اُس کے رخساروں پر سرخی چھا گئی۔ آنکھوں میں سرور پیدا ہو گیا۔ اور اپنے بازو اُس حسینہ کی کمر کے گرد ڈال کر وہ پھر اُس ساحرہ کو اپنی طرف کھینچنے لگا۔

جس وقت اُس نے اپنے لبوں کو اُس حسینہ کے گرم اور تابناک رخساروں سے لگا رکھا تھا۔ تو وہ کہنے لگی۔ "چارلس ... چارلس تم کتنے خوبصورت ہو۔ یقین جانو مجھے تم سے اس درجہ محبت ہے۔ کہ کبھی کسی عورت کو اس سے پیشتر نہیں ہوئی۔ لیکن میں التجا کرتی ہوں بسر دست ... مجھے چھوڑ دو۔ ایسا نہ ہو ... میری ماں واپس آ جائے اور ... اور ... اوہ! چارلس تم کس زور سے مجھے دبا رہے ہو ..."

اُس جوان کے سینہ میں مجنونانہ لذات پیدا کر کے وہ بدقت اُس کے بازوؤں سے علیحدہ ہوئی۔ جب ذرا پرے ہٹ گئی تو چارلس نیم ملامت کے لہجہ میں کہنے لگا۔ "ظالم پرڈیٹا کیا بات ہے کہ آج تم کل کی نسبت زیادہ پرے پرے ہٹ رہی ہو؟"

"یا یوں کہو کل میں تمہاری محبت پر قبضہ پانے کے یقین سے اتنی مخمور تھی اور میرے سینہ میں راحت عشق کی ایسی لذت موجود تھی کہ مجھے اپنی ذات پر کچھ بھی اختیار باقی نہیں رہا تھا"۔ اُس حسینہ نے جواب دیا۔

چارلس کہنے لگا۔ "تو اب میری محبت حاصل ہونے کے یقین کے بعد یہ اُلٹا اثر کیا ہوا۔ کہ تم سرد مہری کا سلوک کرنے لگی ہو؟"

وہ پُر ملامت لہجہ میں بولی۔ "مجھے بتاؤ۔ کیا تم اُس عورت کو پسند کرو گے جس کے اندر دوشیزگی کی حیا ذرا سی بھی باقی نہ ہو ... پیارے چارلس اپنی پرڈیٹا کو اس تیرہ آلود نگاہ سے نہ دیکھو"۔

"نہیں نہیں"۔ اُس نے اُس حسینہ کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگا کر اس وارفتگی کے عالم میں کہا۔ گویا اُس کی اپنی قوت ارادی قطعاً سلب ہو چکی ہے۔ اور وہ ہر معاملہ میں

اسی کی مرضی پر چلنے کو تیار ہے۔

پرڈیٹا بھولے پن سے کہنے لگی " چارلس اب تم کتنے مہربان اور نیک ہو۔ تمہاری یہی باتیں میرے دل کو بھاتی ہیں"۔ پھر سلسلہ کلام جاری رکھ کر وہ کہنے لگی " ہرچند کہ طے شدہ شرطوں کے مطابق ہماری رسم مناکحت ادا نہ ہوگی۔ تاہم ضروری ہے کہ شادی کا ایک دن مقرر کرکے اُسے دھوم کے ساتھ منایا جائے۔ اس لئے چارلس جس وقت تم میرے اور والدہ کے لئے اس قسم کے مکان کا انتظام کرلوگے۔ جہاں تم مجھے اپنی دلہن کی حیثیت میں لے جانا چاہتے ہو۔ تو پھر میں شوق سے تمہارے ساتھ چلوں گی اور پھر ہمارے تعلقات ہر حالت میں زن و مرد کے ہو جائیں گے"۔ یہ کہتے ہوئے اُس نے اپنا خوبصورت چہرہ جس پر سرخی چھارہی تھی۔ نیچے کو جھکا لیا۔

تب " اچھا پرڈیٹا جس طرح تمہاری مرضی" نوجوان نے کہا " میں ہر بات میں تمہارے فرمان پر عمل کرنا ہی فرض سمجھتا ہوں۔ کیونکہ میرے دل میں تمہاری محبت پرستش کی حد تک پہنچتی ہے۔ میں تمہیں فرشتہ حسن سمجھتا ہوں۔ تمہارے انداز نہایت دلفریب ہیں۔ تمہاری آواز نغمہ دلکش کی مشابہت رکھتی ہے۔ اور تمہاری نگاہوں میں زاہدان گوشہ نشین کی عبادت کو بھی توڑنے کا اثر موجود ہے"۔

" یہ اچھی خوشامد ہے" دامن حسینہ نے گردن اُٹھا کر چارلس کے رخساروں کو چھو کر کہا " مگر میں پوچھتی ہوں۔ کیا تم ہمیشہ مجھے ایسا ہی سمجھتے رہوگے۔؟"

" ہاں ہمیشہ! ہمیشہ!" چارلس نے جو اُس ساحرہ پر بالکل مفتون تھا۔ بڑے زور سے کہا " اور اب میری جان تم یہ بتاؤ تم اپنا خوشنما مقام سکونت لندن کے کس حصہ میں منتخب کرتی ہو؟"

پرڈیٹا کہنے لگی " جس قدر تنہائی کا مقام ہو اُتنا ہی بہتر ہے۔ مجھے ہمسایوں کی صحبت پسند ہے۔ نہ ملاقاتیوں کی آمدورفت۔ جس وقت تم میرے پاس ہو تو میرے دل میں اور کسی کی گنجائش نہیں۔ اور جب تم موجود نہ ہو تو تمہارا تصور کافی ہے۔ میں نے سنا ہے۔ ہالووے کے نواحات میں کئی خوشنما نو تعمیر مکانات ہیں۔۔۔!"

" ہالووے "۔ چارلس نے کہا " تمہارا مطلب اُس مقام سے ہے۔ جہاں مارکھم پلیس واقع ہے۔ جس میں پرنس آف مونموتھ سکونت پذیر ہے"۔

"تم پرنس سے واقف ہو؟" پرڈیٹا نے سوال کیا۔ "میں خیال کرتی ہوں۔ کہ تم ضرور اُسے جانتے ہوگے۔ کیونکہ آج ہی صبح کے اخبار میں نیشنیل جنرل میں پڑھتے ہوئے میں نے دیکھا تھا۔ کہ پرنس موصوف کو کل ارل آف الینگھم کے قصر واقع پال مال میں ایک جلسہ دعوت دیا گیا ہے"؟

"اوہ! پرڈیٹا پرنس ایک بڑا ہی نیک اور قابل عزت شخص ہے"۔ چارلس نے کہا۔ اور یہ کہتے ہوئے اُس کے رخساروں پر جوش کی سرخی نمودار ہوگئی

"مگر یقیناً وہ تمہارے برابر خوبصورت نہیں"۔ پرڈیٹا نے نیم سوالیہ نیم مذاقی لہجہ میں کہا۔

"وہ بولا۔ "میری جان یوں تو وہ دیکھنے میں بھی بہت خوبصورت ہے۔ مگر جو باتیں اُس کی شہرت کو چار چاند لگانے والی ہیں۔ وہ اُس کے فیاضانہ کارنامے اُس کی مخیرانہ طبیعت اُس کی انتہائی نیک عملی اور حقوق انسانی کے متعلق اُس کی سچی امداد ہیں یہ ایسی صفات ہیں۔ کہ اگر کسی نہایت بدنما شخص میں بھی موجود ہوں۔ تو وہ فرشتہ جنت کی طرح قابل پرستش سمجھا جا سکتا ہے"۔

پرڈیٹا کہنے لگی۔ "پیارے چارلس تمہارے اندر بھی تو یہ ساری صفات موجود ہیں کیا تم نہایت خوبصورت نہیں ہو؟ کیا تمہیں ایک نہایت شاندار خطاب حاصل نہیں ہے؟ اور کیا مستقبل قریب میں تم دارالامرا میں اپنی فصاحت سے لوگوں کو مسحور نہ کیا کرو گے چارلس اس بات کا مجھے کامل یقین ہے۔ کہ تمہاری فصاحت عالمگیر شہرت حاصل کر سکیگی۔ اور وہ وقت کتنا راحت افزا ہوگا۔ جب وفادار پرڈیٹا تمہاری اُس شہرت کو سُنے گی۔ سچ یہ ہے کہ تمہارے ایسے لائق اور خوبصورت مرد کے ساتھ کسی ادنیٰ درجہ کی جھونپڑی یا تنگ مکان میں رہنا بھی موجب عزت اور باعث فخر ہو سکتا ہے۔"

"اوہ! پرڈیٹا کیا تم بھی یہ خیال کرتی ہو۔ کہ میں دنیا میں ایسی شہرت حاصل کر سکوں گا؟" نوجوان نے اُس حسینہ کی طرف خوشی اور حیرت کی نظر سے دیکھتے ہوئے پوچھا

"بے شک چارلس مجھے تم سے جو سچی محبت ہے۔ وہ اپنی خفیہ آواز سے میرے دل میں یہی کہہ رہی ہے"۔ اُس حسینہ نے اپنی دلفریب روپہلی آواز سے کہا۔

"آہ! اب میں اس بات کو سمجھا۔ کس طرح شہزادی اسابیلا کا تصور رچرڈ مارکہم کو ان عظیم کارناموں پر اکساتا تھا۔ جن کی بدولت اس نے موجودہ قابل فخر

عروج حاصل کیا ہے"۔ چارلس نے کہا۔ اور پھر سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہنے لگا
"بے شک اے اول مرتبہ میں نے یہ جانا ہے۔ کس طرح زمانہ شجاعت کے بہادر لوگ
اپنے محبوب کی خوشنودی کے لئے ہر قسم کے خطرات کی پروا نہ کرتے ہوئے داد
شجاعت دیتے تھے۔ پرڈیتا آئندہ کے لئے میں تمہیں اپنی پرنسس اسابیلا سمجھونگا۔
میں اُن قدیم بہادروں کی طرح تمہارے ہی اشارہ پر ہر کام کروں گا۔ اور تمہاری
خوشنودی سے جرات پاکر دنیا میں عظیم شہرت حاصل کرنے کی کوشش کرونگا۔"
پرڈیتا کہنے لگی "یہ چارلس میری دلی خواہش ہے۔ کہ میں تمہیں انتہائی عروج پر دیکھوں
دارالامرا میں تمہاری فصیح تقریریں سنکر مجھے ناقابل بیان راحت حاصل ہوگی۔"
پھر یکایک رک کر وہ کہنے لگی "سنتے ہو۔ دو بج گئے۔ اس وقت مجھے اپنی ماں کیساتھ
شہر کو جانا ہے۔"
"کیوں؟ کیا وہ وکیل کے ہاں جارہی ہے؟" چارلس نے تشویش ظاہر کرتے
ہوئے پوچھا۔
پرڈیتا نے جواب دیا "ہاں" اور پھر چند منٹ اُسے مضطرب اور پریشان رکھنے
کے بعد وہ اپنے بازو اس جوان کی گردن میں ڈال کر کہنے لگی "چارلس کیا تمہیں
آثار رشک پیدا ہوگیا ہے۔ کہ اب میرا وکیل کے ہاں جانا بھی گوارا نہیں کرتے؟
شاید تم نے یہ خیال کیا ہے۔ کہ وکیل مذکور کے ہاں اُس عمر رسیدہ امیر سے شادی
پر رضامندی ظاہر کرنے جارہی ہوں۔ جو دیوانی مقدمہ میں ہمارا مخالف ہے۔
مگر میں یقین دلاتی ہوں۔ کہ میرا وکیل مذکور کے ہاں جانے کا مدعا اس کے برعکس ہوا ہے
ہے جسے تم ضرور پسند کروگے۔ وہ مدعا یہ ہے کہ میں وکیل مذکور کو اپنی زبانی
یہ کہہ دوں۔ کہ میں اس شادی سے قطعاً انکار کرتی ہوں۔"
"میری دلفریب ... دلنواز پرڈیتا" چارلس نے بڑے جوش سے اُس حسینہ کو
اپنی چھاتی سے لگا کر کہا۔
"یہ اس لئے" اُس حسینہ نے بھولے پن کے اظہار ... یا شاید شوخی کی راہ سے
کہا "کہ مجھے معلوم ہوا ہے۔ وکیل مذکور کو اس بات کا یقین نہیں آتا کہ مجھے ایسی اچھی
شادی سے انکار ہے۔ وہ معاملہ کی حقیقت میری اپنی زبانی معلوم کرنا چاہتا ہے۔ اور

اسی لئے میں اُس کے دفتر کو جارہی ہوں"۔

"اور بالفرض پرڈیتا اُس نے تمہیں دلائل کی مدد سے یا زور دیکر اُس شادی پر آمادہ کرلیا؟" چارلس نے اُس مبہم خوف کے زیر اثر مضطرب ہوکر پوچھا جسے وہ حسینہ اس غرض سے اُس کے دل میں پیدا کررہی تھی۔ کہ وہ اور بھی زیادہ سیر اگرویدہ ہوجائے۔

پرڈیتا بڑی دلکش آواز اور خاص انداز دلفریبی سے کہنے لگی "کیا تمہیں اس بُڈھے امیر کے خلاف جس کی صورت سے بھی میں نا آشنا ہوں۔ اُس سے بھی زیادہ چونکہ رقابت ہے۔ جتنا مجھے لیڈی فرانسس کے خلاف ہونا چاہئے۔ جو خوبصورت ہے اور اُسی مکان میں رہتی ہے۔ جس میں تم آباد ہو"۔

چارلس نے اشتیاق آمیز لہجہ میں کہا۔ "میری جان میں اس بدگمانی کے لئے تم سے معافی کا خواستگار ہوں"۔

عیار حسینہ اپنے گرم رخسار کو اُس کے رخسار سے اس طرح پر لگا کر کہ دونو کے بال آمیز ہوگئے کہنے لگی "اس معاملہ میں میری طرف سے معافی کی اُسی طرح کوئی ضرورت نہیں جیسے ذرا دیر پیشتر تم نے اپنی طرف سے کہا تھا۔

چند منٹ تک دونو اسی حالت میں رہے پھر جب اُس جوان کے سینہ میں جذبات راحت کا ہجوم ناقابل برداشت ہونے لگا۔ تو وہ یکایک اُس کے بازوں سے نکل کر شوخی سے کہنے لگی "چارلس اب اس بات کو طے کرنا چاہئے۔ کہ ہماری شادی کا دن کونسا ہو"۔

وہ کہنے لگا "اے کاش اس معاملہ میں تمہیں بھی میری طرح بے صبری ہوتی"

اس کے چند منٹ بعد چارلس اس سے رخصت ہوا۔ اور جیسا کہ ان ملاقاتوں کے بعد اس کا معمول تھا۔ تھوڑی دیر کے لئے سیر کرنے اور پرڈیتا کی صحبت کی لذتوں کو یاد کرنے باغ میں چلا گیا۔

اُس کے رخصت ہونے کے ذرا دیر بعد مسز فٹنز ہارڈنگ اس کمرہ میں داخل ہوئی۔ اور ایک کرسی پر بیٹھ کر جو اُس صوفہ کے بالمقابل تھی۔ جس پر پرڈیتا لیٹی ہوئی تھی۔ کہنے لگی "شکر ہے کہ اس جوان کے متعلق ہماری ساری تجاویز حسب منشا کامیاب

ہو رہی ہیں۔"

"مگر اماں میں ابتک اس معاملہ میں تمہاری حکمت عملی کو پورے طور سے نہیں سمجھ سکی۔" پرڈیٹا نے کہا۔

"مثلاً کس معاملہ میں؟" اُس عجوزہ نے پوچھا۔

"اُس بارہ میں یہی کہ میرے اور چارلس کے درمیان کیسے تعلقات ہونے چاہئیں" پرڈیٹا نے کہا۔ "میں مانتی ہوں کہ جس وقت تک ہمیں معلوم نہ تھا۔ وہ حقیقت میں ایک وائیکونٹ ہے۔ اور عنقریب ارل کا درجہ حاصل کریگا۔ اُس وقت تک میرا اُسکی داشتہ بننے پر آمادہ ہونا ایک بات تھا۔ مگر اب کہ تمنے اُس کی زبانی یہ سب باتیں معلوم کرلی ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اُسے صرف ریاکاری اور ظاہری محبت کے دام میں قابو رکھنے کی کوشش کریں اور اُس کے ساتھ زیادہ مستقل اور پائدار تعلق پیدا نہ کئے جائیں۔ تم ذرا اس بات پر غور کرو۔ وہ کس طرح یکایک مجھ پر فریفتہ ہوگیا ہے۔ پھر کیا یہ بات یقینی نہیں کہ جب ایک بار اُس کی خواہشات پوری ہوگئیں تو اُس کا جوش اسی طرح بہت جلد فرو بھی ہو جائیگا۔ جس تیزی سے نمودار ہوا تھا"

"بیوقوف لڑکی!" مسز فٹز ہارڈنگ نے مضطرب ہو کر کہا۔ "معلوم ہوتا ہے خود تمہیں اُس سے محبت پیدا ہو چکی ہے"۔

"ہاں۔ نصف سے زیادہ میں اس کو تسلیم کرتی ہوں"۔ پرڈیٹا نے بڑے سکون سے جواب دیا۔

"حالانکہ چند دن پیشتر تم اسی منہ سے کہہ رہی تھیں۔ کہ میں نہیں چاہتی ایک کی ہو کر رہوں۔ اُس وقت تمہارے الفاظ یہ تھے۔ کہ محبت ایک ایسا جذبہ ہے۔ جو مجھ پر کبھی ایسی قدرت حاصل نہیں کرسکتا جیسی وہ بسا اوقات کمزور اور سادہ مزاج عورتوں پر حاصل کرلیتا ہے"۔

پرڈیٹا بدستور سکون کے ساتھ بولی "اماں بیشک میرے اُس وقت کے الفاظ یہی ہیں۔ مگر اسکی وجہ یہ تھی"۔ اُس نے طنز آمیز طریق پر گویا وہ اپنی ماں کی پریشانی سے بہت خوش ہو رہی تھی۔ کہا۔ "کہ اُس وقت تک میں نے چارلس ہیٹفیلڈ کو دیکھا نہیں تھا"

مسز فٹز ہارڈنگ نے کہا۔ "پرڈیٹا اُس وقت بھی میں نے تم سے کہا تھا۔ کہ تم

اس معاملہ میں غور نہ کرو اسلیئے پھر تم سے کہتی ہوں کہ تم اس جوان سے شادی کرنے کے خیال کو دل سے نکال دو۔ فی الحقیقت تم اس سے پیشتر اس کے سامنے اسی منہ سے شادی کی اتنی مذمت کر چکی ہو۔ کہ اب اپنے الفاظ کو واپس لینا غیر ممکن ہوگا۔"

"بالکل نہیں" پرڈیتا نے تحکمانہ لہجہ میں کہا۔" جس طرح میں نے چارلس کو اپنی سابقہ تجاویز پر رضامند کر لیا۔ یہاں تک کہ وہ باتیں اس سے منوالیں جو اس کے ماننے کی نہ تھیں۔ اسی طرح میں تھوڑے عرصہ میں ذرا سی مزید ریاکاری کو کام میں لاکر اسے شادی پر بھی رضامند کر لوں گی۔ اور اس سے کہوں گی۔ کہ جو کچھ میں پہلے کہتی تھی۔ وہ محض تمہاری محبت آزمانے کی غرض سے تھا۔"

مسز فشر ہارڈنگ بیٹی کے الفاظ کو سنکر بہت بے چین ہو گئی۔ اور کہنے لگی۔" نہیں پرڈیتا۔ خبردار ایسی خطرناک حرکت نہ کرنا۔"

مگر خودسر پرڈیتا زوردار لہجہ میں کہنے لگی۔" میں اس کے متعلق جیسا میرا جی چاہیگا کروں گی۔"

"کیا تم میری نصیحت پر چلنے سے انکار کرتی ہو؟" مسز فشر ہارڈنگ نے سوال کیا۔ "پرڈیتا تم دیکھتی نہیں ہو کہ میں نے وہ تمام وعدے جو لندن آنے کے وقت کئے تھے۔ پورے کر دئے ہیں۔ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا۔ کہ لندن پہنچکر تمہارے لئے راحت افراط اور آسائش کی زندگی مہیا کر دونگی۔ اور وہ جوان تمہارے قدموں میں دوزانو ہو کر محبت کا خواستگار ہوگا۔ بتاؤ یہ سب باتیں تم بغیر میری مدد کے تنہا کر سکتی تھیں؟"

پرڈیتا کہنے لگی۔" میں اس کا دعویٰ نہیں کرتی۔ مگر کیا میں زندگی بھر تمہارے ہاتھ میں کٹھ پتلی ہی بنی رہوں؟ کیا میری رائے کو کچھ بھی اہمیت نہیں؟ کیا ایسے موقعوں پر بھی جب مجھے تمہاری رائے قابل اعتراض نظر آئے۔ مجھے تعریض کا حق حاصل نہیں ہے؟"

مسز فشر ہارڈنگ لمحہ بہ لمحہ زیادہ تند ہوتی جا رہی تھی۔ کہنے لگی۔" کیا اب گدائی سے امیری حاصل کرکے تمہیں میری کارروائی پر اعتراض کرنے کی سوجھی ہے؟"

"ہاں"۔ پرڈیتا نے زور اور استقلال کے ساتھ کہا۔ اور اپنی خوشنما آنکھیں مخالفانہ انداز سے ماں کے چہرہ پر گاڑھ دیں۔ پھر وہ کہنے لگی۔" میں اس بات کو تسلیم کرتی ہوں

کہ اگر میں ایک معمولی شخص ... ایک سادہ چارلس ہیٹ فیلڈ کو ہی اپنے دام محبت میں لانے میں کامیاب ہوتی۔ جس کے وسائل محدود ہوتے۔ تو یقیناً اس کے ساتھ دائمی تعلق قائم کرنا نامناسب ہوتا۔ مگر اب جبکہ ہمیں اس بات کا کامل یقین ہو چکا ہے کہ وہ ایک خطاب یافتہ امیر اور دولت مند شخص ہے۔ تو اس کے ساتھ ناقابل شکست تعلق پیدا نہ کرنا سر بسر داخل حماقت ہوگا۔ یہ ایک ایسا موقع ہے جسے حاصل کر کے اسے محفوظ بنانے کی فکر کرنی چاہئے۔ تاکہ ہماری ساری زندگی اطمینان سے بسر ہو اس کے علاوہ کیا تم سمجھتی ہو۔ کہ میرے اپنے دل میں ذرا سی بھی خواہش موجود نہیں ہے؟ کیا میرے لئے جو تمہاری دختر ہوں بسر دست وائیکونٹس مارسٹن اور زمانہ آئندہ میں کونٹس آف الینگھم کہلانا موجب فخر نہ ہوگا؟ یہ سارے خیالات میرے ذہن میں اب چارلس کے رخصت ہونے پر یکایک پیدا ہوئے ہیں۔ ورنہ یقیناً میں اس حماقت آمیز فعل کے اثرات کو جو میں نے تمہاری ترغیب میں آکر کیا۔ ابھی سے باطل کرنے لگتی۔ میں نے اس سے وہ سب شرطیں سنوائیں۔ جن پر ہمارا تعلق مبنی ہونا تھا۔ پھر کیا اس سے چند مزید شرطیں سنوانا غیر ممکن ہوگا؟" پھر وہ سلسلہ کلام جاری رکھ کر جبکہ اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ کہنے لگی "مجھ سے بڑھ کر بے وقوف اور کون ہوگا۔ کہ تاج امارت میری رسائی میں ہے۔ اور میں اسے حاصل نہیں کرتی ... ایک مالدار امیر یا ایسا شخص جو عنقریب مالدار بن جائے گا۔ مجھ سے شادی کا خواہشمند ہے۔ اور میں رضامند نہیں ہوتی"۔ پھر وہ اور زیادہ جوش میں بھر کر کہنے لگی "اماں اگر تم بھی خیال دل میں رکھتی ہو۔ تو یقیناً تم مجھے ایک بے وقوف پگلی اور دیوانی لڑکی سمجھتی ہو۔ جو میں نہیں ہوں"۔

مسز فنسٹر ہارڈ ونگ کا چہرہ جس پر اب اثرات زمانہ نے کئی قسم کی تبدیلیاں پیدا کر دی تھیں۔ جوش غضب سے سپید ہو گیا۔ اور وہ کہنے لگی "اگر تم نے میری تجاویز کی مخالفت کی۔ یا میری نصیحت کے خلاف عمل کرنے کی کوشش کی۔ تو میں یقیناً تمہیں ایک بیوقوف پگلی اور دیوانی لڑکی ہی سمجھونگی"۔

پرڈیٹا کے دل میں کچھ خیال پیدا ہوا۔ اور وہ کہنے لگی "اماں میں سمجھتی ہوں تم اپنی تجاویز کی تہ میں ضرور کوئی فاسد ارادہ رکھتی ہو۔ ورنہ ہرگز ممکن نہ تھا کہ تم

ایک ایسی تجویز کی مخالفت کرتیں۔ جسے کوئی دوراندیش شخص ناپسند نہیں کر سکتا۔ جس وقت میں نے بے تحاشا کہہ دیا تھا کہ جذبۂ عشق مجھ پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ تو اس وقت تم نے جو الفاظ کہے۔ وہ یہ تھے کہ تمہارے شادی کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ میں تو یہ چاہتی ہوں تم کسی امیر اور اعلیٰ خاندان کے سادہ لوح نوجوان یا کسی عمر رسیدہ بیوقوف عیاش کو اپنے دام میں پھنسا لو۔ تم نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ جو فائدہ ایک داشتہ کی حیثیت میں حاصل کیا جا سکتا ہے۔ وہ شادی شدہ بیوی کی حیثیت میں حاصل ہونا غیر ممکن ہے۔ فی الحقیقت تمہارا مشورہ یہ تھا۔ کہ میں اس لئے آزاد اور شادی کی غیر پابند رہوں۔ کہ جب ایک چاہنے والے کی دولت لٹائی جا سکے۔ تو پھر آسانی دوسرے کو اپنے قابو میں لے لیا جائے"

"بے شک میری یہی خواہش تھی اور میں کہہ سکتی ہوں کہ اس وقت تمہیں جو نصیحت کی۔ وہ بہترین تھی" اس کی ماں نے وحشیانہ لہجہ میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی طرف ایسی قہر آلود نگاہ سے دیکھا۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ شرنی کی طرح اپنی بچی پر جھپٹ کر اُسے اپنے ناخنوں سے پھاڑ ڈالنا چاہتی ہے۔

مگر پرڈیٹا لاپروائی سے بولی "اور جو تم نے جو مشورہ دیا۔ وہ خاص حالات کے لئے تو موزوں تھا۔ مثلاً اس صورت میں اس سے مجھے مسلسل طور پر ایک نہ ایک چاہنے والا ملتا رہتا۔ مگر اس میں یہ بات مفہوم تھی۔ کہ وہ صرف کم حیثیت لوگ ہونگے جن میں سے ایک کا سرمایہ ختم ہو گیا۔ تو اُسے الگ کر دیا گیا۔ مگر اب حسن اتفاق سے مجھے شروع میں ہی ایک ایسا مالدار جوان مل گیا ہے۔ جس کی دولت کو کتنی بھی فضول خرچی میں لٹایا جائے۔ ختم نہیں ہو سکتی۔ اس کے پاس اتنا سرمایہ ہے کہ بھلے انتہا سے بڑھے ہوئے اخراجات بھی اس میں کمی پیدا نہیں کر سکتے۔ ان حالات میں تمہیں بتاؤ میں اس شاندار موقعہ سے جو میری رسائی میں ہے۔ فائدہ حاصل نہ کروں۔ تو کیا میری حالت اُس بیوقوف کی سی نہ ہو گی۔ جس کے ہاتھ میں سونے کا ڈلا ہو۔ اور وہ اُسے دریا میں پھینک دے۔ یا اُسے کہیں سے چمکدار الماس دستیاب ہو اور وہ اُسے کسی تاریک غار میں پھینک دینا بہتر جانے"

بوڑھی عورت نے بدقت اپنے جوش کو فرو کیا۔ اور کہنے لگی "بیٹی دیکھو میں پھر

تم سے کہتی ہوں میری مرضی پر چلو گی تو سکھ پاؤ گی اور میری مرضی یہ ہے کہ چارلس ہیٹ فیلڈ یا وائیکونٹ مارٹسن کے ساتھ تمہارا تعلق صرف ایک داشتہ اور آشنا کا ہونا چاہیئے۔ اس صورت میں میں اس فرض کو اپنے ذمہ لیتی ہوں۔ کہ تمہیں جس قدر روپیہ کی ضرورت ہوگی۔ مہیا کراؤں گی۔ اور جس وقت اس کا روپیہ ختم ہو چکے گا۔" یہ کہتے ہوئے بڑھیا نے چاپلوسی کا لہجہ اختیار کر لیا۔" تو اس صورت میں میری عزیز بیٹی تم بڑی آسانی سے دوسرا چاہنے والا پیدا کر سکو گی"۔

"مگر مجھے یہ تجویز منظور نہیں"، پرڈیٹا نے باصرار جواب دیا۔ "میں نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ کہ اسی طریق پر چلونگی۔ جو میرے نزدیک بہتر ہے۔ اور جس پر حقیقت میں کسی بھی سمجھدار شخص کو اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اس لئے تمہارا یہ جھگڑا سراسر بے سود اور لاحاصل ہے"۔

"جھگڑا!" مسز فسٹر ہارڈنگ نے جس کا چہرہ فرط غضب سے سپید ہو گیا تھا اور جس کا سارا بدن نمایاں طور پر کانپ رہا تھا۔ زور سے چلا کر کہا۔ "گستاخ لڑکی میں تجھ سے جھگڑا کرنا نہیں چاہتی۔ مگر یاد رکھ۔ اگر تو اپنی بہتری چاہتی ہے تو اس معاملہ اور اس کی طرح ہر ایک معاملہ میں تجھے میری ہی مرضی پر چلنا ہوگا۔ اگر تجھے یہ منظور نہیں۔ تو میری طرف سے جواب سمجھ۔ پھر تو ہے اور وہی چیتھڑے۔ وہی مفلسی وہی احتیاج ۔ ۔ "

"واہ! مجھے اور مفلسی سے واسطہ!" پرڈیٹا نے نخوت کے لہجہ میں کہا۔ "جب تک مجھے دولت حسن حاصل ہے۔ میری جوتی کو بھی احتیاج کی فکر نہیں"۔ اور یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے چہرہ کی طرف اطمینان کی نظر سے دیکھا۔ جو بالمقابل قد آدم آئینہ میں منعکس تھا۔

"بیوقوف لڑکی یاد رکھ دنیا میں صرف خوبصورتی ہی دولت کمانے کا ذریعہ نہیں" عمر رسیدہ عورت نے بیٹی کی طرف شیطانی حقارت کی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "تا آنکہ تو میری اپنی اولاد ہے۔ مگر تو نے میری مرضی کے خلاف چلنے پر کمر باندھی ہے تو آج سے مجھے اپنا سب سے مہلک اور خطرناک دشمن سمجھ۔ میرا انتقام وہاں تک پہنچے گا۔ جہاں تو سات پردوں میں پوشیدہ ہوگی۔ میں تمہاری تمام سازشوں کو

خاک میں ملا دونگی۔ اور کسی تجویز کو کامیاب نہ ہونے دونگی۔ نہ صرف یہ بلکہ میں ایسا انتظام کرونگی کہ تیرے چاہنے والے تجھے حقارت کے ساتھ نظر انداز کر دیں۔ کیونکہ میں علانیہ طور پر کہہ دونگی کہ یہ پرڈیٹا جس پر تم دارفتہ ہو چلے ہو۔ نیوگیٹ میں ایک سزایاب عورت کے بطن سے پیدا ہوئی تھی۔ وہاں سے اس کی ماں اسے ایک تعزیری نوآبادی میں لے گئی۔ جہاں وہ تیرہ سال کی چھوٹی عمر میں ہی منزل اخلاق اور درجہ عصمت سے گر گئی۔ حتیٰ کہ اس کی یہ حالت ہوئی۔ کہ سڈنی کی قلعہ نشین فوج کا ہر ایک خوبصورت جوان افسر اس بات کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ کہ اس نے اس کے باغ حسن کی بہار لوٹی۔۔۔"

پرڈیٹا نے اس کے جواب میں ایک زوردار حقارت آمیز قہقہہ لگایا۔ وہ اس قسم کا قہقہہ تھا۔ جو اس کی ماں کو صدہا سخت کلامیوں اور دشنام سے بھی زیادہ خوفناک معلوم ہوا۔ اس قہقہہ کا مطلب اگر لفظوں میں ادا کیا جائے تو یہ تھا۔ "بیوقوف بڑھیا میں تیرے ان الفاظ کو سخت حقارت کی نظر سے دیکھتی ہوں۔"

"تو پچھتائیگی۔۔۔ نافرمان سرکش لڑکی تو ان افعال کے لئے بہت جلد پچھتائیگی" مسز نینسی ہارڈنگ نے پرڈیٹا کے قریب جا کر اس کی طرف وحشیانہ نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "مجھے کتنے ہی خطرات پیش آئیں۔ اور کتنی ہی بدنامی اٹھانی پڑے۔ لیکن تو نے میرے خلاف مرضی کوئی کام کیا۔ تو یاد رکھ میں تجھے ضرور برباد کر دونگی۔ اس لئے شریر لڑکی اب بھی اس سادہ لوح جوان سے شادی کے خیال سے باز آ۔ اس صورت میں ہمارے تعلقات آئندہ بھی ویسے ہی اچھے رہیں گے۔ جیسے آج تک رہے ہیں لیکن اگر تو نے ضد کی۔ تو تیری راہ وہ ہے اور میری یہ۔ میں ہمیشہ کے لئے تیری جانی دشمن بن جاؤنگی۔ اور میرا سب سے پہلا کام یہ ہوگا۔ کہ چارلس ہیٹفیلڈ کے مکان پر جا کر اس بات کی معافی مانگوں۔ کہ میں نے اس کے خلاف سازش میں حصہ لیا۔ اور اس کے بعد پرڈیٹا میں تیرے حالات اس پیرایہ میں بیان کرونگی۔ کہ تیرے ساتھ تعلق رکھنے کے خیال سے ہی اس کا خون منجمد ہونے لگیگا۔ تیری حالت کا وہ نقشہ جو تیری اپنی ماں پیش کرے گی۔ اتنا خوفناک۔۔۔ اتنا خوفناک ہوگا۔ کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ اس لئے اب بھی دوراندیشی سے کام لے۔ اپنی ہٹ سے باز آ۔۔"

پرڈیٹا نے اس طویل تقریر کے دوران میں غیر معمولی سکون قائم رکھا تھا۔ شاید اس لئے کہ وہ جانتی تھی۔ اس مجادلہ میں انجام کار کامیابی مجھی کو حاصل ہوگی۔ اب وہ کہنے لگی:- "اماں تم نے جو کہنا تھا کہہ لیا۔ اب ذرا میری بات بھی سن لو۔ تم نے دھمکیاں بہت دیں۔ مگر یہ نہیں سوچا۔ کہ تمہارے اور میرے درمیان اگر جھگڑا ہو گیا۔ تو اس کا انجام کیا ہوگا۔ اور اس میں آخری کامیابی کسے حاصل ہوگی۔ ایک طرف تو ہے۔ بوڑھی۔ بدنما... حد سے زیادہ بدنما۔ یہاں تک کہ تیرے لئے کاسۂ گدائی ہاتھ میں لیکر بھیک مانگنے کے سوا گذارہ کی کوئی صورت نہیں۔ دوسری طرف میں ہوں۔ جوان خوبصورت اور کافی دنیاوی تجربہ رکھنے والی۔ اگر اور کچھ نہیں تو میں کسی سادہ لوح مالدار کو ضرور اپنے دام میں لا سکتی ہوں۔ تم میری کتنی ہی بدنامی کرو۔ میرے لئے ایسا آدمی تلاش کرنا غیر ممکن نہیں۔ جسے نیک نامی کی بجائے حسن کی زیادہ قدر ہو۔ اس صورت میں میرے لئے عیش نہیں۔ تو آسائش۔ اور تیرے لئے احتیاج اور گدائی یقینی باتیں ہیں میرے لئے عیش و راحت کی زندگی کا آغاز ہے اور تیرا زمانہ ختم ہو چکا ہے۔ اب تیرا انجام اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ کہ تو کسی محتاج خانہ میں یا کوڑے کے ڈھیر پر تڑپ کر جان دے۔ اماں میں اس صاف بیانی کے لئے معافی کی خواستگار ہوں" اس عیارہ نے اب اپنی تلخی کو مصالحت کی چاشنی دیتے ہوئے کہا "لیکن میرے لئے تمہاری صاف کلامی کے بعد اس کے سوا چارہ کار نہ تھا۔ اس مضمون کو چھوڑنے سے پہلے میں یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتی ہوں۔ کہ تم خود ایسی ہی پاکباز عورت نہیں ہو کہ مجھے میرے عیبوں پر ندامت دلا سکو۔ خدا ہی جانتا ہے۔ تم نے اپنے عہد شباب میں کیسی کیسی عیاشیاں کیں۔ اور کن کن جرائم کا ارتکاب کیا۔ البتہ تم نے ظاہر داری کے لئے ہمیشہ ایک عابد عورت کا جامہ پہنے رکھا۔ بیشک پیاری اماں تمہاری یہ کارروائی قابل تعریف تھی" اور یہ کہتے ہوئے پرڈیٹا نے زور کا قہقہہ لگایا جس کی دلفریب گونج سارے کمرہ میں پیدا ہوگئی:- "ذرا غور کرو کہ تم ... تم کس زمانہ میں ایک عابد عورت ہوا کرتی تھیں! لیکن اماں اس وقت تو تمہاری صورت بہرحال عابدوں کی سی نہیں ہے۔ اور نہ اس وقت تھی۔ جب تم کالے پانی میں ایک نوآباد کار کی داشتہ ہو کر رہتی تھیں"۔

"پرڈیٹا ... پرڈیٹا" ۔ بدنصیب مسز ہارڈنگ نے ان تلخ الفاظ سے زخمی سانپ کی طرح پیچ و تاب کھاتے اور سر سے پاؤں تک تشنجی انداز سے کانپتے ہوئے کہا۔ "تم یقیناً مجھے دیوانہ بنا دو گی۔"

"آہ! میری پیاری اماں کیا تمہارے اندر اتنا احساس ہے کہ تم میرے سخت الفاظ سے دیوانگی کی حد تک پہنچ جانے کا اندیشہ رکھتی ہو؟" جوان عورت نے اس کیطرف حیرت کی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "شاید تم نے یہ سمجھا تھا کہ تمہاری بیٹی ان احساسات سے عاری ہے۔ جن کو مجروح کرنا سہل ہے۔ اور میں دل کرنا سخت مشکل لیکن حیز میں درگذر کرتی ہوں۔ ورنہ میں اس سلسلہ میں اس زمانہ کا بھی ذکر کرنا چاہتی تھی۔ جب میں ابھی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ اور تم سر سزی کورٹنی کی داشتہ کی حیثیت رکھتی تھیں۔ جس کا نام تم نے ایک دن بڑے اطمینان کے ساتھ جعلسازی کے طور پر ایک چک پر لکھ دیا تھا ..."

"خاموش! پرڈیٹا خاموش!" مسز ہارڈنگ نے گلوگیر آواز میں دونوں ہاتھوں کو تشنجی انداز سے جوڑتے ہوئے کہا۔ "مجھ سے غلطی ہوئی۔ کہ میں نے تمہیں ناراض کیا مگر دیکھو۔ بیٹی کو ماں کے ساتھ اس قسم کا سلوک نہ کرنا چاہئے پرڈیٹا تم نے مجھ سے بہت زبردستی کی ہے۔ اور میں ... میں ..."

اتنا کہہ کر اس عجوزہ نے زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ یہ رونا فرضی یا دکھاوے کا نہیں تھا۔ بلکہ یہ تلخ آنسو ان جگر خراش دلسوز طعنوں اور طنز آمیز کلمات کا نتیجہ تھے۔ جن سے اس کی بیٹی نے اسے ناقابل بیان بے دردی اور بے رحمی سے مخاطب کیا تھا۔

وہ دیر تک آنسو بہاتی رہی۔ پرڈیٹا نے بھی اسے جی بھر کر رونے دیا اور روکنے کی بالکل کوشش نہ کی۔ کیونکہ جس قدر رنج اور ذہنی تکلیف اس بڑھیا کو بیٹی کے الفاظ سے ہوئی تھی۔ اسی قدر پرڈیٹا کو اس کے کلمات سے ہو چکی تھی۔

اس طرح پر کچھ دیر بالکل خاموش رہی۔ اس عرصہ میں عرف مسز ہارڈنگ کے سسکیاں لینے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ جس کا چہرہ اس غم و الم کی حالت میں اور بھی بدنما نظر آتا تھا۔ اور پرڈیٹا جس کی آنکھیں آتش بار تھیں پھولے ہوئے رخساروں

پر سرخی چھائی ہوئی۔ اور چہاتی بزور متلاطم تھی۔ صوفہ پر شاہی رعب سے لیٹی ہوئی اپنے نوکدار تنگ اور نفیس بوٹ سے لاپروائی کے ساتھ قالین کو ٹھکراتی رہی۔

ایک عرصہ کے بعد آخر اس عمر رسیدہ عورت نے کہا۔ "بیٹی پھر آخر میں کیا سمجھوں کیا ہم آیندہ کے لئے دوست ہیں یا دشمن؟"

خود سر لڑکی نے جواب دیا۔ "اس کا انحصار تمہارے طرز عمل پر ہے۔ میں تم سے دب کر رہنا نہیں چاہتی۔ نہ ایسی دھمکیاں برداشت کرسکتی ہوں جیسی آج تم نے دیں۔ وہ تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تم اپنے کسی جانی دشمن کو گالیاں دے رہی ہو۔ ورنہ کیا باعث تھا کہ تم نے اپنی بیٹی کے ساتھ جس نے تمہیں بقیہ زندگی کے لئے آسایش مہیا کرنے کا کام اپنے ذمہ لیا ہے۔ اس قسم کا سلوک کیا۔"

"جو کچھ بھی ہوا۔ پرڈیتا آیندہ کے لئے ہمارے تعلقات دوستانہ رہنے چاہئیں" مسز فنز ہارڈنگ نے کہا۔

"خیر تمہاری یہ مرضی ہے تو یونہی سہی"۔ بیٹی نے جواب دیا۔ "لیکن میں پھر یاد دلاتی ہوں۔ چارلس ہیٹ فیلڈ یا وائیکونٹ مارسٹن کے متعلق میری اپنی مرضی کے مطابق ہی عمل کیا جائیگا۔۔"

اُس کی ماں قطع کلام کر کے کہنے لگی۔ "دیکھو میں اس جھگڑے کو پھر تازہ کرنا نہیں چاہتی۔ مگر ہم نے شروع میں جو انتظام سوچا تھا۔ اُس کی یہ صریح خلاف ورزی مجھے ہرگز منظور نہیں۔ کیا ہمارے درمیان یہ بات صاف طور پر طے نہ ہو چکی تھی۔ کہ شادی کا سوال قطعاً خارج از بحث ہے"۔

"ٹھیک ہے"۔ پرڈیتا نے کہا۔ اور اب وہ اپنی ماں کی اس زوردار مخالفت کی وجود کو بھی کسی قدر سمجھنے لگ گئی تھی۔ "مگر ہمیشہ حالات ہی معاملہ کی صورت کو بنانے یا بگاڑتے ہیں"۔

"اُن دلیلوں کو جانے دو"۔ مسز فنز ہارڈنگ نے پھر تندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "یاد رکھو۔ آج رات کو تمہارا عاشق زار وہ تمام دستاویزات میرے حوالہ کر دیگا۔ جن میں اُس کے باپ کے ارل آف ایلنگھم کے خطاب اور حقوق کا وارث ہونے کی شہادت موجود ہے"

"پھر کیا تم اُن دستاویزات کی مدد سے مجھے اپنا مطیع کرنے کی کوشش کروگی" پرڈیٹا نے پرسکون لہجہ میں پوچھا۔ اگرچہ اُس کی نگاہوں سے بھرپور مخالفت کا اظہار ہو رہا تھا۔

"نہیں بیٹی میں یہ نہیں کہتی"۔ بڑھیا نے بدقت اپنے غصہ کو فرو کرکے کہا۔ "مگر یاد رکھو۔ جب تک میری امداد سے اُن کاغذات کی بنا پر روپیہ وصول نہ کیا جائے اُن کا عدم وجود برابر ہے"۔

"بیشک یہ دلیل قابل تسلیم ہے"۔ پرڈیٹا نے جواب دیا۔ "مگر دوسری طرف چارلس کے ساتھ تمہاری واقفیت بھی اس وقت تک بے سود ہے۔ جب تک میری اپنی ذات شامل حال نہ ہو۔ اور اب جبکہ بحث چھڑ گئی ہے میں تمہیں بتا دینا چاہتی ہوں۔ کہ جن مقاصد کو پیش نظر رکھ کر تم اس شادی کی مخالفت کرتی ہو۔ میں نے اُنہیں بھی سمجھ لیا ہے۔ تم یہ خیال کرتی ہو کہ اُس کی داشتہ ہونے کی صورت میں میں تمہارے تابع فرمان ہونگی۔ تم مجھے اپنا غلام بناکر رکھ سکو گی۔ اور میرے سر پر ہر وقت یہ خطرہ سوار رہیگا۔ کہ اگر تم نے بغرض انتقام میرے خلاف ایک لفظ بھی چارلس ہیٹ فیلڈ سے کہہ دیا۔ تو وہ متنفر ہوکر چلا جائیگا۔ تم مجھ پر حکومت کرنے کے لئے اس اختیار کو اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتی ہو۔ اور تمہارا مدعا یہ ہے کہ تمہیں چارلس اور میری اپنی ذات پر کلی اختیارات حاصل ہوں۔ اخراجات تمہاری مرضی کے مطابق ہوا کریں اور سارے سیاہ وسفید کی مالک تم بنی رہو۔ دوسری طرف تمہارا خیال یہ ہے۔۔۔ دیکھو مہربانی سے میری طرف ایسی قہر آلود نگاہ سے نہ دیکھو۔ کیونکہ حقیقت میں ہم ایک دوسرے کے سامنے چند تلخ صداقتیں ہی بیان کر رہی ہیں۔۔"

"تم جاؤ شریر لڑکی"۔ مسز فشز ہارڈنگ نے غصہ سے کانپتے اور دم گھٹتے ہوئے لہجہ میں کہا۔

دوسری طرف "جوان عورت نے بڑے پرسکون لہجہ میں سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا۔ دوسری طرف تمہارا خیال یہ ہے کہ اگر ایک بار میری شادی جائز طور پر چارلس ہیٹ فیلڈ سے ہوگئی۔ یا اگر اُس نے نیک و بد کی پروا نہ کرکے ایک بار مجھ سے رشتہ مناکحت قائم کر لیا۔ تو پھر تمہارے اختیارات قطعاً مٹ جائیں گے۔ کیونکہ پھر اگر تم نے میرے خلاف

کوئی بات ظاہر کی ہی۔ تو اگرچہ ممکن ہے۔ یہ میں اس کی محبوب اور منظور نظر نہ رہوں۔ تاہم قانوناً پھر بھی اُس کی بیوی ہی کہلاؤنگی۔ جس سے تمہیں اپنی اہمیت خاک میں مل جانے کا اندیشہ لگا ہوا ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے پھر تمہارا درجہ صفر کے برابر ہو جائیگا۔ اور تم روزمرہ کی خوراک کے لئے بھی ہماری دست نگر ہو گی۔ تمہیں نہ ہماری ذات اور نہ امور خانگی پر کسی قسم کا اختیار ہوگا۔۔"

مسز فشر ہارڈنگ یہ دیکھ کر کہ اُس کی بیٹی نے اُس کے ذہنی خیالات کا نقشہ بالکل صحیح الفاظ میں کھینچا ہے۔ حیرت زدہ ہو گئی۔ اور سخت اضطراب کی حالت میں کہنے لگی "فرض کرو میرے اندیشے بھی ہوں۔ اُس صورت میں میرے پاس اس کی کیا ضمانت ہے کہ جو کچھ تم اس وقت کہہ رہی ہو۔ وہ تمہارے آئندہ ارادوں کا صحیح نقشہ نہیں ہے؟"

اُس نے جواب دیا "میں تمہیں فقط اسی قدر اطمینان دلا سکتی ہوں۔ کہ اگر میرے ساتھ تمہارا سلوک خاطر خواہ رہا۔ تو تمہارے ساتھ میرا سلوک بھی ضرور اچھا رہیگا اور جب تک کسی خاص معاملہ میں تم میری منشائے سراسر خلاف چلنے کی کوشش نہ کروگی۔ میں تمہیں ہر معاملہ میں حتی الامکان اپنی مرضی کے مطابق چلنے کا موقعہ دونگی۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے اگر تم نے مجھے اپنی لونڈی بنا کر رکھنے کی کوشش نہ کی۔ تو میں ہر ایسے معاملہ میں جس سے ہماری مشترکہ بہتری کا تعلق ہو۔ تم سے مل کر کام کرنے کی کوشش کرونگی۔"

"پرڈیتا کیا تم ایمانداری سے اس کا وعدہ کرتی ہو؟" اُس کی ماں نے پُر اشتیاق لہجہ میں پوچھا۔ کیونکہ وہ چاہتی تھی۔ جس طرح بھی ممکن ہو۔ اس معاملہ کو مصالحت کے ساتھ طے کر لیا جائے۔ خصوصاً اس لئے کہ اس نے دیکھ لیا تھا۔ کہ تکرار کی صورت میں کامیابی پرڈیتا کو ہی حاصل ہونی یقینی ہے۔

بیٹی نے کہا "اماں یقین رکھو۔ میں فطرتاً لڑائی جھگڑے کو ناپسند کرتی ہوں۔ آئندہ بھی اگر کبھی جھگڑے کا کوئی موقعہ پیش آیا۔ تو اس میں قصور سراسر تمہارا اپنا ہوگا۔"

مسز فشر ہارڈنگ کہنے لگی "پرڈیتا میں خود جھگڑا کرنا نہیں چاہتی۔ اس معاملہ میں بھی میں تمہاری جیت اور اپنی ہار مانتی ہوں۔ چارلس ہیٹ فیلڈ یا وائیکونٹ مارسٹن تمہارا ہے۔ اور تم اُس کی ہو۔ میری طرف سے تمہیں اُس کے ساتھ شادی کی اجازت ہے اور چونکہ جھگڑے کی بنا یہی تھی۔ اس لئے اس کو طے شدہ سمجھنا چاہئے۔"

"مجھے منظور ہے۔" پرڈیٹا نے کہا۔" اور اب تم یہ بتاؤ۔ چارلس آج رات کو جو روپیہ لائیگا۔ اُن کی بنا پر تم کس طرح کہاں اور کس شخص سے روپیہ وصول کرنیکا ارادہ رکھتی ہو؟"

مسز فنز ہارڈنگ کہنے لگی۔" کئی دن گذرے جب میں چارلس کے انتظار میں پال مال کے چکر کاٹا کرتی تھی۔ تو ایک روز اتفاقاً میری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوگئی۔ جس سے میں سالہا سال پیشتر واقف تھی۔ اور جس نے مجھے ایک موقعہ پر نہایت شرمناک دھوکا دیا تھا۔ اب اُس کی صورت بالکل بدل چکی ہے۔ لیکن میں نے جس وقت اُس کا چہرہ بازار میں لگے ہوئے لیمپ کی روشنی میں دیکھا۔ تو اُسے فوراً پہچان لیا۔ میں نے اُس سے مل کر اپنی شخصیت ظاہر کی۔ اور اُس دھوکا دہی کے لئے بزدلانہ مت کی وہ نرمی اور مصالحت کے انداز سے پیش آیا۔ اور اس لئے ہماری گفتگو نے جلدی ہی دوستانہ رنگ اختیار کر لیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ اُس نے اپنا نام بدل لیا ہے۔ اُس نے مجھے اپنا موجودہ پتہ بتایا۔ اور کہنے لگا کسی روز مجھ سے ملنا۔ اس کے بعد میں نے اُن نواحات میں جہاں وہ رہتا ہے۔ لوگوں سے اُس کے متعلق تحقیقات کی۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ نہایت مالدار لیکن حد سے زیادہ بخیل ہے۔ اب وہ ساہوکارہ کرتا ہے۔ اور میں سمجھتی ہوں۔ یہ شخص میری ضروریات کے عین مطابق ہوگا۔ میں اُمید کرتی ہوں اُس سے روپیہ حاصل کرنے کے معاملہ میں کافی مدد ملیگی۔ چنانچہ آج رات میرا ارادہ اسی سے ملنے کا ہے۔"

پرڈیٹا درخواست کے لہجہ میں نہیں بلکہ تحکمانہ انداز سے کہنے لگی۔" اماں میں بھی تمہارے ساتھ چلونگی۔"

بڑھیا نے جواب دیا۔" تمہاری یہی مرضی ہے۔ تو مجھے کب انکار ہے۔"

اور اُس تلخ گفتگو کے بعد جس میں اُسے سراسر نیچا دیکھنا پڑا۔ اس کے لئے انکار کی گنجائش ہی کیا تھی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی۔ اگر میں نے کسی بھی معاملہ میں بیٹی کے خلاف مرضی کام کیا۔ تو اس میں میری اپنی خرابی ہے۔

باب ۱۳۷ اتفاقی ملاقات

جس روز کے واقعات سطور بالا میں قلمبند کئے گئے ہیں۔ اُسی کی رات کو آٹھ

نجے کا عمل تہا۔ کہ ایک عمر رسیدہ شخص لندن کے شمالی حصہ سے آتا ہوا پینٹونولی کے مضافاتی قصبہ کی راہ سے صدر مقام میں داخل ہوا۔

اُس کی عمر ۵۷ سال سے اوپر تھی۔ قد کا لمبا دبلا پتلا اور بدنی اعتبار سے کمزور تہا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ اس کی چال میں لڑکھڑاہٹ پائی جاتی تھی۔ رنگت لاش کیطرح زرد چہرہ ہیبت ناک فکرمند اور اتنا ڈرانا تہا۔ کہ دیکھکر نفرت پیدا ہوتی تھی کپڑے پھٹے پرانے اور گرد آلود اور بوٹوں کو دیکھکر معلوم ہوتا تہا کہ وہ طویل فاصلہ پیدل چل کر آرہا ہے۔ لیکن اس ظاہری کراہت اور لباس کی کہنگی کے باوجود اُس شخص میں ایک ایسی چیز نمودار تھی۔ جس سے اُس کی نسلی شرافت کا پتہ چلتا تہا۔ ہمارا مطلب یہ کہنے سے واضح ہو جائیگا کہ کوئی شخص اُسے سرسری نظر سے دیکھتا تو کہہ دیتا یہ کوئی تباہ حال کھلاڑی ہے۔

ماڈل جیلخانہ کے پاس سے گذرنے کے بعد وہ شارع عام سے ہٹ کر ان کھیتوں کی طرف ہو لیا۔ جہاں اب جابجا عمارات تیار ہو رہی ہیں۔ ہماری مراد اُس قطعہ اراضی سے ہے۔ جو بارنسبری روڈ اور لورپول روڈ کے درمیان واقع ہے۔

لیکن اسکی چال سے پھر بھی یہی ظاہر ہوتا تہا۔ کہ وہ بغیر کسی مدعا کو پیش نظر رکھنے کے یونہی آوارہ پھر رہا ہے۔ اُس کا کوئی گھر نہیں۔ جہاں پہنچنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ کھیتوں میں داخل ہونے سے بظاہر اُس کا مدعا فقط یہ تہا۔ کہ لمبی گہاس میں چلنے کا ایک تو بوٹوں کی گرد صاف ہو جائیگی۔ دوسرے میں کسی تنہا مقام پر چند منٹ آرام کر سکوں گا۔

تہوڑی دیر ایک علیحدہ مقام پر بیٹھنے کے بعد آخر وہ پھر اُٹھا اور اُن چھوٹے چھوٹے مکانات اور جھونپڑیوں کیطرف ہو لیا۔ جو کیلیڈونین روڈ کے قریب واقع ہیں

چلتے چلتے وہ سڑک کے کنارے ایک لمپ کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ جیب میں ہاتھ ڈالا اور نقدی نکال کر گننے لگا۔ مگر وہ اتنی زیادہ نہ تھی۔ کہ اُس کے گننے کو عرصہ درکار ہوتا سب ملا کر صرف دو شلنگ اور چند پنس نکلے۔

وہ اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہنے لگا " اس سے کم از کم آج رات کے کہانے اور سونے کے کمرہ کا کرایہ تو چل جائیگا۔ اس کے بعد کل میں اُن کے پاس جاؤں گا جنہوں نے عرصہ دراز تک میری خبر نہیں لی "

یہ کہکر عمر رسیدہ شخص جو دن بھر پیدل سفر کرنے کے بعد اب نہایت تہکا ماندہ تہا۔

آہستہ آہستہ بادقت قدم اٹھا کر چلنے لگا۔ معلوم ہوتا تھا وہ عرصہ دراز تک صدر مقام سے غیر حاضر رہا ہے۔ کیونکہ اگرچہ کسی زمانہ میں وہ اس علاقہ سے اچھی طرح واقف تھا۔ تاہم اب یہاں اتنی عظیم تبدیلیاں ہو چکی تھیں کہ وہ اپنے گرد حیرت کی نظر سے دیکھ رہا تھا۔ جن مقامات پر کسی زمانہ میں ویران کھیت ہوا کرتے تھے۔ اب وہاں بازار، مکانوں کی قطاریں اور باغ نظر آتے تھے۔

رفتہ رفتہ وہ ایک ایسے مقام پر پہنچ گیا۔ جہاں مکانات نسبتاً فاصلہ پر بنے ہوئے تھے۔ سڑک پر بجری بچھی ہوئی تھی۔ اور اس کی درستی عمل میں آ رہی تھی۔

رات کے نو بجے تھے۔ لیکن جولائی کی شام نہایت خوشنما تھی۔ اور ابھی تک کامل تاریکی نہیں پھیلی تھی۔ لیلائے شب کی سیاہی صرف کہیں کہیں سایہ میں اپنا اثر قائم کرنے لگی تھی۔ یہی وجہ تھی۔ کہ اگرچہ سڑک کے قریب کوئی لمپ موجود نہ تھا تاہم عمر رسیدہ شخص کو راہرووں کی صورت پہچاننے میں کسی طرح کی دقت پیش نہیں آتی تھی۔

اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے۔ کہ وہ راستہ چلتے لوگوں کی صورتوں کو خاص توجہ سے دیکھ رہا تھا۔ بہرحال اتنا ضرور ہے۔ کہ جو شخص لندن میں اول مرتبہ داخل ہو۔ یا جو عرصہ دراز تک غیر حاضر رہنے کے بعد واپس آئے۔ وہ ہر چیز یا ہر شخص کی صورت کو ضرور غور کی نظر سے دیکھتا ہے۔

عمر رسیدہ شخص دو چھوٹے چھوٹے مکانات کے پاس سے گزر رہا تھا۔ جو حقیقت میں ایک ہی عمارت کے دو حصے اور سڑک سے ذرا فاصلے پر بنے ہوئے تھے۔ کہ وہ ایک شخص کی صورت دیکھ کر ٹھٹکا۔ ایسا معلوم ہوا۔ کہ وہ اسے پہچانتا ہے اس کے لمحہ بھر بعد روشنی کی ایک لہر اس کے ذہن میں پھر گئی۔ اور وہ اپنے دل سے کہنے لگا "ضرور وہی ہے" اور پھر اپنا ہاتھ اس کے کندھے پر رکھ کر بولا "مسٹر ہارڈ خوب ملے اگرچہ ہماری ملاقات اکیس سال کے طویل عرصہ کے بعد ہوتی ہے"

شخص مذکور جو بجائے خود سال خوردہ اور عمر میں [illegible] آتا تھا متعجب ہو کر پرے ہٹ گیا اور کہنے لگا۔ "صاحب میرا نام ہارڈ نہیں۔ اور نہ میں آپ کو جانتا ہوں۔ چھوڑیے میں ایک ضروری کام پر جا رہا ہوں"

عمر رسیدہ شخص نے زوردار لہجہ میں کہا "اگر تمہارا [illegible] نہیں ہوتا۔ تو بھی [illegible]

کہہ سکتا تھا۔ کہ تمہارا نام اگراب نہیں تو کسی زمانہ میں ضرور ہارڈ تھا۔ اور تم لندن میں ایک وکیل تھے۔ ایک دن تم ہزارہا شخصوں کو برباد کرکے اور اُن کا روپیہ لے کر فرار ہو گئے "

"کیوں صاحب یہ گستاخی کیا معنی رکھتی ہے؟" شخص مذکور نے غصہ اور حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "جانے آپ کا راستہ وہ ہے۔ مجھے اپنے کام پر جانے دیجئے"۔

بوڑھا آدمی تندی سے غرا کر کہنے لگا " اس وقت تک نہیں۔ کہ میں تم سے اپنا روپیہ یا انتقام نہ لے لوں۔ بدمعاش آدمی تمہیں معلوم نہیں اس روپیہ کی خاطر ہی میں نے ایک فاحشہ اور بدکردار عورت مسز سلنگسبی کے ساتھ شادی کرنا منظور کیا تھا۔ مگر جس وقت وہ روپیہ تمہارے پاس جمع کر دیا گیا۔ تو تم اُسے لے کر فرار ہو گئے۔ اس روپیہ کے ہاتھ سے جاتے رہنے کے باعث میری مصیبتوں میں وہ چند اضافہ ہو گیا۔ اب تم جان گئے ہو گے میں کون ہوں۔ میں تمہیں خوب پہچانتا ہوں اور یہ غیر ممکن ہے۔ کہ تم مجھے نہ پہچانو"

شخص مذکور نے کہا " آپ نے بعض ایسی باتیں میرے روبرو کہی ہیں۔ جو میرے فہم میں نہیں آ سکتیں۔ اور ایسے نام زبان سے ادا کئے ہیں۔ جن سے میں قطعاً واقف نہیں ہوں۔ آپ نے بعض ایسے حالات کا ذکر کیا ہے۔ جن کا مجھے بالکل علم نہیں۔۔"

"جھوٹا! دروغ گو! مسٹر ٹارنر نے۔ ۔ کیونکہ حقیقت میں وہ عمر رسیدہ شخص جو پنٹونولی کے مضافات میں داخل ہوا۔ وہی تھا۔ زور دار لہجہ میں کہا۔ اور پھر اسے گریبان سے پکڑ کر وہ چلا کر کہنے لگا " بدمعاش آدمی میں ابھی شور و غل مچا کر تمہیں حوالہ پولیس کرتا ہوں۔ کیونکہ اگرچہ تمہارے جرم کو سالہا سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ تاہم چونکہ اس کی سزا تمہیں آج تک نہیں ملی۔ اس لئے تمہارا زیر حراست آنا یقینی ہے۔۔"

"آہستہ! میرے دوست آہستہ!" شخص مذکور نے جس کے اطوار سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ اب بہت خوف زدہ ہو گیا ہے۔ قطع کلام کرکے کہا " میرے ساتھ آؤ۔ اور جو بات کرنی ہو۔ علیحدگی میں چل کے کرو۔ یوں سر بازار چلانے سے کیا حاصل ہے؟"

"نہیں" مسٹر ٹارنر نے چلا کر کہا۔ "میں ہرگز تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ کیا معلوم تم مجھے کسی خرابات خانہ میں لے جا کر میری زبان بند کرنے کے لئے زندگی کا ہی خاتمہ کر دو۔"

"بیوقوف!" دوسرے شخص نے آہستگی سے کہا۔ "تم مجھے قاتل سمجھتے ہو؟"

ٹارنر کو ان لفظوں سے جو اگرچہ دبی زبان میں کہے گئے تھے۔ تاہم اس کے کانوں تک پہنچ گئے۔ بہت غصہ آیا۔ اور وہ جوش میں کھڑ کر کہنے لگا۔ "تم سے کوئی بھی فعل بعید نہیں۔ مگر یاد رکھو جب تک تم میرا روپیہ کوڑی پیسے سے بیباق نہ کر دو گے۔ یا جب تک میری سالہا سال کی تکالیف کا معقول معاوضہ نہ دو گے۔ میں اس وقت تک تمہیں نہ چھوڑوں گا۔ یہ بات کہ تم میرا روپیہ ادا کر سکتے ہو۔ تمہاری صورت سے ظاہر ہو رہی ہے۔" یہ کہتے ہوئے اس نے حریصانہ نگاہ سے اس طلائی زنجیر کی طرف دیکھا۔ جو شخص مذکور کے لباس پر نمودار تھی۔

وہ کہنے لگا "مسٹر ٹارنر تم چونکہ میرے متعلق اس قدر یقین کا اظہار کر رہے ہو۔ اس لئے میں بھی زیادہ انکار نہ کرتے ہوئے تسلیم کرتا ہوں۔ کہ میں وہی ہاورڈ ہوں۔ جس کا تم ذکر کرتے ہو۔ لیکن میں التجا کرتا ہوں۔ خدا کے لئے مجھے برباد نہ کرو۔ کسی کے سامنے میرا راز ظاہر کرنے سے میں تباہ ہو جاؤں گا۔ اور تمہیں کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ یہ میرا مکان ہے۔" اس نے اس عمارت کے ایک حصہ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ جس کے سامنے یہ گفتگو ہو رہی تھی۔ "میرے ساتھ چلو وہاں ہم اطمینان کے ساتھ گفتگو کر سکیں گے۔"

"خیر میں چلتا ہوں۔" مسٹر ٹارنر نے مختصر لفظوں میں کہا۔ "میرے ساتھ آؤ"

مسٹر ہاورڈ نے جیب سے ایک چھوٹی سی کنجی نکالی۔ اور اس کی مدد سے وہ آہنی پھاٹک کھولا۔ جو مکان کے باہر بنا ہوا تھا۔ ٹارنر اس کے پیچھے پیچھے صحن میں داخل ہوا اسے عبور کر کے مسٹر ہاورڈ نے اس تاریک اور سنسان مکان کا صدر دروازہ کھولا۔ کوئی نوکر نمودار نہ ہوا۔ اور وکیل مذکور نے کمرہ میں داخل ہو کر تاریکی میں ہی ادھر ادھر دیاسلائیوں کا بکس ٹٹولنا شروع کیا۔ اس عرصہ میں ٹارنر باہر کھڑا رہا۔ آخر کار ہاورڈ نے ایک شمع روشن کر کے ٹارنر کو اندر داخل ہونے کے لئے کہا۔ اندر جا کر دیکھا۔ تو اسے دھندلی شمع کی روشنی میں معلوم ہوا۔ کہ کمرہ میں نہایت ناکافی سامان موجود ہے۔ مکان کی یہ بے رونقی دیکھ کر ٹارنر کی

اس اُمید پر اوس سی پڑ گئی۔ کہ میں اس شخص سے روپیہ کی وہ رقم جس کا غبن اُس نے اُنیس سال پیشتر کیا تھا۔ باسانی اگلوا لوں گا۔

ایک کرسی پر بیٹھ کر جس کی طرف ہاورڈ نے اشارہ کیا تھا۔ اُس نے پوچھا "کیا تم یہاں تنہا رہتے ہو؟"

"بالکل تنہا" اس نے جواب دیا۔ "میں اتنا غریب ہوں کہ نوکر رکھنے کی استطاعت نہیں"

"غریب!" مسٹر ٹارنر نے اضطراب کے لہجہ میں کہا۔ اور اُس کا دل سینے کے اندر بیٹھنے لگا۔

"ہاں میں بالکل غریب ہوں"۔ ہاورڈ نے پریشانی کے ساتھ اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔ گویا اُسے اندیشہ تھا کہ کوئی اور میری بات نہ سن لے۔ "آخر میرے پاس روپیہ کہاں سے آتا۔ جس وقت سے مجھے غیر معمولی واقعات اور فوری مصائب کی وجہ سے لندن سے فرار ہونا پڑا۔ اس وقت سے میری زندگی سخت جدوجہد میں بسر ہوتی ہے۔ اور اگرچہ چند سال پیشتر میں جرات کر کے صدر مقام کو واپس آ گیا ہوں۔ اور یہاں میں نے اس چھوٹی سی جھونپڑی میں جو نئی تعمیر ہوئی تھی۔ اور اسی لئے ارزاں کرایہ پر مل گئی۔ سکونت اختیار کر لی ہے۔ تاہم میری مالی حالت میں کوئی اصلاح واقع نہیں ہوئی میں بہت غریب ہوں۔ ۔ ۔ بہت ہی غریب ہوں"

"لیکن تمہارے گذارہ کی کچھ تو صورت ہوگی۔ ۔ ۔ تم نے کوئی کام تو اختیار کر رکھا ہوگا۔ ۔ ۔ کوئی ذریعہ معاش ہوگا۔ ۔"

"بالکل نہیں"۔ ہاورڈ نے جلدی سے کہا۔ "میں نے اپنا نام بدل دیا ہے۔ اور اب میں پریول۔ ۔ ۔ غریب مسٹر پریول کے نام سے مشہور ہوں۔ اس علاقے کے سب لوگ میرے افلاس سے خبردار ہیں"۔

ٹارنر کہنے لگا "جو لوگ غریب ہوں انہیں اس قسم کی احتیاطی عمل میں لانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسی تم نے لا رکھی ہیں" یہ کہتے ہوئے اس نے کھڑکی کی آہنی مضبوط سلاخوں کی طرف اشارہ کیا۔ "اور پھر ہاورڈ۔ ۔ ۔ یا پریول کی طرح کیا کہہ کر پکاروں" ۔۔۔ استہزا کی نظر سے دیکھ کر کہنے لگا "مجھے خیال آتا ہے۔ کہ جس وقت تم نے صدر دروازہ کھولا تو ایک بھاری زنجیر کی کھڑکھڑاہٹ بھی سنائی دی

تھی۔ یہ سارے حالات ظاہر کرتے ہیں۔ کہ تم اپنے مکان کی حفاظت کے لئے غیر معمولی احتیاطیں عمل میں لاتے ہو۔"

پرسیول نے پوچھا۔" پھر اس سے تم کیا نتیجہ نکالتے ہو؟ یہ کہ میں مالدار ہوں۔ اور بخیل بن گیا ہوں؟"۔ یہ کہتے ہوئے اُس نے ایک غیر معمولی قہقہہ لگایا۔" اوہ! کتنا فضول خیال ہے۔ جن زنجیروں اور سلاخوں کا تم ذکر کرتے ہو وہ تو اُس شخص نے لگوائی تھیں۔ جو مجھ سے پہلے اس مکان میں رہا کرتا تھا۔"

ٹارنر نے بڑھتی ہوئی بے اعتباری سے مسکرا کر کہا۔" یہ ابھی تم نے کہا تھا کہ مجھے یہ مکان اس لئے ارزاں کرایہ پر مل گیا۔ کہ نو تعمیر تھا۔ پھر تم سے پہلے اس میں کسی کے رہنے کا کیا مطلب ؟"

"بیشک میں نے کہا تھا کہ یہ مکان نو تعمیر ہے۔ لیکن یہ الفاظ تو میں نے ہرگز نہیں کہے کہ سب سے پہلے میں نے ہی اس میں سکونت اختیار کی تھی۔" پرسیول نے جلدی سے کہا گویا وہ اپنے دونو بیانات کے اختلاف کو رفع کرنا چاہتا تھا۔ اور اُس کا مدعا یہ تھا۔ کہ ٹارنر کے دل پر اس اختلاف بیان سے جو مضر اثر پڑا ہے وہ رفع ہو جائے۔

مگر ٹارنر کہنے لگا۔" مسٹر ہارڈ... یا پرسیول... یا جو کچھ بھی تمہارا نام ہے اس قسم کی بہانہ سازیاں میرے لئے کچھ اثر نہیں رکھتیں۔ تمہارے پاس روپیہ ہے۔ اور اس کے باوجود تم غریب بنتے ہو۔ حالانکہ غریب میں ہوں۔ جس کے پاس رات کے کھانے اور سونے کے لئے بھی خرچ نہیں۔ یہ سچ ہے کہ میری بیٹی اور داماد لندن میں رہتے ہیں۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ میں نے ضروریات سے مجبور ہوکر انہیں سے امداد طلب کرنے کو لندن کا رُخ کیا ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے۔ کہ نو سال تک ان کے لئے میرا وجود مُردوں کے برابر رہا ہے۔ نو سال سے انہیں میرا کچھ علم نہیں۔ کیونکہ اس عرصہ میں میں دنیا کے مختلف حصوں میں اس بات سے لاپروا ہو کر گشت کرتا رہا ہوں۔ کہ کوئی مجھے زندہ سمجھے یا مردہ اس عرصہ میں میری اپنی یہ خواہش تھی۔ کہ میری بیٹی جو مجھے سخت مجرم سمجھتی ہے... اور میرا داماد جو میرے جرائم سے حقیقتاً واقف ہے۔ وہ دونو مجھے مردہ تصور کریں۔ فی الحقیقت میں نے جو ایک سخت ہی بدنصیب شخص ہوں۔ عمداً انہیں اپنے متعلق عرصہ دراز سے اس لئے کوئی اطلاع نہیں دی۔ کہ وہ جان لیں میں مرچکا ہوں۔ لیکن اب جس وقت میں تم سے

ملا ہوں۔ میں انتہائی احتیاج سے مجبور ہو کر اُنہی کی طرف جا رہا تھا۔ کل صبح میرا ارادہ اُس ایجی سے ملنے کا تھا۔ جس سے مجھے ہرگز محبت نہیں۔ اور اُس کے شوہر کے پاس جانے کا جس سے مجھے اس لئے نفرت ہے۔ کہ وہ خود نیک ہے اور مجھے بُرا جانتا ہے"۔ پھر وہ تلخی کے لہجہ میں سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہنے لگا۔ "مگر اب جبکہ تم مجھے مل گئے ہو۔ یہ ضروری ہے کہ تم میری مالی امداد کر کے مجھے اُن دونوں کے پاس جانے کی ذلت اور تکلیف سے بچاؤ۔ دیکھو مسٹر پرسیول۔ میں نے سارے حالات بالکل راست بیان کر دئے ہیں کوئی بات تم سے چھپا کر نہیں رکھی۔ اب مناسب یہ ہے۔ کہ تم بھی مجھ سے کوئی بات پوشیدہ نہ رکھو"۔

"کس معاملہ میں؟" شخص مذکور نے پوچھا۔

"اپنی مالی حالت کے معاملہ میں"۔ ٹارنر نے جواب دیا۔ "دیکھو میں تم پر غیر معمولی سختی کرنا نہیں چاہتا۔ تم نے میرا جس قدر روپیہ غبن کیا تھا۔ وہ سارا نہیں۔ اُس کا تھوڑا سا حصہ مجھے دیدو۔ پھر میں تم سے رخصت ہو جاؤں گا"۔

پرسیول کہنے لگا۔ "تمہارے الفاظ رنجیدہ اور بے سود ہیں۔ اس لئے کہ میرے پاس ایک چھ پینی کا سکہ بھی موجود نہیں جسے میں اپنا سرمایہ خیال کروں"۔ پھر وہ استہزا کے انداز سے مسکرا کر کہنے لگا۔ "لیکن اگر میں تمہیں روپیہ نہیں دے سکتا تو اُس کے بدلے ایک خوشگوار خبر دے سکتا ہوں"۔

"خوشگوار خبر! ... مجھے!" ٹارنر نے متعجب ہو کر کہا۔

"ہاں تمہیں۔ بھلا تم یہ سنکر کتنے خوش ہوگے۔ کہ تمہاری پیاری بیوی اس وقت لندن میں موجود ہے۔ اور اُس نے مسنز ہارڈنگ کا فرضی نام اختیار کر رکھا ہے"۔

"میری بیوی"! ٹارنر نے ان الفاظ کو سن کر حالت اضطراب میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اُس کا چہرہ لاش کی طرح زرد ہو گیا۔ "نہیں یہ غیر ممکن ہے اور اگر ہو بھی تو شیطان کے حوالے۔ کوئی مجھے ہزاروں پونڈ بھی دے۔ تو میں اس سے ملنا منظور نہیں کروں گا"۔

پرسیول کہنے لگا۔ "اُس صورت میں تمہارے لئے یہاں سے جلدی رخصت ہو جانا ہی بہتر ہے۔ کیونکہ اگر تم تھوڑی دیر اور ٹھہر گئے۔ تو ضرور اُس سے تمہاری ملاقات ہو جائیگی آج ہی شام کو مجھے اُس کی طرف سے ایک رقعہ موصول ہوا تھا۔ جس میں اُس نے مجھے اپنی

ملاقات سے سرفراز کرنے کی اطلاع دی ہے۔" یہ کہتے ہوئے اُس نے ٹارنر کے چہرہ کو غور سے دیکھنا شروع کیا۔ گویا اپنے الفاظ کا اثر معلوم کرنا چاہتا تھا۔

"بدمعاش! اتنا ہی چاہتے ہو کہ میں اس بہانہ یہاں سے رخصت ہو جاؤں؟" ٹارنر نے جس کے منہ سے غصہ کے مارے جھاگ بہ رہے تھے کہا۔

پرسیول کا چہرہ گو کسی قدر زرد ضرور تھا۔ مگر اب اضطراب زیادہ اور غیر معمولی جذبات کچھ سے بالکل کم ہو چکا تھا۔ وہ اس پریشانی کی مسکراہٹ پیدا کر کے بولا۔ "کیا تم اپنی بیوی کی تحریر پہچان لو گے۔ اگرچہ اب وہ ایک سالخوردہ عورت ہے اور صورت کے لحاظ سے بھی نہایت بدنما ہو گئی ہے۔ تاہم اس کی تحریر میں وہی شان روانی پائی جاتی ہے۔ جیسی کہ نوجوانی میں اس سے مخصوص تھی۔"

یہ کہکر پرسیول نے ایک رقعہ چند سطر کا جو اس پر لکھا ہوا تھا۔ پاکٹ بک سے نکال کر ٹارنر کے سامنے پیش کر دیا۔

اُس نے اسے بیحد جلد پڑھا۔ لکھا تھا۔

مسز فیٹز ہارڈنگ کی طرف سے مسٹر پرسیول کی خدمت میں گذارش ہے کہ میں آپ سے ایک نہایت ضروری کام کے لئے آج رات نو اور دس بجے کے درمیان ملوں گی۔ امید ہے آپ مہربانی سے وقت معینہ پر گھر ہی پر ٹھیریں گے۔

"اب تو تمہارا اطمینان ہو گیا؟" پرسیول نے جو ٹارنر کے چہرہ کی تبدیلیوں کو دیکھ کر جان چکا تھا۔ کہ اس نے دستخط پہچان لئے ہیں کہا۔

ٹارنر بے صبری سے کہنے لگا۔ "آخر وہ بد ذات کس لئے تم سے ملنا چاہتی ہے؟"

"میں اس کا کیا جواب دے سکتا ہوں۔ کہ تم خود دیکھ سکتے ہو۔ کہ اس نے مبہم طریق پر کسی خاص کام کا ذکر کیا ہے۔ جس کا مجھے قطعاً علم نہیں۔ چند دن پیشتر میری اس سے اتفاقیہ طور پر ملاقات ہو گئی تھی۔ اور اس کے بعد میں نے دوبارہ اس کی صورت بھی نہیں دیکھی۔"

"اور اب وہ نو اور دس بجے کے درمیان آنے کو کہتی ہے۔" ٹارنر نے بظاہر پرسیول سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اور اس وقت دس کا عمل ہو چکا ہے۔ اگر کچھ ہو جائے میں اس کی صورت دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ کیونکہ اس کا ملعون چہرہ دیکھ کر میری ساری طاقت نکل جاتی

کی یاد دل میں تازہ ہو جائیگی۔ ۔ ۔ نہیں نہیں"۔ اُس نے جلدی ہی اپنا قطع کلام کر کے کہا۔ اور پھر کرسی سے اُٹھتے ہوئے کہنے لگا" میں اُس سے نہیں ملوں گا ۔ ۔ ۔ میں اُس سے ملنا نہیں چاہتا"۔

پرسیول جو خود اس کا خواہش مند تھا۔ کہ یہ شخص جلد تر مکان سے رخصت ہو جائے۔ بولا" اُس صورت میں بہتر ہے۔ کہ تم فوراً ہی یہاں سے چلے جاؤ"۔

ٹارنر بولا" بے شک اس کے سوا چارہ کار نہیں لیکن مجھے تھوڑا سا روپیہ تو دیدو ۔ ۔ ۔ دیکھو حجت نہ کرو۔ خدا جانتا ہے۔ میں سخت تنگ آ چکا ہوں"۔

عین اُس وقت باہر کے دروازہ پر کسی کے زور سے دستک دینے کی آواز سنائی دی پرسیول کہنے لگا" سنتے ہو۔ یہ تمہاری بیوی ہی کی آواز ہے"۔

"خدا کے لئے مجھے کہیں چھپا دو ۔ ۔ ۔ یا مجھے کسی طرح باہر نکال دو"۔ ٹارنر نے سخت اضطراب کی حالت میں کہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اُسے اُس عورت کی ملاقات سے جس سے اُسے کئی وجوہ سے نفرت تھی۔ سخت ہی خوف ہے۔

پرسیول کہنے لگا" ادھر آؤ میں تمہیں عقبی دروازہ کی راہ سے نکالتا ہوں"۔ اور پھر شمع ہاتھ میں لے کر وہ ٹارنر کو جو بڑی پریشانی کی حالت میں تھا ساتھ لے کر چند سیڑھیوں سے نیچے اُترا۔ اور وہاں سے ایک دروازہ کی طرف گیا۔ جس سے پرے مکان کے پچھلی طرف ویرانہ تھا۔

اتنے میں صدر دروازہ پر پھر دستک کی آواز سنائی دی۔ اب کی مرتبہ یہ آواز زیادہ زوردار تھی۔ اور اُس میں بے صبری کی جھلک پائی جاتی تھی۔

"شب بخیر مسٹر ٹارنر"۔ پرسیول نے جس کے لہجہ میں طنز کی بو پائی جاتی تھی۔ کہا۔

"شب بخیر"۔ ٹارنر نے وحشیانہ انداز سے جواب دیا۔" میں کل صبح پھر تم سے ملنے آؤں گا"۔

پرسیول نے جھٹ دروازہ بند کر دیا۔ گویا وہ اس اطلاع کو سننا نہیں چاہتا تھا۔ اور اُس کے بعد صدر دروازہ کی طرف جا کر اُس نے پردہ ہٹایا اور اُس کی ماں کو مکان کے اندر داخل کیا۔

باب ۱۳۸ مسٹر پریول کا مکان

مسز اور مس فنسٹر ہلرڈنگ نے اس وقت بالکل سادہ لباس پہنا ہوا تھا جس کی وجہ سے وہ کسی غریب تاجر کی بیوی اور بیٹی معلوم ہوتی تھیں۔ مگر جونہی شمع کی روشنی پرڈیٹا کے چہرہ پر پڑی۔ پریول اس حسن سحر افروز کی تاب نہ لاکر چونک گیا۔ اس حسینہ نے جب عمر رسیدہ وکیل پر اپنی دلفریبی کا یہ اثر پیدا ہوتے دیکھا تو اس کے پر تکبر لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہو گئی۔ اور وہ دل سے کہنے لگی "حسن بھی عجیب چیز ہے۔ جہاں جاتی ہوں۔ ہر شخص میری خوبصورتی سے مسحور ہو جاتا ہے۔"

صدر دروازہ کو جلدی سے بند کر کے پریول دونوں ماں بیٹی کو عقبی نشستگاہ میں لے گیا۔ جو اس کمرہ کی نسبت جس میں اس کی ٹارنز سے ملاقات ہوئی تھی۔ زیادہ فراخ اور بہتر آراستہ تھی۔ اس کمرہ کی کھڑکیاں بھی دوسرے کمرہ کی طرح آہنی سلاخوں سے محفوظ تھیں۔ اور مسٹر پریول نے اُن کے دروازوں میں جا بجا دل کی شکل کے سوراخ بنا رکھے تھے۔ تاکہ اگر کسی وقت چور مکان کے عقبی حصہ کی راہ سے اندر داخل ہونے کی کوشش کریں تو بند کھڑکیوں میں سے ہی فوراً بندوق کا فیر کیا جا سکے۔

اس جگہ پر یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ جیسا پریول نے ٹارنز سے کہا تھا۔ وہ اس مکان میں تنہا ہی رہتا تھا۔ نواحات میں وہ ایک بخیل آدمی مشہور تھا۔ اور حقیقت میں بھی ایسا ہی تھا۔ عہد شباب میں اس نے بہت فضول خرچی کی تھی۔ اور جیسا کہ عموماً دیکھا جاتا ہے۔ اب عمر کے آخری حصہ میں اس نے دوسری انتہا اختیار کر لی تھی۔ چنانچہ جس وقت وہ قرضخواہوں کا روپیہ لے کر فرار ہو گیا۔ اسی وقت اس نے روپیہ کوڑی احتیاط سے جمع کر رکھا تھا۔ عرصہ دراز تک وہ ایک دور دراز قصبہ میں چھپا رہا۔ جہاں وہ چھوٹی چھوٹی رقوم قرضہ بھاری سود پر چلایا کرتا تھا۔ اس طرح پر رفتہ رفتہ اُس کی دولت میں اضافہ اور بخل میں بھی ترقی ہوتی گئی۔ بخل کا مرض ایسا ہے۔ جو ترقی عمر کے ساتھ بڑھتا جاتا ہے۔ چنانچہ پریول۔۔ کیونکہ ہم اب اسے اسی نام سے یاد کرتے رہیں گے۔ آخر کار اتنا کنجوس ہو گیا۔ جتنا کسی داستان یا تاریخ کا مشہور

تکمیل ہو سکتا ہے۔ اس وقت اُس نے یہ سمجھکر کہ لندن میں روپیہ کی مدد سے دیہات کی نسبت زیادہ اچھا کاروبار کیا جا سکتا ہے۔ واپس صدر مقام میں آنے کی جرأت کی اس نے سوچا اثرات زمانہ نے میری صورت میں کافی تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنا نام بدل کر وہ اس نسبتاً تنہا مقام میں آباد ہو گیا۔ جس میں ہم اس وقت اُسے موجود دیکھتے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ اُس نے کئی وسائل اپنے روپیہ کو غیر معمولی شرح سود پر لگانے کے تلاش کر لئے۔ جو شخص ایک بار اس سے قرضہ لیتا وہ اپنے ملنے والے کسی دوسرے شخص کا پتہ بتا دیتا تھا۔ جس سے اُس کے موکلوں یا جیسا کچھ بھی ہمارے ناظرین اُس کے قرضخواہوں کو کہنا چاہیں کی تعداد دن بدن زیادہ ہوتی گئی۔ اس کے وقت کا بڑا حصہ گھر پر ہی صرف ہوتا تھا کسی سے اس کی دوستی نہ تھی اور کاروبار میں وہ ہمیشہ اختصار عمل و کلام کو مقدم رکھتا تھا۔ سوائے بہترین ضمانت کے وہ کسی کو روپیہ قرض نہیں دیتا تھا۔ اور اگر اتفاق سے کوئی رقم ڈوبنے لگتی۔ تو وہ ایک وکیل کی معرفت نالش دائر کرا دیتا تھا۔ جو اس بہانہ سے اپنی طرف سے نالش دائر کرتا۔ کہ شخص مذکور کی ہنڈی میں نے خرید لی ہے۔ ڈرائرام کی ایک عمر رسیدہ بیوہ عورت پاس کے مکان میں رہتی تھی۔ اور اس کے ذمہ یہ فرض تھا کہ وہ مسٹر پرسیول کے لئے کھانا تیار کرے۔ اور اس کے مکان کو صاف ستھرا رکھے۔

ان ضروری تفصیلات کو قلمبند کرنے کے بعد ہم پھر اسی عقبی نشستگاہ کی طرف آتے ہیں۔ جہاں مسٹر پرسیول اور اُس کی دو ملاقاتی عورتیں بیٹھی تھیں۔ پرسیول کی پشت کھڑکی کی طرف تھی۔ لیکن مسز فشر ہارڈنگ اور پرڈیٹا جو اس کے بالمقابل بیٹھی تھیں۔ اُن دونوں کا منہ اس کی طرف کو تھا۔ آتش دان پر شمع جل رہی تھی۔ اور اگر کوئی شخص کھڑکی کے منفذ دروازوں میں بنے ہوئے سوراخوں کے راستے باہر کھڑے ہو کر اندر کی طرف جھانکتا۔ تو وہ اس شمع کی روشنی میں اُن کے چہروں کو صاف طور پر دیکھ سکتا تھا۔

مسٹر پرسیول نے حسین پرڈیٹا کی طرف اشارہ کر کے کہا "میڈم میرے خیال میں یہ آپکی دختر ہیں"!

"جی ہاں" اس نے جواب دیا "اور عنقریب اس کی شادی ایک نوجوان سے ہونیوالی ہے۔ جسے حقوق امارت حاصل ہیں۔ اور جو کچھ عرصہ میں ان حقوق کی بنا پر

اپنا اصلی رتبہ حاصل کر سکیگا۔ بعض فوری ضروریات کے لیے اُس نوجوان کو روپیہ قرض لینے کی ضرورت ہے۔ اور چونکہ میں اُسے اس کام میں مدد دینا چاہتی ہوں۔ اس لئے اس وقت آپ کے پاس آئی ہوں۔"

"بہت اچھا... بہت اچھا میڈم" مسٹر پرسیول نے کہا۔ "اگر ضمانت معقول ہوئی..."

"ضمانت کافی سے زیادہ معقول ہے۔" مسز فٹسز ہارڈنگ نے جواب دیا۔ "وہ نوجوان بااثر کا وارث... ایک وسیع جائداد کا وارث ہے۔ اس لئے اُس کا دستخطی تمسک..."

"بطور ضمانت کافی ہوگا۔" پرسیول نے فقرہ ختم کرتے ہوئے کہا۔ "مگر اسی صورت میں کہ وہ اس وقت بالغ ہو..."

مسز فٹسز ہارڈنگ کہنے لگی۔ "اس کی عمر اس وقت ۲۵ سال کی ہے۔ مگر اس کی اپنی اور اس کے خاندان کی تاریخ نہایت عجیب اور حیرت خیز ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ آپ اُس کے والد کے نام سے نا علم بھی نہیں ہونگے۔ کیونکہ غالباً آپ ہی نے سر کرسٹوفر بلنٹ آنجہانی کی نقدی لوٹنے کے مقدمہ میں نامی چور ٹامس رنیفورڈ پر رہزنی کا الزام عاید کیا تھا۔..."

پرسیول غیر معمولی تعجب کا اظہار کر کے کہنے لگا۔ "میری سمجھ میں نہیں آیا۔ اس ٹام رینڈ اس نوجوان امیر سے جس کا آپ ذکر کرتی ہیں۔ اور جو روپیہ قرض حاصل کرنا چاہتا ہے۔ کیا تعلق ہو سکتا ہے۔"

مسز فٹسز ہارڈنگ بولی۔ "اگر آپ صبر سے سنیں تو میں سارے حالات بیان کر دیتی ہوں۔ درحقیقت یہ شخص ٹامس رنیفورڈ۔ آنجہانی ارل آف ایلنگھم کا سب سے بڑا بیٹا اور اس کی جائز اولاد ہے۔ وہ ایک عورت آکٹیویا مینرز کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ جس کی شادی خفیہ طور پر امیر مذکور سے ہوگئی تھی۔ اس وقت جو شخص ارل آف ایلنگھم کے لقب اور جائداد کا مالک ہے۔ وہ دراصل اُس دوسری شادی سے پیدا ہوا تھا۔ جو ارل آنجہانی نے آکٹیویا مینرز کے بعد ایک اور امیر خاتون سے کی۔ اس سے آپ سمجھ گئے ہونگے۔ کہ ارل اور رنیفورڈ دونوں سوتیلے بھائی ہیں۔ ان تمام واقعات کی تصدیق اُن کاغذات سے ہوتی ہے۔ جو ہمارے پاس موجود ہیں۔ ان کاغذات میں سے ایک ارل سکے۔ آکٹیویا مینرز کے ساتھ شادی

کرنے کی سند ہے۔ دوسری اُن کے بیٹے کے بپتسمہ کی تصدیق اور تیسری آکٹیویا سنز کی لکھی ہوئی یادداشت ہے۔ جس سے اس سارے معاملہ پر بہت کچھ روشنی پڑتی ہے اسی طرح بعض اور تحریریں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ارل اور کونٹس آکٹیویا کا لڑکا وہی تھا۔ جس کا نام بعد میں ٹامس رنیفورڈ مشہور ہوا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ ٹامس رنیفورڈ کو بحیثیت وارث اکبر ارل کے لقب اور جائداد کے حقوق حاصل ہیں۔ اس سلسلہ میں میں یہ بھی بتانا چاہتی ہوں۔ کہ رنیفورڈ کی عرصہ دور دراز سے لیڈی جارجیانہ ہیٹ فیلڈ کے ساتھ شادی ہو چکی ہے۔ اور اُس کے شوہر نے اُس کا اپنا نام ہیٹ فیلڈ اختیار کر لیا ہے۔ اُس شادی سے جو اولاد ہوئی۔ وہ وہی نوجوان ہے۔ جس کا ذکر میں آپ سے کر رہی ہوں۔ یعنی جو آپ سے قرض حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور جس کا نام سردست چارلس ہیٹ فیلڈ مشہور ہے۔ چونکہ اُس کا باپ ارل آف الینگھم کے لقب اور جائداد کے اصلی حقوق رکھتا ہے۔ اس لئے اُس کا بیٹا چارلس ہیٹ فیلڈ یعنی وہی نوجوان اس وقت حقیقت میں وائیکاونٹ مارٹن کے لقب سے ملقب ہے۔ اور آگے چل کر ارل کے لقب اور جائداد کا وارث وہی ہے۔۔"

پرسیول جو اس داستان کو سنتے ہوئے اپنے دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ ایک ایسے نوجوان سے جو عنقریب دولتمند بننے والا ہے اور جس کی نسبت وہ خیال کرتا تھا۔ کہ اکثر امیرزادوں کی طرح وہ بھی یقیناً فضول خرچ ثابت ہوگا۔ کتنا بھاری نفع حاصل کیا جا سکتا ہے۔ کہنے لگا "میڈم آپ کی بیان کردہ کہانی اگرچہ عجیب ہے۔ مگر اُس کے صاف اور واضح ہونے میں کلام نہیں۔ اور یہ آپ کہہ چکی ہیں۔ کہ میرے پاس ان تمام بیان کردہ عجیب واقعات کے تحریری ثبوت موجود ہیں۔۔"

"مکمل اور اطمینان بخش ثبوت"۔ مسز فشر ہارڈنگ نے زوردار لہجہ میں کہا۔ اور پھر وہ اپنی بیٹی کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی "تم ذرا وہ کاغذات مسٹر پرسیول کو دکھا دو"۔

پرڈیٹا استقلال اور سکون کے لہجہ میں کہنے لگی "جب تک یہ اُس بات کا اقرار نہ کرلیں۔ کہ ان تحریروں کے اطمینان بخش ثابت ہونے پر میں رقم مطلوبہ بطور قرض پیش کر دوں گا۔ اُس وقت تک دستاویزات دکھانا فضول ہے"۔

ماں کو یہ سوچ کر کہ بیٹی مجھ سے بہت زیادہ محتاط ثابت ہوئی سخت ندامت ہوئی۔

اس نے اپنا ہونٹ کاٹا۔ اور پھر بخیل ساہوکار سے مخاطب ہو کر کہنے لگی "یہ درست ہے۔ آپ نے مس فنشر ہارڈنگ کے الفاظ سن لئے۔"

"ہاں۔ ہاں" مسٹر پرسیول نے جواب دیا۔ "گمان غالب یہ ہے کہ ہمارا معاملہ طے ہو جائے گا۔ مگر ظاہر ہے کہ قطعی جواب دینے سے پیشتر میرے لئے معاملہ کے ہر پہلو سے باخبر ہونا ضروری ہے۔"

"اور ہم بجائے خود یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ آپ کا فیصلہ کن جواب حاصل کئے بغیر ان اہم دستاویزات کو ظاہر نہ کریں۔ جو بطور امانت ہمارے سپرد کی گئی ہیں" پرڈیٹا نے کہا۔

"آپ ٹھیک کہتے ہیں" بخیل مذکور نے جواب دیا۔ جسے اس وقت دوگونہ بے چینی تھی ایک اس لئے کہ وہ اپنے ہاتھ سے فائدہ کا ایسا اچھا موقعہ نہیں کھونا چاہتا تھا۔ دوسرے اس لئے کہ اسے یہ ظاہر کرنا منظور نہ تھا۔ کہ میرے پاس اتنا روپیہ موجود ہے۔ کہ میں فوراً ہی رقم مطلوبہ ادا کر سکوں گا۔

مگر اس کی وجہ یہ نہ تھی۔ کہ پرسیول کو مسز فنشر ہارڈنگ کی طرف سے بھی مسٹر ٹارنر کی طرح۔ البتہ رقم کی بازیابی کے تقاضا کا اندیشہ تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ بحالات موجودہ اسے پبلک کی نظروں میں کچھ اہمیت حاصل نہیں۔ میری طرح اس نے بھی ایک فرضی نام اختیار کر رکھا ہے۔ اور اگر کسی وجہ سے اس نے میرا یہ راز فاش کر دیا۔ کہ میں مفرور وکیل ہارڈنگ ہوں۔ تو میں اس کے جواب میں فوراً ہی یہ مشہور کر سکوں گا۔ کہ اس کا صحیح نام مسز سلنگسبی یا مسز ٹارنر ہے۔ اور یہ وہی عورت ہے۔ جسے حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی گئی تھی۔

نہیں مسٹر پرسیول کو مسز فنشر ہارڈنگ کی طرف سے اس قسم کا خوف مطلق نہیں تھا۔ لیکن کچھ تو فطرتاً اس کا مزاج شکی تھا۔ کچھ حریص اور بخیل آدمیوں کا قاعدہ ہی یہ ہوتا ہے۔ کہ روپیہ کا ذکر چھیڑا جائے۔ تو اُن کی طبیعت میں بہم اندیشے پیدا ہونے لگتے ہیں یہی باتیں تھیں جو پرسیول کے ہاں یا نہ کہنے میں مانع آ رہی تھیں۔ آخر جب وہ کچھ دیر اپنی کرسی پر خاموش بیٹھا اضطراب کے ساتھ ہاتھ پاؤں ہلاتا رہا۔ تو پرڈیٹا نے پوچھا "صاحب آپ کا آخری فیصلہ کیا ہے۔ آپ روپیہ دینا چاہتے ہیں یا نہیں؟"

وہ کچھ سوچ کر کہنے لگا "مس صاحب اس کا دارومدار اس بات پر ہے۔ کہ آپ کے

دوست کو کس قدر روپیہ کی ضرورت ہے"۔

مسز فنٹنر ہارڈنگ بولی " اس سوال کو ہم خود طے کرینگی۔ چنانچہ ہماری خواہش یہ ہے کہ پہلی قسط پانچ چھ ہزار پونڈ کی ہو۔۔۔"

"جس میں سے ایک ہزار پونڈ بطور بیعانہ آج ہی رات ادا کر دئے جائیں" - پرڈیٹا نے فقرہ کو مکمل کرتے ہوئے کہا۔

"ایک ہزار پونڈ! ۔۔۔ آج ہی!" بجیل نے گھبرا کر کہا " مگر یہ کیونکر ممکن ہے؟ اگر روپیہ یہاں پر موجود ہو۔ تو بھی کیونکر ممکن ہو سکتا ہے" اس نے فکرمند لہجہ میں تشویش کے ساتھ ادھر اُدھر دیکھ کر کہا" کیونکہ وہ نوجوان جس نے تمسک تیار کر دیا ہے۔ یہاں موجود ہی نہیں"

پرڈیٹا کہنے لگی " آپ کے اس اعتراض کو رفع کرنے کا ہم نے پہلے ہی انتظام کر لیا تھا دراصل وائیکونٹ مارسٹن یہ کاغذات کسی کے ہاتھ بھیجنے کی بجائے خود دینے آئے تھے اور اس وقت ایک ہزار پونڈ کی رسید لکھ کر میرے حوالہ کر گئے۔۔ صرف میرے" پرڈیٹا نے اپنی ماں کی طرف فاتحانہ انداز سے دیکھتے ہوئے کہا" چنانچہ ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک ہزار پونڈ کی رسید میرے پاس موجود ہے۔۔"

پرسیول نے مسکرا کر بوڑھی عورت کی طرف دیکھا۔ اور پھر کہا" میڈم میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ آپ کی دختر مس فنٹنر ہارڈنگ کاروباری معاملات میں خوب ہی ماہر نظر آتی ہیں"

پرڈیٹا جو بتدریج اپنی ماں کو پیچھے ہٹا کر خود اس معاملہ میں نمایاں حصہ لینے لگی تھی۔ بولی "اب یہ معاملہ جلد تر طے ہو جانا چاہیئے"

بوڑھی عورت اپنی بیٹی کی بڑھتی ہوئی اہمیت کو دیکھ کر بمشکل غصہ کو فرو کر سکی مگر پھر جب اسے صبح کے واقعات یاد آئے تو اس نے چپ رہنا ہی بہتر جانا۔ اور وہ ہونٹ کاٹ کر رہ گئی۔ اس نے جان لیا کہ اصلی اختیار اب میرے ہاتھ سے بالکل جاتا رہا ہے۔ اور اس کی بحالی اتفاقات زمانہ پر ہی منحصر سمجھنی چاہیئے

پرڈیٹا کے خوبصورت چہرہ کو تعریفی نظر سے دیکھتے ہوئے بجیل نے کہا" بہتر کیا - اب آپ کا ارادہ یہ ہے۔ کہ میں ایک ہزار پونڈ کی وہ رقم فوراً ہی آپ کو دیدوں"

پرڈیٹا نے جواب دیا" ہاں اس سے ہمارا اطمینان ہو جائیگا۔ کہ آپ اس عجیب و پُراسرار

مگر صاف اور صریح معاملہ میں صرف رفع استعجاب کے لئے ہی حصہ نہیں لے رہے ہیں"۔
پرسیول تھوڑی دیر سوچ کر کہنے لگا" مس نسٹر ہارڈ ننگ مجھے آپکی شرطیں منظور ہیں۔ کسر صرف یہ ہے۔ کہ آپ کی والدہ نے جو بیانات پیش کئے ہیں۔ اُن کی ان کاغذات سے جو آپ کے پاس موجود ہیں۔ تصدیق ہو جائے"۔
پرڈیٹا اپنے معمولی تحکمانہ مگر پرسکون لہجہ میں بولی" آپ ایک ہزار پونڈ کی رقم نکال کر میز پر رکھ دیں۔ پھر میں یہ کاغذات آپ کے مطالعہ کے لئے پیش کر دونگی" یہ کہتے ہوئے اُس نے اُن دستاویزات کا پلندہ جیب سے نکالا۔
"بہت اچھا" شخص مذکور نے جواب دیا۔
وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور دوبارہ کمرہ میں متجسسانہ نظر ڈال کر گویا ڈرتا تھا کوئی غیر اس کمرہ میں چھپا ہوا نہ ہو۔ حالانکہ وہ ۱۲ فٹ لمبا اور ۱۰ فٹ چوڑا ایک بالکل چھوٹا سا کمرہ تھا۔ اور اُسے تین آدمیوں کی موجودگی نے بالکل ہی پُر کر رکھا تھا۔ اُس نے بڑی احتیاط کے ساتھ ایک آہنی صندوق کھولا۔ جو کونے کے اندر ایک کباٹ میں پوشیدہ تھا اُس میں سے ٹین کی صندوقچی نکال کر اُس نے نوٹوں کے بنڈل اور بہت سے طلائی سکے نکالے۔ اور کہنے لگا" خواتین بکمال خوشی میں اس معاملہ میں مزید حصہ لینے کے لئے تیار ہوں" پھر وہ خصوصیت سے پرڈیٹا کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا" اب دوسرا قدم اُٹھانے کی باری آپکی ہے"۔
"بہت اچھا" اُس نے جواب دیا اور پلندہ کھول کر اُس نے چند کاغذات جنہیں پہلے سے بڑی احتیاط کے ساتھ ترتیب وار لگا لیا گیا تھا۔ شخص مذکور کے روبرو ایک ایک کر کے پیش کئے۔ وہ پہلا ایک کاغذ دیکھنے کو دیتی۔ اور اُسے واپس لے کر دوسرا پیش کر دیتی تھی۔
مسٹر پرسیول نے ان تحریروں کو بڑے سکون کے ساتھ پڑھا۔ اُس کے پیشہ وکالت نے اُس کے مادہ استعجاب کو بالکل فرو کر دیا تھا۔ اور اب وہ اس سارے معاملہ کو خالص کاروباری پہلو سے دیکھ رہا تھا۔ اُس کا خیال یہ تھا کہ اگر ضمانت معقول ہو تو مجھے اس کی پروا نہیں۔ خواہ دنیا کے سبھی رہزن اسیروں کے بیٹے ثابت ہوں۔ اُس کے دل میں فقط ایک خیال کام کر رہا تھا۔ یعنی یہ کہ اس نو دولت مند جوان کو روپیہ دینے سے

جس کا فضول خرچ ثابت ہونا یقینی ہے۔ کس قدر فائدہ اُٹھایا جا سکیگا۔ اُسے اس بات کی مطلق پرواہ نہ تھی۔ کہ مسز فشر ہارڈنگ اور پرڈیٹا نے اُسے کیونکر اپنے دام میں پھنسایا۔ کس طرح اُس سے یہ کاغذات حاصل کئے۔ یا اس روپیہ کو جو وہ قرض لینا چاہتی ہیں کیونکر صرف کیا جائیگا۔

جب وہ سارے کاغذات پڑھ کر پرڈیٹا کے سپرد کر چکا۔ تو کہنے لگا۔ "بحالات ظاہر معاملہ ہر طرح تسلی بخش ہے۔ ان تحریروں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اصلی ارل آف ایلنگھم رین فورڈ ہی ہے۔ مگر اس کی کوئی شہادت موجود نہیں۔ کہ تمہارا چارلس ہیٹ فیلڈ اس کا بیٹا ہے"۔

مسز فشر ہارڈنگ کہنے لگی۔ "ہمیں اس کا کامل یقین ہے"۔

پرسیول جسے اس کا مطلق علم نہیں تھا۔ کہ چارلس ہیٹ فیلڈ پہلے اپنے والدین کا ہمشیرزادہ مشہور تھا۔ اور اب بھی دنیا اُسے ایسا ہی سمجھتی ہے۔ کہنے لگا۔ "خیر یہ بات قابل تسلیم ہے۔ مگر ایک سوال اور ہے۔ جسے پورے طور پر حل کر لینا چاہئے۔ اور وہ سوال یہ ہے۔ کیا وہ اپنے والدین کی جائز اولاد ہے؟ کیونکہ وہ ارل کے لقب اور جائداد کا اُسی صورت میں وارث ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے ماں باپ کا جائز بیٹا ہو"۔

"واہ! کتنا فضول سوال ہے"۔ مسز فشر ہارڈنگ نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "یہ ایک سمجھی ہوئی بات ہے۔ کہ جب ٹامس رینفورڈ کو سزائے موت دی گئی۔ تو اس سے عرصہ دراز پیشتر اُس کی شادی خفیہ طور پر لیڈی جارجیانہ سے ہو چکی تھی۔ ورنہ اُسے کیا ضرورت تھی۔ کہ کوشش کر کے امیر الامرا سے اُس کے لئے معافی نامہ حاصل کرتی؟"

پرسیول کہنے لگا۔ "مجھے یہ واقعہ یاد ہے۔ اور جو کچھ آپ کہہ رہی ہیں۔ اس میں غالباً کسی شک کی گنجائش نہیں۔ خیر میں سردست آپکو ایک ہزار پونڈ کی رقم ادا کرتا ہوں۔ مگر اس میں شرط یہ ہوگی۔ کہ بقایا رقم کی وصولی سے پیشتر آپ مجھے اس امر کا ثبوت بہم پہنچائیں۔ کہ چارلس اپنے والدین کی جائز اولاد ہے"۔

"یقیناً ایسا کر دیا جائیگا"۔ پرڈیٹا نے جواب دیا۔ "چارلس کو اس قسم کا ثبوت مہیا کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ آپ کو ایسی شہادت درکار ہے۔ جس سے ثابت ہو جائے کہ وہ ان کا جائز بیٹا ہے۔ جس کا نام اس وقت مسٹر اور لیڈی جارجیانہ ہیٹ فیلڈ

مشہور ہے ؟"

بخیل کہنے لگا۔" مجھے شہادت کی پروا نہیں۔ مجھے تو اُن کی شادی اور اُس کی ولادت کی سندات مطلوب ہیں... مگر ہاں وہ رسید لائیے۔ جس کی بنا پر آپ ایک ہزار پونڈ لینا چاہتی ہیں"۔

پرڈیٹا نے رسید پیش کی۔ اور اب تھوڑی دیر تک اس سوال پر بحث ہوتی رہی کہ شرح سود کیا ہو۔ مسز فنٹز ہارڈنگ اس بات پر آمادہ تھی۔ کہ بخیل ساہوکار کی اپنی غاصبانہ شرطیں منظور کر لی جائیں۔ مگر پرڈیٹا بڑی گرمجوشی سے تخفیف کے لئے بحث کرتی رہی۔ خدا خدا کر کے فریقین میں سمجھوتہ ہوا۔ اور بخیل نے ۵۰ پونڈ بطور سود پیشگی وضع کر لئے۔ پرڈیٹا نے باقی رقم وصول کر لی۔ مگر جس وقت عمر رسیدہ عورت نے یہ دیکھا۔ کہ اس نے روپیہ میرے حوالے کرنے کی بجائے خود اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ تو اُس کے چہرہ پر غیر معمولی غصہ کے آثار نمودار ہوگئے۔ یہ غصہ اس وجہ سے اور بھی زیادہ خوفناک تھا۔ کہ اُسے مجبوراً اُس کو دبانا پڑا۔

لیکن پرڈیٹا اس سے پہلے ایک معاملہ میں بڑھیا پر جو کامیابی حاصل کر چکی تھی اُسے برقرار رکھنے پر تلی ہوئی تھی۔ اُس کی خواہش یہ تھی۔ کہ ہر قسم کا اختیار صرف میرے ہاتھ میں رہے۔ اگرچہ اُس نے اس بات کا ارادہ کر لیا تھا۔ کہ عمداً میں کوئی ایسی بات نہ کرونگی جس سے اظہار خشم کا موقعہ ملے۔ البتہ اس بات کا وہ عزم مصمم کر چکی تھی۔ کہ آئندہ ہر بات میں میرا ہی عمل دخل ہوگا۔ غور سے دیکھا جائے۔ تو شریر النفس بڑھیا نے جو سازشی تجاویز سوچی تھیں۔ ان کا خمیازہ فوراً ہی اسے مل گیا۔

کاغذات کا پلندہ اور نقدی جیب میں ڈال کر پرڈیٹا اپنی جگہ سے اُٹھی۔ اور کہنے لگی" اماں اب رخصت ہونا چاہئے"۔

پرسیول کو یکایک ایک خیال پیدا ہوگیا۔ اور وہ مسز فنٹز ہارڈنگ کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا" میڈم ایک بات اور سنتے جائیے۔ اس کاروبار کے جھگڑے میں میں آپ کو ایک اہم اطلاع دینا بھول گیا۔ وہ ایسی خبر ہے۔ جو آپکو ضرور متعجب کردیگی"

مسز فنٹز ہارڈنگ۔ جو پرڈیٹا کے طرز عمل سے بہت کچھ جل بھن چکی تھی۔ اکتا کر کہنے لگی" فرمائیے کیا بات ہے ؟"

اُس نے کہا "جس وقت آپ نے مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا . . !"
"ہاں اُس وقت . . . ؟" بوڑھی عورت نے بے صبری سے پوچھا۔
"ایک شخص میرے پاس تھا . . !"
"اور وہ شخص . . . ؟" مسز فنٹز ہارڈنگ نے بڑی بے چینی سے اس طرح پوچھا گویا وہ سمجھتی تھی۔ اس سوال کا جواب کیا ہوگا۔
"آپ کا شوہر تھا" مخیل نے جواب دیا۔
مسز فنٹز ہارڈنگ کے چہرہ پر خوف غصہ اور نفرت کے اشتراک سے مُردہ علامات پیدا ہوگئیں۔ اور وہ اس طرح لڑکھڑا گئی۔ گویا فرش زمین پر گرا چاہتی ہے لیکن جلدی ہی اپنے جذبات پر قابو پاکر وہ مخیل ساہوکار کی طرف بڑھی۔ اور ہلکی پُرخراشش۔ گلوگیر آواز میں کہنے لگی "کیا اُسے میرے لندن میں موجود ہونے کا علم ہے؟ . . کیا وہ جانتا ہے میں انگلستان میں آگئی ہوں؟ اور اس وقت میرا نام فنٹز ہارڈنگ ہے ؟ . . !"
"نہیں نہیں"۔ پرسیول نے جلدی سے جواب دیا۔ کیونکہ اُس نے بُڑھیا کے انداز سے معلوم کرلیا تھا۔ کہ اگر میں نے کہہ دیا۔ کہ میں اُسے تمہارے متعلق سارے حالات سے خبردار کرچکا ہوں۔ تو وہ ضرور غضبناک ہوجائے گی
"مگر کیا آپ یقینی طور پر ایسا کہتے ہیں؟ . . کیا آپ کو اس کا کامل یقین ہے؟"۔ بوڑھی عورت نے باصرار پوچھا۔ اب وہ نسبتاً زیادہ اطمینان سے سانس لینے لگی تھی پرڈیٹا یہ دیکھ کر کہ رات گذری جاتی ہے۔ واپس جانے کے لئے بہت بے چین تھی۔ وہ بولی "اماں جب ایک بار انہوں نے کہہ دیا۔ کہ میں نے اُس سے تمہارا ذکر نہیں کیا۔ تو پھر بار بار اصرار کرنے سے حاصل؟"
بوڑھی عورت کہنے لگی۔ "حاصل یہ ہے کہ وہ خوفناک سانپ جو میں نے آسٹریلیا میں دیکھے تھے۔ اُن میں سے کوئی دوبارہ نمودار ہوجائے۔ تو اس کا مجھے اتنا ڈر نہیں۔ جتنا اس شخص سے ملنے کا ہے۔ معلوم نہیں کیا بات ہے۔ لیکن اس سے مجھے سخت ہی نفرت ہے۔ . . !"
پرڈیٹا بے صبری سے قطع کلام کرکے بولی "اماں اب جتنی بھی ہو مسٹر پرسیول

کو، تمہاری اس نفرت اور حقارت سے کیا کام؟"

"ٹھیک کہتی ہو"۔ مسز فنشر ہارڈنگ نے کہا۔ "لیکن مجھے ایک بات اور پوچھ لینے دو"۔ پھر وہ پرسیول سے مخاطب ہوکر کہنے لگی۔ "یہ بتائیے۔ کیا وہ ... میرا شوہر"۔ یہ الفاظ کہتے ہوئے اُس کا گلا رکتا ہوا معلوم ہوا۔ "کیا وہ خوشحال ہے یا مفلس اور غریب؟"

بخیل ساہوکار نے جواب دیا۔ "اس کی حالت نہایت زار تھی۔ اتنی کہ وہ مجھ سے مدد مانگنے آیا تھا۔ لیکن میں نے ... اُسے ایک کوڑی بھی نہیں دی"۔ اس نے ایک لحہ کے تامل کے بعد کہا۔

پرڈیتا کے پر تکبر لیکن خوشنما ہونٹ پر انداز حقارت سے ہلکا سا خم نمودار ہوا۔ اور وہ مسکرا کر کہنے لگی۔ "بالکل بجا۔ اماں اب بھی چلنے کو تیار ہو یا نہیں؟"

پرسیول نے کہا۔ "چلئے میں آپ کو دروازہ تک پہونچا آؤں"۔ چنانچہ شمع ہاتھ میں لے کر وہ مودبانہ طریق پر اُن دونو کے آگے آگے دروازہ کی طرف ہولیا۔

اُس نے صدر دروازہ کھولا۔ اور پرڈیتا شب بخیر کہکر تیزی سے مکان سے باہر نکل گئی۔ کیونکہ اُسے بخیل کے بے رونق مکان میں دم گھٹتا معلوم ہوتا تھا۔ اس کے پیچھے بوڑھی عورت آہستہ آہستہ باہر نکلی۔ جس وقت وہ پرسیول کے پاس سے گذر رہی تھی۔ اور وہ شمع ہاتھ میں لئے مودبانہ انداز سے دہلیز کے قریب کھڑا تھا۔ تو شمع کی روشنی بڑھیا کے بدنما چہرہ پر پڑی۔ اور مسز ڈائر یعنی اُس بیوہ عورت نے جو ساتھ والے مکان میں رہتی تھی اور اس وقت کسی ہمسایہ کے گھر سے واپس آرہی تھی۔ اسے دیکھ لیا نیکدل بیوہ عورت کو اس کی صورت دیکھ کر خیال آیا۔ کہ میں نے ایسا مکروہ اور نفرت انگیز چہرہ آجتک نہیں دیکھا۔ لیکن چونکہ وہ بخیل کے مکان پر اکثر عجیب وغریب آدمیوں کو آتے دیکھا کرتی تھی۔ اس لئے اس صورت کا بھی اُس کے دل پر کوئی خاص اثر نہ ہوا۔ اُس نے سرسری طور پر بخیل کو شب بخیر کہا۔ اور اپنے مکان میں داخل ہوگئی

مسز فنشر ہارڈنگ کے چلے جانے پر پرسیول نے بھی اپنے مکان کا دروازہ بند کر لیا۔ اور بوڑھی عورت تیزی سے قدم اُٹھاتی اپنی بیٹی سے جا ملی۔ جو ذرا فاصلہ پر پہنچ گئی تھی۔ پھر یہ دونو سٹی آرڈ کے راستہ شہر کی طرف ہولیں۔ جہاں اُنہوں نے سفک سٹریٹ تک پہنچنے کے لئے ایک گاڑی کرایہ پر حاصل کرلی۔

باب ۱۲۹ ایک رات کے واقعات

پرسیول نے صدر دروازہ کو بڑی احتیاط کے ساتھ بند کرکے زنجیر لگادی۔ اور سامنے والے کمرہ میں داخل ہوکر ساری کھڑکیوں کا بغور معائنہ کیا۔ تاکہ ان میں سے کوئی کھلی نہ رہ گئی ہو۔

اس کے بعد وہ عقبی کمرہ میں جاکر ایک میز کے قریب بیٹھ گیا۔ اور صندوقچی کھول کر نقدی گننے لگا۔

اس نے اس رسید کو غور سے دیکھا۔ جو پرڈیٹا دے گئی تھی اور جس پر مارسٹن کے دستخط تھے۔ کیونکہ مسز فنٹز ہارڈنگ کے کہنے پر بے وقوف چارلس ہیٹ فیلڈ نے جس پر عشق کا جن سوار تھا۔ اسی نام کے دستخط کردیے تھے۔ اور وہ ابھی سے اپنے آپ کو اس نام کا حقدار سمجھنے لگا تھا۔

بخیل نے رسید دیکھی تو پہلے ایک ہزار پونڈ کی ادائیگی کا اقرار دیکھ کر اس کے دل میں احساس مسرت پیدا ہوا۔ کیونکہ اس نے سوچا۔ مجھے اس سودے میں معقول نفع حاصل ہوا ہے۔ اور ایک گھنٹہ کے اندر اندر میں نے بغیر محنت کے ۷۵ پونڈ کمائے ہیں لیکن فوراً ہی اس کے چہرہ پر افسردگی کا تاریک بادل چھا گیا۔ کیونکہ اسے خیال آیا۔ میں نے اس معاملہ میں غیر معمولی جلد بازی سے کام لیا ہے۔ ممکن ہے ان عورتوں نے بعض کاغذات کے متعلق جعلسازی کی ہو۔ اور حقیقت میں چارلس ہیٹ فیلڈ یا دائیکو مارسٹن نام کا کوئی شخص ہی موجود نہ ہو

اپنے دل کو تسلی دینے اور ان ناگوار خیالات کو خارج کرنے کی غرض سے وہ جلدی ہی کہنے لگا "میں کتنا بیوقوف ہوں کہ اس قسم کے خیالات کو دل میں جگہ دیتا ہوں۔ نام رین کے ارل آف ایلنگھم کی جائداد کا حقدار ہونے میں عجیب بات کیا ہے دنیا میں اس سے عجیب تر واقعات ظہور میں آتے رہتے ہیں۔ اور اگر وہ حقیقت میں امیر موسوف کا بڑا بھائی ہے۔ تو اس کے بیٹے کے اس لقب اور جائداد کا وارث ہونے میں ذرا بھی تعجب کی بات نہیں۔ سارا معاملہ صاف اور واضح ہے۔ اس کے علاوہ ان کاغذات میں آنجہانی ارل اور آکٹیویا سینرز کی شادی اور ان کے بچہ کے بپتسمہ کی سندات موجود تھیں۔

پھر جب یہ فرض کرلیا جائے۔ کہ چارلس بیسٹ فیلڈ یا وائیکونٹ مارسٹن کا حقیقت میں کچھ وجود ہے۔ تو ایسی حسین و جمیل عورت کا جیسی کہ مس فسٹر ہارڈنگ ہے اُسے مبتلائے عشق کرلینا ذرا بھی تعجب خیز نہیں۔ عورت بڑی خوبصورت... بڑی ہی خوبصورت ہے۔ اس سادہ لباس میں بھی جو اس نے بظاہر اپنی اصلی صورت کو چھپانے کے لئے پہن رکھا تھا۔ کیسی دلفریب نظر آتی تھی۔ کیسی خوشنما آنکھیں.. کتنی خوبصورت ناک.. کیسے سپید دانت اور کس قدر ملائم بال ہیں۔ اے کاش میں اس وقت جوان ہوتا۔ اے کاش میں نے عمر کی ۵۰ منزلیں طے نہ کی ہوتیں۔ اس صورت میں میں یقیناً وائیکونٹ مارسٹن کا رقیب بننے کی کوشش کرتا... مگر نہیں نہیں یہ صریحاً ایک غیر ممکن کوشش تھی۔ کیونکہ آج کل کی جوان لڑکیاں روپیہ کی بجائے القاب پر زیادہ مرتی ہیں۔ اور کچھ شک نہیں کہ مس فسٹر ہارڈنگ میں وہ سب خوبیاں موجود ہیں۔ جو کسی وائیکونٹس میں ہونی چاہئیں۔ اس میں حلقہ فیشن سے تعلق رکھنے والی خواتین کی سی شان دلفریبی۔ وقار اور رعب پایا جاتا ہے۔ قدرت نے اسے تاج امارت پہننے کے لئے ہی بنایا ہے۔ اُس کے اطوار و آداب سب امیر عورتوں کے سے ہیں... ا ہ! یہ آواز کیسی تھی!

وہ جلدی سے اپنی صندوقچی بند کرکے اُٹھ کھڑا ہوگیا۔

اُس نے کان لگاکر سنا۔ مگر کوئی آواز سنائی نہ دی۔

دل سے کہنے لگا "یونہی واہمہ کا اثر تھا" اور پھر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

لیکن جو کچھ بھی ہو۔ اس واقعہ نے اُس کے خیالات کو جو حسن و عشق کی رو میں بہ رہے تھے.. کیونکہ پرڈیٹا کی خوبصورتی نے اُس کے دل پر گہرا اثر کیا تھا۔ یکایک روک دیا۔ اور چند منٹ تک اُس کی توجہ سونے کے انبار سے ہٹ کر جو اپنے پرستاروں کے لئے غیر معمولی دلفریبی رکھتا ہے۔ اُس آواز کی طرف لگی رہی۔

اُس آواز نے خدا جانے وہ فرضی تھی یا حقیقی اُس کے خیالات کو حسن و عشق کی باتوں سے پلٹ دیا۔ اُس نے نقدی کی صندوقچی کو احتیاط کے ساتھ مقفل کیا اور پھر اُسے اپنی صندوق میں بند کرکے کنجی اپنی جیب میں ڈال لی۔ شمع ہاتھ میں لے کر وہ ایک بار پھر صدر دروازہ سامنے والا کمرہ کی کھڑکیوں اور عقبی دروازہ کی دیکھ بھال کرنے کے لئے نکلا۔

وہ احتیاطاً باورچی خانہ میں بھی گیا۔ جس میں کبھی کسی ملازم نے کام نہیں کیا۔ اور جس کے

چولہے میں صرف شاذونادر آگ جلتی تھی۔ یہ کمرہ گرمیوں کے دلفریب موسم میں بھی اکثر بے رونق نظر آتا تھا۔ جس کھڑکی سے باورچی خانہ میں روشنی داخل ہوتی تھی۔ اُس میں اور اُس سے پرے برآمدہ میں آہنی سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ کمرہ بجائے خود ہر طرف سے پوری طرح محفوظ تھا۔

بخیل ساہوکار نے احتیاطاً ان تمام مقامات کا معائنہ کیا۔ پرڈیٹا کی تصویر اب دل سے مٹ چکی تھی۔ زر۔ ۔ ۔ زر۔ ۔ قیمتی زر ہی اُس کے سارے خیالات پر حاوی تھا۔

مگر نہیں۔ زر کی موجودگی کے ساتھ ایک اور خیال اُس کی حفاظت کا بھی لگا ہوا تھا۔ دنیا میں کوئی زردار شخص ایسا نہیں گذرا جسے ہر وقت اپنی دولت کے گم ہونے کا اندیشہ نہ رہتا ہو۔ اس وقت پرسیوال کے دل میں بھی اپنے روپیہ کے متعلق طرح طرح کے مبہم اندیشے اور نامعلوم خوف پیدا ہو رہے تھے۔

ذرا دیر پیشتر اُسے جو آواز سنائی دی تھی۔ وہ رہ رہ کر بے چین کئے دیتی تھی۔ اس کی یاد کسی خوفناک روح کی طرح اُس پر طاری تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس نے اُس کے دل پر ایک قسم کا بوجھ سا ڈال دیا ہے

وہ جانتا تھا کہ میں اس مکان میں اکیلا ہوں۔ اور پاس والا مکان بھی تنہا ہے۔ بوقت ضرورت اس سے کسی قسم کی امداد نہیں مل سکتی۔ کیونکہ عمر رسیدہ بیوہ عورت کے مکان میں دو تین کرایہ دار عورتوں کے سوا اور کوئی نہ رہتا تھا۔ اس لئے اس مکان کا قرب بھی اُس کے لئے تسلی بخش نہ تھا۔ اور نہ اُس کی وجہ سے اُسے اپنے احساس تنہائی میں کسی قسم کا فرق معلوم ہو سکتا تھا۔

مگر پھر اس نے سوچا۔ کہ میرا اپنا مکان بڑی حفاظت کے ساتھ بند ہے کھڑکیوں میں سلاخیں اور دروازوں میں زنجیریں لگی ہوئی ہیں۔ اُس نے ان احتیاطوں پر کھلے دل سے روپیہ صرف کیا تھا۔ اور جب سے اُسے بخل کی عادت پیدا ہوئی۔ مکان کے حفاظتی اخراجات اسکے لئے ہر قسم کے خرچ سے زیادہ اطمینان بخش ثابت ہوتے رہے تھے۔

یہ درست ہے۔ اُس کا مکان بڑی حفاظت کے ساتھ بند تھا۔ دروازوں کی زنجیریں اور کھڑکیوں کی سلاخیں بھی ہر لحاظ سے مضبوط اور محفوظ تھیں۔ مگر اس کے باوجود معلوم نہیں کیا بات تھی۔ کہ پرسیوال کا دل بے چین ہوا جاتا تھا۔

اُس نامعلوم اور دہشت ناک آواز نے جو فورًا اور پیشتر سنائی دی تھی۔ اس کو بےحد خوف زدہ کر دیا تھا۔ آواز اس قسم کی تھی جس کی نوعیت بیان نہیں کی جا سکتی۔ اُسے معلوم نہ ہو سکا۔ کہ وہ مکان کے اندر سنائی دی ہے۔ یا باہر۔ اور یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ اس کا تعلق کسی لکڑی کے ہلنے سے ہے۔ یا کسی کھڑکی کے کھلنے سے۔ یا اس قسم کی انسانی آوازوں سے جو دبی زبان سے گفتگو کرتے وقت پیدا ہوا کرتی ہیں۔

اس بارہ میں اپنا اطمینان کر کے کہ باورچی خانہ اور اس کے ساتھ والی کوٹھری بھی ہر طرح محفوظ ہیں۔ پرسیول پھر ایک بار اُس کمرہ نشست میں پہنچا۔ جو مکان کی پچھلی طرف واقع تھا۔ گھڑی دیکھی تو معلوم ہوا۔ کہ آدھی رات جا چکی ہے۔ اس کے باوجود اُسے نیند کی مطلق رغبت نہ تھی۔ مبہم اور ناقابل بیان اندیشے اُس کی طبیعت کو بےچین کر رہے تھے۔ جتنا زیادہ وہ اپنے خیالات پر قابو پانے کی کوشش کرتا اُسی قدر اُس کی بےچینی بڑھتی جاتی تھی۔ حتیٰ کہ رفتہ رفتہ اس طرح کے خوفناک خیالات اُس کے ذہن میں پیدا ہونے لگے۔ کہ قاتلوں نے بخیلوں کو اُن کے زر کی خاطر قتل کر دیا۔ اور اُن کا خون اُس زر کی پیٹی پر گرا۔ جو انہیں سب سے زیادہ عزیز تھی۔ اور جس پر اُن کی گرفت دم آخر تک اُس وقت بھی قائم رہی۔ جبکہ قاتلوں کے وار پے در پے ہو رہے تھے۔

ہیبت ناک خیالات بتدریج اُس کے ذہن میں پیدا ہوئے۔ اور اُسے اپنا دماغ چکر کھاتا معلوم ہوا۔ اُس نے خوف زدہ ہو کر کمرہ میں نگاہ ڈالی۔ چونکہ تخیل میں حدت اور جوش پیدا ہو چکا تھا۔ اس لئے اُسے ہر طرف خوفناک نظارے اور ہیبت بخش روحیں نظر آنے لگیں۔

یکایک اپنے سر کو اُٹھا کر اس نے اُسے دونوں ہاتھوں سے بزور دبایا۔ اور پھر بلند لہجہ میں کہنے لگا۔ "اس بزدلی اور خوف کا ستیاناس ہو۔ معلوم نہیں آج اتنا اضطراب اور بےچینی کیوں ہے۔ درحقیقت مجھے آرام سکون اور خواب کی ضرورت ہے۔ اور میں اُمید کرتا ہوں۔ کہ صبح کو میری آنکھ کھلیگی۔ تو طبیعت اچھی طرح سنبھل چکی ہوگی اور یہ فضول خوف جو اس وقت ذہن پر طاری ہو رہے ہیں۔ رفع ہو جائیں گے۔"

شمع ہاتھ میں لے کر وہ اس کمرہ سے خواب گاہ کی طرف جا رہا تھا۔ کہ پھر اس قسم

کی آواز سنائی دی۔ گویا کوئی عقبی دروازہ کو آہستگی کے ساتھ کھول رہا ہے۔ وہ اس واقعہ سے اتنا خوف زدہ ہُوا۔ کہ بدن پر رعشہ سا پڑ گیا۔ شمع فرش زمین پر گر پڑی۔ اور بجھ گئی

دفعتاً اس قسم کی آواز سنائی دی۔ گویا کوئی شخص تیزی سے چلتا ہُوا عقبی دروازہ سے گذر کر نشستگاہ میں داخل ہو رہا ہے۔ اس کے لمحہ بھر بعد کسی نے پرسیول پر تاریکی میں بڑے زور کا وار کیا۔ ایک موٹا سا ڈنڈا اس کے سر پر لگا۔ اور وہ تیورا کر فرش زمین پر گر پڑا۔ اس صدمہ سے وہ بالکل بے ہوش تو نہیں ہوا۔ پھر بھی اس کے طبعی قوا اس قدر معطل ہو گئے کہ منہ سے آواز نہ نکل سکی۔ مگر وہ ہمت کر کے اُٹھا اور قاتل کو گلے سے پکڑ لیا۔ اب دونوں میں زور کی جدوجہد ہونے لگی۔ مگر حملہ آور میں اگرچہ طاقت زیادہ نہ تھی۔ تاہم اس کا ارادہ شیطان کی طرح مضبوط تھا۔ اس نے بخیل کو دوبارہ فرش زمین پر گرا کر اس پر ڈنڈے سے اس زور کا وار کیا۔ کہ وہ ذرا سی دیر میں بے حس و حرکت ہو کے رہ گیا۔

قتل کی یہ خوفناک واردات اگرچہ تاریکی میں ہوئی تھی۔ تاہم اس سے نہ تو قاتل کو خوف ہوا۔ اور نہ اس کے اوسان خطا ہوئے۔ غالباً وہ جانتا تھا۔ کہ بخیل کا زر مکان کے کس حصہ میں پوشیدہ ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ تفصیلی حالات اُسے پورے طور پر معلوم تھے کیونکہ بخیل کے قتل کے بعد اس نے جھک کر اسی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ جس میں پرسیول اس کباٹ کی کنجی رکھتا تھا۔ جس میں لوہے کی پیٹی محفوظ تھی۔ پھر اندھیرے میں راستہ ٹٹولتا ہُوا کباٹ تک پہنچا۔ اسے اور اس کے اندر رکھی ہوئی لوہے کی پیٹی کو کھولا۔ اور وہ ٹین کی صندوقچی نکالی۔ جس میں بخیل کا سونا اور نوٹ موجود رہتے تھے۔ اس کا ڈھکنا توڑ کر بدمعاش نے تمام سکے نوٹ اور کاغذات اپنی جیبوں میں ڈال لئے۔ اور پھر اسی طرح تاریکی میں راستہ ٹٹولتا عقبی دروازہ کی راہ سے باہر نکل گیا۔ جسے اس نے باہر جا کر احتیاط کے ساتھ بند کر دیا۔

اگلے دن صبح کو ساڑھے سات بجے بخیل کی ہمسائی مسز ڈائر نے اس کے مکان پر دستک دی۔ اور جب پانچ منٹ تک اندر سے کسی نے جواب نہ دیا۔ تو وہ بہت حیران ہوئی۔

اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی " آج وہ غیر معمولی سویا ہے۔ خیر میں تھوڑی

دیر میں واپس آ کر پھر جگاؤنگی"۔ اور یہ کہ کر وہ اپنے مکان کی طرف چلی گئی۔

لیکن دروازہ نہ کھلنے کے باعث اُس کے دل میں ایک مبہم سا خوف ضرور جاگزین ہو گیا تھا۔ جسے باوجود بڑی کوشش کے وہ رفع نہ کر سکی۔ اُس کی طبیعت پر افسردگی طاری تھی۔ اور اُس کی حالت اس قسم کی تھی۔ جس کے متعلق وہمی لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ وہ کسی خوفناک جنیر کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ نہ تھی۔ کہ اُس نے رات کے وقت کسی قسم کی غیر معمولی آواز سُنی۔ اُس کے شبہ کی کوئی اور معقول وجہ بھی نہ تھی جو احساس اُس کے دل میں پیدا ہُوا۔ وہ کسی نامعلوم اور ناقابل بیان سبب سے تعلق رکھتا تھا۔ گذشتہ پانچ چھ سال کے عرصہ میں جب سے وہ مسٹر پریسول کی خدمت کرتی تھی۔ یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ وہ صبح کو اُس کے مکان پر دستک دینے گئی۔ اور اُس نے بخیل کو بیدار اور لباس پہنے ہوئے تیار نہ دیکھا

تھوڑی دیر تک اپنے گھر کا کام دھندہ کرنے کے بعد مسز ڈائر نے جس کا اضطراب اب تک فرو نہ ہوا تھا۔ پھر بخیل کے دروازہ پر دستک دی۔

مگر اب بھی اندر سے کوئی جواب نہ ملا۔ مکان کے اندر بالکل خاموشی رہی۔

اب بیوہ عورت کو اور زیادہ خوف محسوس ہونے لگا۔ اپنے مکان پر واپس آ کر اُس نے اُن عورتوں کو جو اس کے ہاں کرایہ دار تھیں۔ بتایا۔ کہ میں نے مسٹر پریسول کو جگانے کی بہت کوشش کی۔ مگر وہ اب تک بیدار نہیں ہُوا۔ مجھے اندیشہ ہے۔ اسے کوئی غیر معمولی حادثہ پیش نہ آیا ہو۔ اس پر وہ تینوں عورتیں جو اُس کے مکان میں رہتی تھیں۔ اور جن سے اُس نے یہ ذکر کیا تھا۔ اُس کے ساتھ بخیل کے مکان کی طرف مڑیں۔ اور چونکہ اب تک مکان میں کامل سناٹا تھا۔ اس لیے وہ اس نیت سے عقبی دروازہ کی طرف گئیں۔ کہ وہاں سے کھڑکیوں کے بند دروازوں کے راستہ جن کے متعلق ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ اُن میں دل کی شکل کے کئی سوراخ بنے ہوئے تھے۔ اندر کی طرف دیکھیں۔ لیکن مسز ڈائر نے عقبی دروازہ کو ہاتھ لگایا۔ تو وہ اسے کھلا دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئی۔ اس پر وہ باقی عورتوں کو ساتھ لے کر اندر داخل ہوئی۔ اور اب اُن کی توجہ جو شبہات کے باعث تیز تر ہو گئی تھی۔ اس حقیقت کی طرف مبذول ہوئی۔ کہ دروازہ کا ایک حصہ باہر سے ایسے طریق پر کٹا ہوا ہے۔ کہ اسے بآسانی کھولا جا سکتا ہے چاروں

عورتیں یہ نظارہ دیکھ کر بہت مضطرب ہو گئیں۔ مگر جب انہیں قفل کے اندر لوہے کا ایک پرانا ٹکڑا داخل کیا ہوا نظر آیا۔ جو اس بات کی یقینی علامت تھا۔ کہ قفل کو کسی غیر شخص نے توڑا ہے۔ تو ان کا خوف بدرجہا زیادہ ہو گیا۔

اگر اس وقت ان عورتوں میں سے کوئی آگے قدم بڑھانے میں ذرا بھی تامل کرتی۔ تو باقی سب یقیناً پیچھے ہٹ جانے کو تیار تھیں۔ مگر ایک دوسرے سے حوصلہ پا کر وہ سب خاموشی کی حالت میں سہمی اور ایک دوسرے سے لگی ہوئی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی عقبی نشست گاہ کی طرف بڑھیں۔

اس کمرہ کا دروازہ نیم وا تھا۔ اور جس وقت بیوہ عورت نے اسے پورے طور پر کھولنے کی کوشش کی۔ تو وہ کسی ایسی چیز کی رکاوٹ کے باعث کھل نہ سکا۔ جو بظاہر نہ میز نہ کرسی اور نہ لکڑی کی بنی ہوئی کوئی اور شے تھی۔

بہر حال وہ آہستگی سے اندر داخل ہوئیں۔ مگر اندر قدم رکھتے ہی اُن کی زبان جواب تک بند تھی۔ انتہائے خوف سے کھل گئی۔ یکایک اُن کے منہ سے زور دار چیخیں نکلیں۔ کیونکہ اُس روشنی میں جو بند کھڑکیوں کے اندر بنے ہوئے سوراخوں میں سے کمرہ میں داخل ہو رہی تھی۔ انہیں اپنے سامنے مقتول بخیل کی خون آلودہ لاش اور اس کا بگڑا ہوا چہرہ صاف نظر آ رہا تھا۔

وہ چند منٹ تک اس ہیبت ناک نظارہ کو دیکھتی رہیں۔ ایک دوسرے سے لگی ہوئی رعشہ براندام وہ سب خوف اور اضطراب کی حالت میں اس شخص کی لاش کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ جسے کل انہوں نے جیتا جاگتا اور صحت ورد دیکھا تھا۔ آخر کار سب سے پہلے وہ عورت جو دروازہ سے قریب تر تھی سنبھلی۔ ایک اور چیخ مار کر وہ تیزی سے ڈرتی ہوئی کمرہ سے باہر نکل گئی۔ اُس کے پیچھے پیچھے وہ عورتیں بھی جو ساتھ تھیں۔ دوڑنے لگیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ ڈرتی ہیں۔ کہیں مقتول کی لاش ہاتھ بڑھا کر سب سے پچھلی عورت کا کپڑا نہ پکڑ لے۔

افسوس! خاکی انسان کی سرد بے جان اور بے حرکت لاش اُس کے ہم جنسوں میں کتنا خوف پیدا کر دیتی ہے۔ لطف یہ ہے کہ ایسا خوف صرف کمزور اور نازک ہستیوں تک محدود نہیں۔ وہ جانباز بہادر بھی جو تیز سنگینوں کے وار کا بے سر اس مقابلہ کرتے ہیں۔۔۔

جنہیں ہندوستان کے لق و دق جنگلوں میں درندوں کا شکار کرتے وقت بھی خوف محسوس نہیں ہوتا۔ اپنے ہم جنس کی لاش کے قریب ایک لحہ کے لئے ٹھہرنا گوارا نہیں کر سکتے۔

بخیل پرسیول کے قتل کی خوفناک خبر جلدی ہی سارے ہمسایہ میں مشہور ہو گئی۔ اور جیسا کہ قاعدہ ہے۔ پولیس بھی موقعہ پر آ موجود ہوئی۔

لاش دیکھنے میں نہایت خوفناک تھی۔ صورت اتنی بگڑ گئی تھی۔ کہ پہچانی نہ جاتی تھی۔ اور سر میں کئی مقامات پر زخم تھے۔ لاش کے قریب ایک ڈنڈا پڑا تھا۔ اور چونکہ وہ خون آلود تھا۔ اور مقتول کے سر کے چند بال خون کی مدد سے اس کے ساتھ جمے ہوئے تھے اس لئے یہ جاننا ذرا بھی مشکل نہ تھا۔ کہ قاتل نے اسی کی مدد سے وار کیا۔ قریب ہی فرش پر بجھی ہوئی شمع پائی گئی۔ کباٹ اور آہنی پیٹی کھلی تھی۔ اور ٹین کا بکس بالکل خالی ایک طرف پڑا ہوا تھا۔

بیوہ عورت یا اس کی کرایہ دار عورتوں کے خلاف کسی کو ذرا سا شبہ بھی نہ ہو سکتا تھا۔ تاہم انسپکٹر پولیس نے اس نیت سے ان سے سوالات پوچھے۔ کہ شاید اس پراسرار اور خوفناک معاملہ پر کچھ روشنی پڑ سکے۔

مسز ڈوائر نے بیان کیا۔ کہ مجھے رات کے وقت کوئی ہنگامہ سنائی نہیں دیا۔ اور یہی بات اس کی کرایہ دار عورتوں نے بیان کی۔

بیوہ عورت نے کہا۔ "میں پچھلی رات اپنی ایک سہیلی کے ہاں گئی ہوئی تھی۔ اسی کے ہاں میں نے کھانا کھایا۔ میں قریباً ساڑھے گیارہ بجے مکان پر واپس آئی۔ اس وقت مسٹر پرسیول اپنے مکان کے باہر چند ملاقاتیوں کو رخصت کر رہا تھا۔ . . . ہاں مجھے یاد آگیا۔ وہ دو عورتیں تھیں۔ ایک بظاہر جوان اگرچہ میں نے اس کی صورت غور سے نہیں دیکھی۔ کیونکہ وہ سڑک کے قریب کھڑی تھی۔"

"اور دوسری عورت ؟" انسپکٹر پولیس نے پوچھا

بیوہ نے جواب دیا۔ "وہ بوڑھی اور نہایت بدنما تھی۔ میں نے اس کا چہرہ اس شمع کی روشنی میں جو مسٹر پرسیول کے ہاتھ میں تھی۔ غور سے دیکھا۔ اور اس وقت مجھے یہ بھی خیال آیا۔ کہ میں نے اتنا بدنما اور بدوضع چہرہ آجتک کبھی نہیں دیکھا۔ اس عورت کی نگاہیں ایسی

تھیں کہیں اُنہیں دیکھ کر ڈر گئی۔"

"مگر کیا اُن کے ساتھ کوئی مرد بھی تھا؟" افسر پولیس نے پوچھا۔

"نہیں۔ بس وہ دونو عورتیں ہی تھیں"۔ بڑھیا عورت نے جواب دیا۔ "میرا خیال یہ ہے کہ وہ جلدی ہی مسٹر پرسیول سے رخصت ہو کر چلی گئیں۔ کیونکہ جس وقت میں نے اپنے مکان کا دروازہ بند کیا۔ تو مسٹر پرسیول کے مکان کا دروازہ بھی بند ہوتا سنائی دیا تھا۔ میں نے اُسے شب بخیر کہا۔ بس یہ آخری موقعہ تھا کہ میں نے اس غریب کو زندہ دیکھا۔"

انسپکٹر پولیس کہنے لگا۔ "ضروری ہے کہ ان دونوں عورتوں کا سراغ چلایا جائے جن کا آپ ذکر کرتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ یہ آخری ملاقاتی تھے۔ جن سے مقتول کی اپنی زندگی میں ملاقات ہوئی۔"

اس پر مسز ڈالر نے بوڑھی عورت کا حلیہ اس قدر تفصیل کے ساتھ جو اس کے لئے ممکن تھا۔ بیان کیا۔ انسپکٹر پولیس نے اپنے دو ماتحتوں کو مکان کی نگرانی پر مامور کیا۔ اور خود اس خوفناک واقعہ کی خبر افسر مرگ تک پہنچانے چلا۔

باب ۱۴۰ قصر ایلنگھم میں ایک نظارہ

جس وقت پٹونویلی میں بخیل ساہوکار کے قتل کا واقعہ زیر تحقیقات تھا۔ ایک اور پراہمیت نظارہ ارل آف ایلنگھم کے مکان واقع پال مال میں ظہور میں آرہا تھا۔

چارلس ہیٹ فیلڈ ساری رات بے چین رہ کر علی الصباح بیدار ہوا۔ وہ منہ ہاتھ دھو کر بادل ناخواستہ اس سوال پر غور کر رہا تھا۔ کہ صبح دسترخوان پر مجھے کس قسم کا طرز عمل اختیار کرنا چاہئے۔ کہ دروازہ کھلا۔ اور اُس کا باپ اندر داخل ہوا۔

کل صبح سے لیکر جب چارلس کا اپنے والدین کے ساتھ جھگڑا ہوا۔ اب تک اُن کی دوبارہ ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ وہ دن بھر عمداً دور دور رہا۔ اور نہ شام کو اور نہ رات کے وقت دسترخوان پر دکھائی دیا۔ ان حالات میں وہ اس نئی ملاقات کے لئے سراسیمہ تھا۔ کیونکہ اس نے مستقبل کی نسبت اب تک کوئی خاص طرز عمل نہیں سوچا تھا۔

مسٹر ہیٹ فیلڈ نے بیٹے کے قریب پہنچکر اُسکا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہنے لگا۔ "میرے

عزیز کل صبح کے ناگوار واقعات کی نسبت میں تم سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ اوّل تو مجھے اس بات ہی کا سخت رنج ہے۔ کہ تم خلاف معمول دن بھر مکان سے غیر حاضر رہے۔۔"
"مگر میں رات کو سات آٹھ بجے کے قریب واپس آگیا تھا" چارلس نے قطع کلام کر کے کہا۔ مگر اب تک اُس کے لہجہ میں کوئی بات خلاف تعظیم نہ تھی
مسٹر ہیٹ فیلڈ نے اپنی نگاہ اس کے چہرہ پر گڑ کر کہا "یہ مجھے معلوم ہے لیکن اُس وقت تم صرف چند منٹ مکان پر ٹھیرے۔ اور اپنے کمرہ میں پہنچ کر جلدی ہی واپس چلے گئے تھے۔ کیا اس لئے کہ تمہیں اپنے والدین سے ملنے میں تامل تھا؟ چارلس تم جانتے ہو۔ ہمیں تم سے کس درجہ محبت ہے۔ اور اگرچہ صبح کے وقت تم نے مجھ سے اس قسم کا سلوک کیا۔ جو شان فرزندی اور اصول فرمانبرداری سے بعید تھا۔ تاہم یہ امر واقعہ ہے۔ کہ اگر تم اپنے فعل پر ذرا بھی اظہار ندامت کرتے۔ تو ہمیں تمہاری خطا معاف کرنے میں مطلق دریغ نہ تھا"
چارلس کہنے لگا "آپ میرے طرز عمل کو شان فرزندی اور اصول فرمانبرداری سے بعید قرار دیتے ہیں۔ لیکن میں پوچھتا ہوں۔ کیا سب سے پہلے آپ ہی نے سخت کلامی سے مجھے آزردہ نہیں کیا؟ اگر اس کے جواب میں میں نے اُس کی شکایت کی۔ کہ میرے والدین مجھ سے خلاف فطرت سلوک کرتے رہے ہیں۔۔"
"پہلے یہ بتاؤ۔ تم ان اسرار کے کیوں اس قدر پیچھے پڑے ہو۔ جنہیں معقول اور مناسب وجوہ کی بنا پر تمہارے والدین نے پوشیدہ رکھا؟" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا۔ "جہاں تک میرا خیال ہے۔ خلاف فطرت سلوک کی تم جو شکایت کرتے ہو۔ اُس کا تعلق محض اس بات سے ہے کہ ہم نے خواہش ظاہر کی تھی۔ تم سردست اپنے آپ کو ہمارا ہمشیرزادہ ہی ظاہر کیا کرو۔۔"
چارلس نے کہا "آپ نے مجھے اس بات کا یقین دلایا تھا۔ کہ میں جائز اولاد ہوں۔ اور میری ولادت پر کسی طرح کا داغ ندامت نہیں۔ اس صورت میں کیا وجہ ہے۔ کہ آپ مجھے اپنا بیٹا تسلیم نہیں کرتے؟ غور کیجئے۔ آپ مجھ سے اُن فرائض کی تو اُمید رکھتے ہیں جن کا رشتہ فرزندی سے تعلق ہے۔ لیکن مجھے اپنا بیٹا تسلیم کرنے سے آپ کو اب تک عار ہے۔ پھر میں یہ بھی آپ کو یاد دلاتا ہوں۔ کہ مجھے آپ کا بیٹا ہونے کا علم محض اتفاقیہ طور پر ہوا تھا۔ ورنہ شاید میں اب تک اس سے بے خبر ہی رہتا"
مسٹر ہیٹ فیلڈ نے زیادہ سنجیدہ اور موثر لہجہ اختیار کر کے کہا۔ "چارلس جو کچھ بھی ہو۔ مگر

اس معاملہ کا اس اقرار شادی سے کیا تعلق ہے۔ جو تم نے لیڈی فرانسس ایلنگم سے کیا تھا
صبح ہمارے درمیان جس بات پر تکرار تک نوبت پہنچی۔ وہ یہی تھی کیا میں سمجھوں۔ کہ میرا بیٹا
ایک ایسی شادی سے بچنے کی خاطر جو اس کے لئے ہر طرح موجب عزت ہے۔ اپنے والدین
سے گستاخانہ سلوک کا کوئی بہانہ تلاش کر رہا ہے؟۔ کیا میں اس سے یہ نتیجہ اخذ کروں۔ کہ تم
ہماری اس دلی آرزو کو پورا نہ کرتے اور اس بارہ میں ہماری مرضی کے خلاف چلنے کے لئے اور
اوچھیلوں کی فکر کر رہے ہو؟"

"نہیں بالکل نہیں"۔ نوجوان نے جس کے دل کو ان شبہات سے سخت صدمہ پہنچا تھا جواب
دیا "سب سے پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ مجھے لیڈی فرانسس ایلنگم کے ساتھ اس سے زیادہ
محبت نہیں۔ جتنی ایک بھائی کو بہن سے ہو سکتی ہے۔۔"

"کیوں؟" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے قطع کلام کر کے اپنی آنکھیں چارلس کے چہرہ پر گاڑتے
ہوئے کہا۔ "کیا اس لئے کہ تم نے کوئی ایسا تعلق پیدا کر لیا ہے جسے تم خود باعث ندامت
سمجھتے ہو؟"

"آہ!" چارلس نے چونک کر کہا۔ "کیا میں یہ سمجھوں۔ کہ میرے والد نے میری حرکات پر
جاسوسی کی ہے؟"

بیٹے کی زبانی یہ گستاخانہ الفاظ سُن کر مسٹر ہیٹ فیلڈ کا چہرہ مارے غصہ کے سُرخ
ہو گیا۔ مگر بڑی کوشش سے اپنے جذبات پر قابو پا کر وہ بولا۔ "چارلس پہلے میری بات سن
لو۔ اس کے بعد فیصلہ کرنا کہ میری نسبت کوئی بُری رائے قائم کرنا کہاں تک درست ہے
کل صبح تم نے میرے اور اپنی ماں کے ساتھ جو برتاؤ کیا۔ وہ اتنا عجیب بعید از فہم اور رنج
دہ تھا۔ کہ اگر میں نے معاملہ کی تہ تک پہنچنے کے لئے تمہارا راز معلوم کرنے کی کوشش کی
تو مجھے اس کے لئے قصوروار نہیں سمجھا جا سکتا۔ جب میں نے دیکھا کہ تم دن بھر گھر سے غیر حاضر
رہے۔ شام کو چپکے سے واپس آئے۔ ذرا دیر کے لئے اپنے کمرہ میں گئے۔ اور گھر کے آدمیوں
سے منہ چھپا کر پھر چپ چاپ باہر نکل گئے۔ تو میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ ایسے حالات میں میں نے
تمہارے پیچھے جانا ضروری سمجھا۔۔"

"میرے پیچھے! تو کیا آپ سچ مچ میرے پیچھے گئے تھے؟" چارلس نے گلوگیر کھوکھلی آواز
میں پوچھا۔

"ہاں ہیں منک سٹریٹ تک تمہارے پیچھے گیا تھا" مسٹر ہیتھ فیلڈ نے ایسے سکون اور استقلال سے کہا۔ جس سے وہ اپنے بیٹے کو مرعوب کرنے کی امید رکھتا تھا۔ "بعد وہاں دریافت پر معلوم ہوا۔ کہ جس مکان میں تم داخل ہوئے۔ اس میں ایک نہایت خوبصورت جوان عورت رہتی ہے۔ مگر چارلس ہیں ایک شریف آدمی کی حیثیت میں عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میں نے اس سے زیادہ کوئی بات دریافت نہیں کی۔ کیونکہ میں اپنے بیٹے کے عشق و محبت کی داستانوں سے خبردار ہونا ضروری نہیں سمجھتا۔ دنیا میں ایسا شخص کون ہے۔ جس نے عہد شباب میں ایسی باتیں نہیں کیں۔ میں جو تحقیقات کرنا چاہتا تھا۔ وہ محض اس قدر تھی۔ کہ تم نے کل صبح لیڈی فرانسس ایلنگہم سے شادی کا اقرار پورا کرنے سے جو انکار کیا۔ اُس کی تہ میں عشق و محبت ہی کی لاگ تھی۔ یا کوئی اور بات"

اب چارلس ہیتھ فیلڈ کو بہت جوش آگیا۔ اور وہ بدقت اُس غصہ اور تلخ کلامی کو روک سکا۔ جس سے اگر وہ باز نہ رہتا۔ تو یقیناً اُسی وقت اپنے خاندان کے متعلق پہلے حالات اور راز ظاہر کر دیتا۔ لیکن جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ خوش قسمتی سے اُس نے اپنے جذبات کو فرو کرنے میں کامیابی حاصل کر لی۔ اور ضبط کر کے بولا۔ "ابا جان جو کچھ آپ نے کہا۔ اُسے میں پوری توجہ۔ اگرچہ کسی قدر بے صبری کے ساتھ سنتا رہا ہوں۔ کل صبح آپ نے مجھے ملامت کی۔ برا بھلا کہا۔ اور عاق کرنے کی دھمکی دی۔ پھر شام کو آپ جاسوس بن کر میری حرکات و سکنات کی نگرانی کرتے ..."

"مگر یہ میرا فرض تھا" مسٹر ہیتھ فیلڈ نے قطع کلام کر کے کہا۔ "اگرچہ میں جانتا ہوں۔ کہ یہ ایک نہایت ناگوار فرض تھا" یہ کہتے ہوئے وہ اپنے بیٹے کے بدلے ہوئے تیور دیکھ کر مضطرب ہو گیا۔

"فرض!" چارلس نے اب اس جوش میں بھر کر کہا۔ جو غیر معمولی سکون کے بعد یکایک ظاہر ہو کر زیادہ تیز صورت اختیار کر لیتا ہے "اور کیوں صاحب باقی معاملات کے متعلق آپ نے کیوں اپنا فرض ادا نہ کیا! واہ اچھی فرض شناسی ہے! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ باپ کے فرائض بیٹے کی حرکات کی جاسوسی کے علاوہ کچھ اور بھی ہوتے ہیں۔ یعنی یہ کہ اُسے اُس کا اصلی نام دیا جائے۔ اُسے اُس کے جائز حقوق اور اُس کی مجلسی حیثیت سے محروم نہ رکھا جائے۔ جو اُس کی وراثت ہے۔ آپ نے مجھے مال و دولت سے عاق کر دینے کی دھمکی

دی تھی۔ مگر آپ نہیں جانتے کہ یہ دھمکی کتنی بے سود اور مضحکہ خیز ہے۔ یوں تو اب تک بھی آپ کا سلوک میرے ساتھ کچھ کم شرارت آمیز نہیں رہا۔ مگر اس دھمکی نے اسے اور زیادہ کر دیا ہے۔ آپ پر واضح رہے کہ میں اب بچہ نہیں ہوں۔ کہ آپ مجھے انگلی سے پکڑ کر ساتھ ساتھ لئے پھریں۔ میں ایسا بیوقوف جذبات پسند بھی نہیں ہوں۔ کہ کسی کے پاس خاطر سے اپنے بہترین اغراض ومقاصد کا نقصان گوارا کر دوں۔ اور اپنے حقوق سے دستکش ہو جاؤں آپ نے بہت مدت میرے خلاف رازداری برتی۔۔ بہت مدت آپ نے میرے ساتھ خلاف فطرت ظالمانہ سلوک کیا۔ حتیٰ کہ وہ ناقابل برداشت ہو گیا۔ اور اب میں دیکھتا ہوں کہ آپ اس امید پر کہ میں سابق کی طرح نرم مزاج مطیع اور آپ کے اشارہ پر چلنے والا غلام بنا رہوں گا۔ نیز یہ سوچ کر کہ مجھ میں نہ حوصلہ ہے نہ دلیری۔ اور نہ عام انسانی احساس۔ مجھ پر جبر کی حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ مگر یہ آپکی سخت غلطی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ تمام باتیں آپ کے روبرو کھلے لفظوں میں بیان کرنی پڑیں۔ مگر اس کے لئے قصوروار سراسر آپ ہیں کیونکہ میں ہرگز اس قسم کا رنجیدہ نظارہ پیدا کرنا نہیں چاہتا تھا۔۔!!

اتنا کہہ کر اور قبل اس کے کہ اس کا باپ اس حالت استعجاب سے سنبھلتا۔ جو ان غیر معمولی الفاظ نے پیدا کر دی تھی۔۔۔ قبل اس کے کہ وہ اپنے بیٹے کو روکنے کے لئے ہاتھ بڑھاتا۔ چارلس نے ٹوپی اٹھائی۔ اور تیزی سے چلتا ہوا کمرہ سے باہر نکل گیا۔

اس کے لمحہ بھر بعد مکان کا صدر دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ اور وہ کسی مخبوط الحواس شخص کیطرح تیز چلتا ہوا سنک سٹریٹ میں پہنچا۔

مگر ہم اس کے پیچھے جانے کی بجائے یہ دیکھنے کے لئے رک جاتے ہیں کہ اس واقعہ کا اس کے باپ کے دل پر کیا اثر ہوا۔

جیسا کہ ہم نے پیشتر بیان کیا ہے۔ مسٹر ہیٹ فیلڈ اتنا متعجب اور متحیر ہو گیا تھا کہ بیٹے کی بدسلوکی نے دل سے رنج وکرب کا احساس ہی مٹا دیا۔ چارلس نے جوش میں بھر کر جو الفاظ کہے تھے۔ ان کا مطلب وہ اس سے زیادہ کچھ نہیں سمجھ سکا۔ کہ اس کی خواہش یہ ہے۔ کہ مجھے ایک بیٹے کی حیثیت میں تسلیم کیا جائے۔ یہ بات مسٹر ہیٹ فیلڈ کے ذہن میں ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں آئی۔۔۔ اور عملی طور پر آ بھی کیونکر سکتی تھی۔۔۔ کہ چارلس کو سنین ماضیہ کے سارے حالات کا علم ہو چکا ہے۔ اور اسی نے ان حالات سے یہ

غلط اور مہلک نتیجہ اخذ کیا ہے۔ کہ میں ارل آف ایلنگہم کے لقب اور وسیع جائداد کا وارث ہوں۔ پس اس نے اپنے بیٹے کے طرز عمل کو اس شخص کے طرز عمل کی روشنی میں ہی دیکھا۔ جس نے کوئی بے جا تعلق قائم کر لیا ہو۔ اور وہ اس کی نامناسبت کو محسوس کرتا ہوا۔ اپنی شرمساری چھپانے کی غرض سے باپ کے ملامت آمیز الفاظ کا جواب تلخ کلامی سے دے۔ اور مجبوری کی حالت میں باپ کے اعتراضات کا جواب بیوی کی خاطر کسی غیر سی بات کو بھی غیر معمولی اہمیت دینے لگے۔

دیر تک مسٹر ہیث فیلڈ کو بیٹے کے طرز عمل پر تعجب رہا۔ اور جب یہ تعجب رفع ہوا تو اب اس کی بجائے رنج و تکلیف نمودار ہوئے۔ وہ سخت پریشان تھا۔ اور نہیں جانتا تھا۔ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ چارلس کی عمر اب اتنی ہو چکی تھی۔ کہ اگر وہ حالات مانع نہ بھی ہوتے تو وہ اس پر کوئی قانونی یا اخلاقی پابندی عاید نہ کر سکتا تھا۔ مسٹر ہیث فیلڈ اپنے دل میں محسوس کرتا تھا۔ کہ اگر میں نے اس تعلق میں جو چارلس نے پیدا کر لیا ہے۔ کسی طرح کی مزاحمت کی۔ تو اس کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ کہ اس سے اس بیوقوف جوان کی بدمزاجی اور بڑھ جائیگی۔

مگر دوسری طرف یہ بھی غیر ممکن تھا۔ کہ وہ جان بوجھ کر اسے تباہی کے غار میں گرنے دیتا۔ اس کے علاوہ چونکہ وہ لیڈی فلورنس ایلنگہم کے ساتھ شادی کا پختہ اقرار کر چکا تھا اس لئے اس کے والدین کو یہ بتانا ضروری تھا۔ کہ اب اس شادی میں کوئی روک پیدا ہو گئی ہے۔

ان حالات کو سوچتے ہوئے مسٹر ہیث فیلڈ کو اس بات پر سخت افسوس ہوا۔ کہ کیوں میں نے ارتھر کے کہنے سے اٹلی چھوڑ کر انگلستان آنا منظور کیا۔ درحقیقت وہ ارل کے انتہائی اصرار پر ہی انگلستان میں آنے کے لئے آمادہ ہوا تھا اور وہ بھی اس وقت جب اسے یقین دلایا گیا۔ کہ اس میں کوئی بات معیوب نہیں

طرح طرح کے خیالات سے پریشان مسٹر ہیث فیلڈ نے اب ارل سے ملاقات کرنا ضروری سمجھا۔ چنانچہ وہ لائبریری تک پہنچا۔ اور وہاں سے ایک آدمی کے ہاتھ ارل کے نام رقعہ بھیجا۔ کہ جس قدر جلد ممکن ہو۔ مجھ سے ملئے۔ ڈنر کا دسترخوان بچھنے میں ابھی نصف گھنٹہ باقی تھا۔ اور وہ چاہتا تھا۔ کہ اس عرصہ میں ارل سے ملاقات ہو جائے

ارل آف الینگہم اپنے کمرہ سے نکل ہی رہا تہا۔ کہ رقعہ اُس کے ہاتھوں تک پہنچایا گیا اسے پڑہتے ہی اُس کا ماتھا ٹھنکا۔ کہ ضرور کوئی خرابی واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ سیدھا لائبریری میں پہنچا۔ اور وہاں اُس نے دیکھا۔ کہ اُس کا سوتیلا بہائی حالت اضطراب میں کمرہ کے اندر ادھر اُدھر ٹہل رہا ہے۔

مسٹر ہیتھ فیلڈ نے ارل سے اُن تمام واقعات کا جو اس روز اور اس سے پہلے ان بیتیں آ چکے تھے مفصل طور پر بغیر کسی لاگ لپیٹ کے ذکر کر دیا۔ اور ارل تھرڈ مینٹکلیف سے تحیر اور اندیشہ کے ساتھ ان حالات کو سنتا رہا۔

آخر کار وہ کہنے لگا۔ "اگرچہ میری دلی خواہش یہی تہی۔ کہ میری دختر کی شادی تمہارے بیٹے سے ہوتی۔ تاہم میں ہرگز یہ نہیں چاہتا۔ کہ چارلس کے جذبات پر کسی قسم کا جبر کیا جائے۔ ہمارے باہمی تعلقات کو پیش نظر رکہتے ہوئے اس قسم کی شادی کی تجویز جیسی کہ زیر غور تہی۔ عمل میں آنا ہر لحاظ سے مناسب اور مستحسن تہا۔ تا اس تم نے جو بڑے بھائی ہو ہو۔ بڑی فیاضی سے کام لیکر اس لقب امارت سے جو دراصل تمہارا ورثہ ہے۔ میرے حق میں دست برداری اختیار کی۔ اور میں نے جو تم سے چھوٹا ہوں۔ اسے محض تمہارے کہنے پر ابھی تک اختیار کئے رکہا۔ اگرچہ خدا جانتا ہے کہ مجھے ایسے القاب یا خطابات کی ذرا بھی پرواہ نہیں۔ تمہاری اس فیاضی کا اگر کوئی صلہ ممکن تہا تو یہ کہ تمہارا بیٹا اسی رشتہ کے ذریعہ میرے کنبہ میں داخل ہوتا مگر افسوس کہ قدرت کو یہ بات منظور نہ تھی۔ جس بات کا مجھے سب سے زیادہ رنج ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس غریب لڑکی کو چارلس سے بیحد محبت ہے۔" یہ کہتے ہوئے امیر موصوف کی آواز جذبات کے زیر اثر بھر بھرا گئی۔ اور وہ سلسلہ کلام جاری رکہکر اولا۔ "جو کچھ بھی ہو۔ میں آپنا ضرور کہوں گا۔ کہ چارلس نے یہ فعل عاقبت اندیشانہ نہیں کیا۔ اگر اُسے اُس سے محبت نہ تہی۔ تو اس کا اقرار ہی نہ کرنا تہا۔۔ اگر وہ اس سے شادی کی تجویز کو عمل میں لانا نہیں چاہتا تہا۔ تو لازم تہا۔ کہ یہ ذکر چھیڑا بھی نہ جاتا۔۔!"

میں حیران ہوں کہ کیا کروں" مسٹر ہیتھ فیلڈ نے بڑی پریشانی کے عالم میں کہا "اُف! اُف کیا خدا کو یہی منظور ہے کہ میری ذات ہمیشہ تمہارے لئے موجب تکلیف و زحمت ہوتی رہے؟ حالانکہ شروع سے تمہارا سلوک میرے ساتھ شروع سے آپ تک عنایت اور فیاضی ہی کا

رہا ہے ۔۔۔"

ارل سنڈورڈ نے لہجہ میں کہا: "مسٹر تم اپنی طبیعت کو ناحق پریشان کر رہے ہو ظاہر ہے کہ تمہارے بیٹے سے جو بے جا حرکات ظہور میں آئی ہیں۔ اُن کے ذمہ دار تم نہیں ہو۔ لیکن دوسری طرف میں یہ سوچتا ہوں۔ کہ چارلس جیسے فرمانبردار اطاعت پسند نوجوان میں یکایک اس قسم کی سرکشی کا ظہور اس تعلق سے ہی نسبت نہیں رکھ سکتا۔ جو اس نے تمہارے خیال کے بموجب کسی عورت سے قائم کیا ہے۔ کیا تم نے کبھی سے اُن ماں بیٹی کے چال چلن کی نسبت پوچھا ہے۔ جنہیں وہ سنیک سٹریٹ میں ملنے جاتا ہے؟"

"نہیں۔ میں نے اب تک صرف اس قدر دریافت کرنے پر قناعت کی ہے۔ کہ وہ جس مکان پر جاتا ہے۔ اس میں ایک غیر معمولی حسین عورت رہتی ہے"

"اور کیا تمہیں اس کا یقین ہے۔ کہ چارلس کو سنین ماضیہ کے متعلق کوئی بات اس قسم کی معلوم نہیں ہوئی۔ جو اُس کے جذبہ احترام کو کم کرنے کا موجب ثابت ہوئی ہو؟"

مسٹر بیٹ فیلڈ کہنے لگا: "اگر تم غالباً یہ پوچھتے ہو۔ کہ اُسے کوئی ایسے حالات تو معلوم نہیں ہوئے۔ جن سے وہ ادب جو وہ اب تک ہم سے ملحوظ رکھا کرتا تھا۔ کم ہو گیا ہو ظاہر ہے کہ میں اس سوال کا فیصلہ کن جواب نہیں دے سکتا۔ لیکن میرا خیال ہے۔ کہ وہ زمانہ گذشتہ کے خوفناک واقعات سے اب تک لاعلم ہے۔ فی الحقیقت مجھے حیرت ہے کہ اسے اس بارہ میں کسی واقعہ کا علم ہو کیونکر سکتا تھا؟"

ارل نے کہا: "ممکن ہے وہ یہ معلوم کر کے کہ تمہارا ہمشیر زادہ نہیں بلکہ بیٹا ہے مزید تحقیقات کا خواہشمند ہوا ہو۔۔ ممکن ہے اُس کی طبیعت میں کوئی غیر معمولی جذبہ استعجاب پیدا ہو گیا ہو۔۔"

"درست ہے" مسٹر بیٹ فیلڈ نے تسلیم کیا۔ "مگر سوال یہ ہے کہ اُسے سالہائے گذشتہ کی پر راز باتوں کا علم کیونکر ہو سکتا تھا۔ اور ان اسرار سے بے خبر ہوتے ہوئے وہ اُن کو حل کرنے کی کوشش ہی کیونکر کر سکتا تھا؟"

"میں اس بارہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مگر میرے دل میں بدترین اندیشے پیدا ہو رہے ہیں!" ارل نے کہا: "بہر حال کوئی ایسی کارروائی عمل میں لانا ضروری ہے۔ جس سے اس جوان کو جس کا چلن آج تک ہر لحاظ سے قابل تعریف رہا۔ مگر ہی اور۔۔۔ بد چلنی سے

محفوظ رکھا جائے۔"

"بالکل درست ہے۔" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا۔ پھر جلدی ہی وہ سخت پریشان ہو کر کہنے لگا۔ "الٰہی اگر مجھے اپنے گناہوں کی سزا بیٹے کے ذریعہ ہی ملنی ہے۔ تو زندگی یقیناً ناقابل برداشت ہو جائے گی۔ اس سے بہتر یہ ہو گا کہ میں چارلس کو سارے حالات اپنی زبان سے بتا دوں میں اُس سے کہہ دوں۔ کہ میری حقیقت کیا ہے۔ میں اپنی ساری سرگذشت اُس کے روبرو بیان کر دوں۔ اور پھر اُس سے رحم کا طالب ہو کر کہوں۔ کہ اگر مجھ پر نہیں تو اپنی ماں پر جو سراسر بے قصور ہے۔ ضرور رحم کرو۔"

"نہیں نہیں نہیں" ارل نے جواب دیا۔ "میں نہیں چاہتا۔ تم اس قسم کی روش اختیار کرو بالفرض تمہارے بیٹے کو سردست اس معاملہ کی نسبت کچھ معلوم نہ ہو۔ پھر اُس کے سامنے سارے حالات بیان کرنا سراسر دیوانگی ہو گا۔"

مسٹر ہیٹ فیلڈ نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا "میں سخت پریشان ہوں۔ اور نہیں جانتا کہ کیا کروں۔ اے کاش مجھے اس بات کا یقین ہوتا۔ کہ اُس کے دل میں زمانہ گذشتہ کے متعلق کسی قسم کا شبہ پیدا نہیں ہوا۔ یا اُسے کوئی بات ایسی معلوم نہیں ہوئی۔ جس کی وجہ سے اُس کی نگاہوں میں میری اور اُس کی ماں کی عزت کم ہو گئی ہے۔"

"مگر یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ اُس نے تمہاری سابقہ زندگی کے پُراسرار حالات معلوم کئے ہوں؟" ارل نے پوچھا۔ "رہا یہ امر کہ اُسے تمہاری ولدیت اور ولادت کے متعلق کچھ حال معلوم ہوا۔ یہ میرے نزدیک سراسر غیر ممکن ہے۔"

"بے شک" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا۔ "کیونکہ جن اہم کاغذات میں وہ راز قلمبند تھا۔ انہیں سالہا سال پیشتر میں نے تمہارے پاس بھیج دیا۔ اور لکھا تھا۔ کہ تم انہیں تلف کر دو۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ وہ کاغذات اب موجود نہیں۔"

"میرے عزیز بھائی" ارل آف ایلنگہم نے مسٹر ہیٹ فیلڈ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ "میں نہیں ایمانداری سے بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ میں نے اُن کاغذات کو تلف نہیں کیا۔ میں نے اُن کو بحفاظت ایک پوشیدہ مقام پر جس کا راز صرف مجھی کو معلوم ہے۔ رکھ چھوڑا ہے"

"مگر تم نے کیوں اُن خطرناک کاغذات کو تلف نہ کیا جو جلانے لائق تھے" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے ملامت آمیز لہجہ میں کہا۔

ارل آف الینگھم نے ایسے لہجہ میں جو اس کے بلند با عزت اور فیاضانہ جذبات سے تعلق رکھتا تھا۔ جواب دیا۔ "بھلا میں اس قسم کی خودغرضانہ حرکت کا کیونکر مرتکب ہو سکتا تھا؟ عزیز بھائی جس وقت تک وہ کاغذات موجود ہیں۔ نہ معلوم تم کس وقت مجھ سے مخاطب ہو کر کہو۔ کہ میں نے اپنے جائز حقوق اور القاب سے دست برداری کا جو عہد کیا تھا اب اسے واپس لیتا ہوں۔ اور مجھے اُن کی ضرورت ہے۔ اگر ایسا وقت آئے۔ کہ تم مجھ سے مخاطب ہو کر یہ الفاظ کہو۔ تو میں فوراً وہ کاغذات پیش کر کے تمہارے دعاوی کی تصدیق کے لئے آمادہ ہوں۔ کیونکہ ان القاب و حقوق امارت کے جائز مالک تمہیں ہو"

"آرتھر تم حد سے زیادہ فیاض ہو" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا۔ "اتنے کہ میں تمہاری فیاضی کو بھی نقص تصور کرنے لگا ہوں۔ تم جانتے ہو۔ یا کم از کم میں اپنی زبان سے ہزار بار یقین دلا چکا ہوں۔ کہ میں ایک شریف لقب کو اپنے نام سے منسوب کر کے اُسے ذلیل کرنا نہیں چاہتا۔ اسے برادرم خدا کیا ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ میں اس تاج امارت کو جو تمہاری پیشانی پر زیب دیتا ہے اپنی پیشانی پر رکھوں۔ میں جو ایک زمانہ میں۔۔۔

"خاموش تامس خاموش" ارل نے قطع کلام کر کے کہا۔ "یہ جوش بے سود ہے۔ میں نے جس نیت سے اُن کاغذات کو سنبھالے رکھا۔ وہ بہر حال بُری نہیں۔ اور اب اگر تم پھر اُنہیں اپنے قبضہ میں لینا چاہو۔۔"

"ہاں۔ ہاں آرتھر تم اُنہیں میرے حوالہ کر دو" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا۔ "کیونکہ وہ انہیں فوراً آگ کی نذر کر دینا چاہتا ہے"

اسپر موصوف کہنے لگا۔ "بھائی وہ کاغذات تمہارے ہیں۔ اور تم جس وقت چاہو لے سکتے ہو۔ مگر دیکھو میں پھر منت کرتا ہوں۔ کسی قسم کی جلد بازی نہ کرنا۔ ایسا نہ ہو بعد کو پشیمان ہونا پڑے"

"آرتھر تم اس کی فکر نہ کرو" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے جواب دیا۔ "تم وہ کاغذات میرے حوالہ کرو۔ وقت کم ہے۔ تھوڑی دیر میں خواتین صبح کے کھانے کی میز پر جمع ہونے لگیں گی اور وہ۔۔"

"بہتر ہے" ارل نے کہا۔ اور اس الماری کے قریب جا کر جس میں پوشیدہ رخنہ بنا ہوا تھا یہ کہنے لگا۔ "میں سال میں ایک بار ان کاغذات کو نکال کر دیکھتا۔ اور اس بات کا اطمینان کر لیتا ہوں۔ کہ وہ ہر طرح محفوظ ہیں۔ ایسے موقعوں پر میں اُن کی گرد جھاڑ کر انہیں پھر اسی

مقام پر رکھ دیا تھا۔"

یہ کہتے ہوئے ارل نے الماری سے اُن کتابوں کو اتارنا شروع کیا۔ جو اس پوشیدہ رخنہ کے آگے رکھی ہوئی تھیں۔ مسٹر ہیٹ فیلڈ ایک ایک کتاب اُس کے ہاتھ سے لیکر میز پر رکھتا جاتا تھا۔ اس دوران میں اُس کی نگاہ یکایک ایک کتاب کے نام کی طرف لگ گئی جس پر لکھا تھا۔"نیوگیٹ رجسٹر ۱۸۲۷ء"

کتاب کے نام اور اُس سنہ کو دیکھ کر جو اُن واقعات سے تعلق رکھتا تھا۔ جو اُس کی زندگی کے بدترین حصہ میں پیش آئے تھے۔ چارلس ہیٹ فیلڈ کے دل میں سینکڑوں تلخ خیالات پیدا ہونے لگے۔ اُس نے عصبی بے چینی کی حالت میں اُس کتاب کو جسے اُس نے سرسری طور پر اُٹھا لیا تھا۔ کھولا۔ اور فوراً ہی اُس کے منہ سے خوف کا کلمہ نکلا۔ کیونکہ سب سے پہلے کتاب کا وہی ورق کھلا۔ جس میں اسے ہورس موگریبن کے جیلخانہ میں پھانسی پر لٹکائے جانے کا واقعہ درج تھا۔ اس کے ساتھ ہی ارل آف ایلنگہم کے منہ سے بھی حیرت اور خوف کا کلمہ بلند ہوا۔

"اوہ! کیا یہ محض ایک اتفاقی امر ہے۔ یا خدائی تنبیہہ؟" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے چونک کر کہا۔

اُدھر ارل آف ایلنگہم چلا کر بولا۔"الٰہی! وہ کاغذات کہاں گئے؟"

بدنصیب باپ جو اپنے ہی خیالات میں محو تھا۔ کہنے لگا۔"کیا میں اسے اس بات کی تنبیہہ سمجھوں۔ کہ میرے بیٹے نے اس کتاب کو دیکھ لیا ہے۔۔۔"

دوسری طرف ارل نے جو عموماً بہت کم جوش کا اظہار کرتا تھا۔ زور سے فرش زمین پر پاؤں مار کر کہا۔"ضرور یہ کسی بدمعاش کا کام ہے۔"

معاً دونو بھائیوں کی نگاہیں ایک دوسرے سے ملیں۔ دونو سے فکر اور پریشانی کا اظہار ہوتا تھا۔

"وہ کاغذات گم ہیں۔" ارل نے مایوسی سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"گم!" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے اس طرح بے چین ہو کر کہا۔ گویا اُسے یکایک بھاری صدمہ پہنچا ہو۔ پھر وہ رُکتے رُکتے کہنے لگا۔" اور یہ کتاب ... یہ کتاب بھی اُسی رخنہ کے قریب تھی۔ جس نے اُن کاغذات کو اٹھایا ... اُس نے یقیناً اس کتاب میں اس خوفناک کیفیت

کو بھی پڑھا ہو گا"۔

وہ اس سے زیادہ نہ کہہ سکا۔ اور حالت اضطراب میں قریب ترین کرسی پر بیٹھ گیا۔

ارل نے کھلی ہوئی کتاب کے اس صفحہ کی طرف دیکھا۔ جس کا مسٹر ہیسٹ فیلڈ نے اشارہ کیا تھا۔ اور جب اس میں لکھی ہوئی عبارت پڑھی۔ تو اسے معلوم ہو گیا۔ کہ مسٹر ہیسٹ فیلڈ کے اضطراب اور پریشانی کا موجب کیا ہے

آرتھر گھبرائے ہوئے لہجہ میں کہنے لگا" ضرور ضرور کسی نے اس کتاب کو حال میں پڑھا ہے۔ دیکھ لو۔ اس کے صفحوں کے کنارے مڑے ہوئے ہیں۔ الٰہی یہ کیا اسرار ہے"

ہمارے ناظرین کو یاد ہو گا۔ کہ جس تابل یا ڈگارات کو چارلس ہیسٹ فیلڈ نے اس کتاب کو پڑھا تھا۔ تو اس نے غصہ اور الم کی حالت میں اس کتاب کو جس سے اتنے عجیب اور حیرت خیز انکشافات ہوئے تھے۔ دور پھینک دیا تھا۔ ایسا کرنے سے کتاب کے کنارے اور جلد کی نوکیں چھل گئی تھیں۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا۔ کہ کسی نے حال میں اس کتاب کو چھیڑا اور الٹ پلٹ کیا ہے۔

مسٹر ہیسٹ فیلڈ بظاہر اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہنے لگا" اس کتاب کو کسی نے حال میں پڑھا ہے۔ اور گمان یہ ہے۔ کہ ان کاغذات کو بھی حال ہی میں چرایا گیا ہے"۔

"بیشک" ارل نے تسلیم کیا" کیونکہ ابھی ایک ماہ کا عرصہ نہیں گذرا۔ جب میں نے اس رخنہ کو غور سے دیکھا۔ اور ان کاغذات کو محفوظ پایا تھا"

مسٹر ہیسٹ فیلڈ بڑے جوش کی حالت میں اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا "آخر وہ کون تھا۔ جس نے یہ حرکت کی؟ کیا یہ ممکن ہے۔ کہ چارلس نے ہی یہ تمام پُر اسرار کارروائی کی ہو؟ کیا اس نے عمداً میری سابقہ زندگی کے حالات کا کھوج نکالا؟ یا کیا اتفاقیہ طور پر وہ کاغذات... وہ مہلک کاغذات اس کے ہاتھ آ گئے ہیں؟"

ارل کہنے لگا" ضرور یہ اسی کا کام ہے۔ کیونکہ ابھی تم نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ وہ جاتے وقت اس قسم کے کلمات کہہ رہا تھا۔ کہ مجھے غیر منصفانہ طریق پر میرے حقوق سے محروم رکھا گیا ہے۔ اور اس نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ میرے والدین نے میری ولادت کا راز پوشیدہ رکھنے کے معاملہ میں خلاف فطرت کارروائی کی ہے"۔ پھر اس نے آواز دبا کر زیادہ موثر لہجہ میں کہا۔ "افسوس... پیارے افسوس میں سارے حالات سمجھ گیا۔ تمہارے بیٹے نے تمہارے

ابتدائی حالات زندگی معلوم کرلئے ہیں۔ وہ جان چکا ہے۔ کہ تم ان اعزاز والقاب کے صحیح مالک ہو۔ جو مجھے حاصل ہیں۔ اور اس اقرار سے جو تم نے اپنی بیوی کے احترام کی خاطر اس سے اس بارہ میں کیا تہا۔ کہ وہ تمہارا جائز بیٹا ہے۔ سادہ لوح اور گمراہ چارلس نے یہ سمجھنا شروع کردیا ہے۔ کہ ارل کے لقب اور جائداد کا اصلی وارث میں ہوں"۔

مسٹر ہیٹ فیلڈ جس کے دل کو تکلیف دہ اندیشوں اور پریشان کن خیالات سے سخت صدمہ پہنچا تہا۔ کہنے لگا۔" آرتھر تم نے بالکل درست کہا۔ افسوس! اس مہلک غلط فہمی سے میرے بدنصیب بیٹے کو خود تمہیں اور مجہہ کو غرض یہ کہ ہم میں سے ہرایک کو کتنی خوفناک مشکلات اور پُر ہراس پیچیدگیوں کا مقابلہ کرنا پڑیگا"۔

لارڈ الینگہم نے کہا۔" حیران باتوں میں وقت ضائع کرنا بے سود ہے۔ اب تم جلدی کرو کہ ہم اس گمراہ نوجوان کا وقت پر تعاقب کرسکیں"۔

عین اس وقت کمرہ کا دروازہ کہلا۔ اور کلیرنس ولیرز داخل ہوا۔ کیونکہ ارل نے یوم گذشتہ کو اسے ایک خاص کام کی خاطر اس وقت آنے کو کہا تہا۔

ولیرز نے کمرہ میں داخل ہوتے ہی جان لیا۔ کہ کوئی غیر معمولی اضطراب پیدا کرنے والا واقعہ پیش آیا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر وہ پیچھے ہٹنے کو تہا۔ کہ ارل نے اشارہ سے اس کو اپنی طرف بلایا۔ اور پھر اپنے سوتیلے بہائی سے مخاطب ہوکر دبی زبان سے کہنے لگا۔" میری رائے میں بہتر ہوگا۔ کہ ولیرز سے اس کام میں مدد لی جائے۔ وہ اس کام کو میری اور تمہاری نسبت زیادہ سکون کے ساتھ سر انجام دے سکیگا۔ اور چونکہ اسے تمہارا راز پہلے سے معلوم ہے۔۔۔"

" ہاں مگر ایک حد تک"۔ مسٹر ہیٹ فیلڈ نے قطع کلام کرکے اسی طرح دبے لفظوں میں کہا۔" اُسے اس سے زیادہ اور کچہہ معلوم نہیں کہ مسٹر ہیٹ فیلڈ اور ٹامس رینفورڈ دونو ایک ہی شخص کے نام ہیں۔ اس سے زیادہ اُسے ہمارے خاندانی اسرار کا مطلق علم نہیں اور نہ وہ چارلس کی ولدیت سے ہی باخبر ہے۔۔"

آرتھر قطع کلام کرکے کہنے لگا۔" مگر اسے ان باتوں سے خبردار کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ خیر تم اس معاملہ کو میرے ذمہ چھوڑ دو۔ میں اسے خود طے کرلوں گا"۔ پھر وہ کلیرنس کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا۔" مسٹر ولیرز تم بہت اچھے موقعہ پر آئے ہو۔ میں ایک ضروری

کام میں تم سے مدد لینا چاہتا ہوں۔ ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ چارلس کا ایک نوجوان حسینہ کے ساتھ جو اپنی ماں کے پاس سفک سٹریٹ میں کسی جگہ رہتی ہے۔ بے جا تعلق پیدا ہو چکا ہے۔ ہمارا یہ بھی خیال ہے کہ وہ اس وقت وہیں ہے۔ اس لئے میرے دوست تم بیٹ وہاں جاؤ۔ چارلس سے مل کر یہ کہنا کہ ہمیں بعض باتیں جن کا تمہاری ذات سے گہرا تعلق ہے معلوم ہو چکی ہیں... غرض جس طرح بھی ہو سکے۔ اسے اُن عورتوں کے چنگل سے چھڑا کر جو اُسے کسی گہری سازش کا شکار بنانا چاہتی ہیں۔ یہاں لے آؤ۔۔"

"نہیں ارتھر تم ایسا نہ کہو ہمیں کسی کے متعلق رائے قائم کرنے میں جلد بازی نہ کرنا چاہئے"۔ مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا۔ "اب تک مجھے کوئی بات اُن عورتوں کے چلن کے خلاف نہیں ہوئی۔ اس لئے ممکن ہے۔ کہ چارلس کی اُس جوان عورت سے پاک محبت ہو۔ ان حالات میں مسٹر ولیرز آپ کو لازم ہے۔ کہ دور اندیشی سے کام لیں۔ اور ان دونوں خواتین یعنی ماں بیٹی سے ادب اور احترام کا سلوک کریں"۔

ارل کہنے لگا "یہ ٹھیک ہے۔ مگر جس طرح بھی ممکن ہو۔ چارلس کو ملاں سے واپس لانا تمہارا فرض ہے۔ سفک سٹریٹ کے جس مکان میں وہ دونوں رہتی ہیں۔ اس کا مفصل مسٹر ہیٹ فیلڈ تمہیں بتا دیں گے۔۔"

مسٹر ہیٹ فیلڈ نے اُس مکان کا پتہ بتایا۔ جہاں وہ شب گذشتہ کو اپنے بیٹے کے پیچھے پیچھے گیا تھا۔ اور کہنے لگا "اُن عورتوں کا نام فٹنز ہارڈنگ ہے۔ میں نے یہ بھی سنا تھا۔ کہ بیٹی کا عجیب وغریب نام پرڈیٹا ہے۔۔"

"پرڈیٹا" ولیرز نے چونک کر کہا "افسوس! اگر یہ درست ہے تو پھر چارلس ہیٹ فیلڈ کا خدا حافظ ہے"۔

"الٰہی! یہ کیا اسرار ہے"۔ بدنصیب باپ نے کلیرنس ولیرز کی زبانی یہ خوفناک الفاظ سن کر جو اس کے لئے صدائے مرگ کی طرح روح فرسا ثابت ہوئے۔ حالت اضطرا میں کہا۔

کلیرنس ولیرز مسٹر ہیٹ فیلڈ کے لفظوں پر توجہ نہ دیتے ہوئے بظاہر اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "دو عورتیں... ماں بیٹی... اکٹھی رہتی ہیں... بیٹی کا نام پرڈیٹا ہے... بیشک وہی ہونگی... وہ میری اپنی ہی بدنصیب خالہ ہے۔ جو حال ہی میں دوام

کی سزا پوری کرکے واپس آرہی ہے ... اور اُس کے ساتھ اُس کی حسین اور عیاش بیٹی رہتی ہے ..!!

"کیا یہ عورت مسز ملنگبی ہے۔ جس نے کئی سال پیشتر ... تم سمجھ گئے ہوگے میں کیا کہنا چاہتا ہوں" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کلیرنس کے بازو کو زور سے ہلاتے ہوئے کہا

"بیشک یہ وہی خطاوار عورت ہے"۔ ولیرز نے جواب جوش کی حالت میں تھا۔ کہا"مجھے اس کا سخت افسوس ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو ساتھ لیکر انگلستان واپس آئی ... اُس کی بیٹی بلحاظ حسن فرشتوں کے برابر لیکن اپنی گنہگار زندگی کے باعث شیطان سے بدتر ہے!"

"خداوندا تیری پناہ!" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے بڑے اضطراب کی حالت میں کہا۔ "مسٹر ولیرز جس طرح بھی ممکن ہو۔ چارلس کو ان مجسم شیطان عورتوں کے چنگل سے بچانے کی کوشش کرو۔ نہیں تو میں خود..."

اتنا کہہ کر وہ دروازہ کی طرف بڑھ رہا تھا کہ ارل نے اُسے یہ کہتے ہوئے روک لیا "نہیں ٹامس اس حالت اضطراب میں تمہارا جانا ٹھیک نہیں۔ تم ولیرز ہی کو یہ کام کرنے دو"

مسٹر ہیٹ فیلڈ سخت پریشانی کی حالت میں کرسی پر پیچھے کی طرف جھک کر بیٹھ گیا اور کلیرنس اُس کام کی سرانجام دہی کے لئے جو اُس کے سپرد کیا گیا تھا۔ روانہ ہوا۔

مگر وہ پاؤ گھنٹہ میں واپس آگیا۔ کچھ تو اس جلد واپسی اور کچھ اُس کی بے چینی کو دیکھ کر ارل اور مسٹر ہیٹ فیلڈ کے دل میں پھر اضطراب پیدا ہوگیا۔

ولیرز تھک کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور ہانپتے ہوئے کہنے لگا "وہ تینوں میرے جانے سے پہلے فرار ہوگئے"

"فرار ہوگئے!" بدنصیب باپ نے کلیرنس کو پُروحشت نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا

"جی ہاں فرار ہوگئے"۔ ولیرز نے دوبارہ کہا "مجھے معلوم ہوا ہے کہ کسی فوری تجویز کے سلسلہ میں میرے سفک اسٹریٹ میں پہنچنے سے دس ہی منٹ پہلے میری خالہ اُس کی بیٹی اور مسٹر چارلس یہ تینوں ایک تیز رفتار کرایہ کی گاڑی میں بیٹھ کر کسی طرف کو رخصت ہوگئے ہمسایہ میں رہنے والوں کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ اُن کی روانگی کا کسی کو مطلق گمان نہ تھا مگر وہ گاڑی کہاں سے کرایہ پر لی گئی تھی؟ اور وہ کس راستہ سے گئی۔" مسٹر ہیٹ فیلڈ

نے غیر معمولی تیزی اور استقلال کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ مفروروں کے تعاقب کے لئے ہر قسم کی کارروائی عمل میں لانے کو تیار ہے۔

کلیرنس ولیرز نے جوابدیا" میں نے اس کے متعلق دریافت کرنے کی بہت کوشش کی۔ مگر کچھ پتہ نہ چل سکا۔ میری خالہ خود کرایہ کی گاڑی لانے گئی تھی۔ اور اُس نے ایسا انتظام کیا۔ کہ کسی کو گاڑیبان سے گفتگو کا موقعہ نہ مل سکا۔ چلتے وقت وہ کرایہ اور باقی رقوم بھی ادا کر گئی جس سے مالکہ مکان کو اس کے خلاف کوئی وجہ شکایت نہیں"

ارل نے جلدی سے اپنے بھائی کیطرف متوجہ ہوکر پوچھا" بتاؤ اب کیا کرنا چاہیے؟"

مسٹر ہیٹ فیلڈ نے جوابدیا" اب اس کے سوا اور کیا کیا جا سکتا ہے۔ کہ ان کا تعاقب کریں۔۔ تم اپنے نوکر کو حکم دو۔ کہ میرے لئے بہترین گھوڑا تیار کرے میں ابھی اُن کے پیچھے جاتا ہوں۔ سو فیصدی اُمید ہے۔ کہ میں اُن کا پتہ چلا لوں گا۔ بہتر ہوگا۔ کہ مسٹر ولیرز بھی ایک گھوڑا لیکر شمال کیطرف چلے جائیں"۔

"اور میں ایک تیسرا گھوڑا لے کر مغرب کی طرف جاتا ہوں" ارل نے کہا۔

"بہت اچھا۔ میرا اپنا ارادہ ڈوور کی سڑک پر جانے کا ہے" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا۔ اور پھر جس وقت ولیرز گھوڑوں کی تیاری کا حکم دینے کے لئے کمرہ سے باہر گیا۔ تو وہ ارل سے کہنے لگا" چونکہ میں اُمید کرتا ہوں۔ مجھے اپنے سرکش بھتیجے کی تلاش اور اُسے واپس لانے میں کامیابی ہو جائے گی۔ اور چونکہ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ اس کے اظہار پشیمانی پر تم اُس کا قصور معاف کردو۔ اور ہماری دلی آرزوئیں پوری ہوں۔ اس لئے میری خواہش یہ ہے۔ کہ سر وست فرانسس سے کسی ایسی بات کا ذکر نہ کیا جائے۔ جو چارلس کی ذات پر حرف لانیوالی ہو"

ارل نے اظہار پسندیدگی کے طور پر اپنے بھائی کا ہاتھ بڑی گرمجوشی سے دبایا۔ اور کہنے لگا" ہاں میں تمہارا مطلب سمجھ گیا۔ میں اپنی بیوی سے اس معاملہ کا ذکر بڑی احتیاط کے ساتھ کروں گا۔ تم نے اپنی طرف سے۔۔"

"آہ! میرے لئے بہر حال ضروری ہے۔ کہ ساری کیفیت جارجیانہ پر ظاہر کردوں" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا" اُسے اگر بے خبری کی حالت میں رکھا گیا۔ تو وہ اور زیادہ پریشان ہوگی اب میں سیدھا اُس کے پاس جاکر یہ ساری رنجدہ کیفیت مختصر لفظوں میں بیان کرتا ہوں

اور پھر اُس ناشکرے بیٹے کی تلاش میں روانہ ہوتا ہوں“۔

اس کے پاؤ گھنٹہ بعد ارل آف الینگھم۔ مسٹر ہیسٹ فیلڈ اور کلیرنس ولیرز تینوں سفری لباس پہنے تیار ہوکر امیر موصوف کے اصطبل کیطرف جو قریب ہی واقع تھا۔ روانہ ہوئے۔ اور وہاں سے ہر ایک باد رفتار گھوڑے پر سوار ہوکر مختلف سمت میں ہولیا

باب ۱۴۱ فرار

مگر آیئے ہم تھوڑی دیر کے لئے چارلس ہیسٹ فیلڈ کی طرف رخ کریں۔

جیساکہ اوپر بیان کیا گیا۔ اپنے باپ سے جھگڑ کر وہ گھر سے نکلتا ہی تیزی سے قدم اُٹھاتا سفک سٹریٹ والے مکان میں پہنچا۔ اور اُس کمرہ میں داخل ہوکر جس میں مسز فنٹز ہارڈنگ اور پرڈیٹا دونوں بیٹھی صبح کا کھانا کھا رہی تھیں۔ کہنے لگا ”لو آج میں نے اپنے والدین سے قطع تعلق کرلیا۔ اب میں ہر طرح اپنی ذات کا مختار ہوں“۔

”صرف اپنی ذات ہی کا نہیں۔ پیارے چارلس۔ “ پرڈیٹا نے اُس کی طرف پیار اور ملامت کی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا۔ جس سے اُس وارفتہ جوان کی نظروں میں اُس کی محبت دہ چند ہوگئی۔

اُس نے بڑی گرمجوشی کے ساتھ اُس حسینہ کو اپنی چھاتی سے لگایا اور کہنے لگا ”میری جان تم تو میری ہی ذات میں پیوست ہوچکی ہو۔ میں تمہیں اپنے سے جدا تھوڑی سمجھتا ہوں“

اتنے میں مسز فنٹز ہارڈنگ نے پوچھا ”کیا بات ہے۔ آج یور لارڈشپ کا مزاج اتنا برہم نظر آتا ہے؟“

چارلس جو پرڈیٹا کی محبت میں سرشار ہوکر بڑھیا کی موجودگی کو بالکل ہی بھول گیا تھا کہنے لگا ”آج میرا والد سے جھگڑا ہوگیا میڈم وہ میری جاسوسی کرتا رہا ہے۔ کل رات وہ میرے پیچھے اس مکان تک آیا۔ اور اب اُسے معلوم ہے۔ کہ میں یہاں آتا ہوں میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ وہ ہمارے درمیان تفرقہ پیدا کرنے کی پوری کوشش کریگا“

پرڈیٹا بولی ”اس صورت میں ہمیں فوراً ہی یہاں سے رخصت ہوجانا چاہیے ہمارے پاس سفر کے لئے کافی خرچ موجود ہے۔ چارلس کل رات میں تمہارا رقعہ دیکھ کر ایسا ہوگا“

سے ایک ہزار پونڈ لے آئی تھی۔ وہ رقم ہمارے خرچ کے لئے کافی ہے"۔

وارفتہ نوجوان کہنے لگا۔" اس سے معلوم ہوتا ہے۔ قسمت ہم پر مہربان ہے ہمیں لازم ہے۔ کہ ذرا بھی دیر کئے بغیر یہاں سے رخصت ہو جائیں۔ اور کسی تنہا مقام پر سکونت اختیار کریں۔ جہاں مداخلت کا اندیشہ نہ ہو۔ اور پھر ہم اطمینان کے ساتھ اس بات کا فیصلہ کر سکیں کہ ہمارا طرز عمل کیا ہونا چاہیئے"۔

"میں ابھی جا کر ایک کرایہ کی گاڑی لاتی ہوں"۔ مسز فٹنر ہارڈنگ نے کہا۔" یہ کام میرے ہی کرنے لائق ہے۔ تاکہ بعد میں کسی کو معلوم نہ ہو۔ ہم کس راستہ سے گئے"۔

"میڈم میں اس کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں"۔ چارلس نے کہا۔ اور جب عیا کمرہ کر رخصت ہو گئی۔ تو وہ پرڈیٹا کو بازوؤں میں لے کر اس سے پیار کرتے ہوئے کہنے لگا۔" میرے والدین جبراً میری شادی لیڈی فرانسس ایلنگھم سے کر دینا چاہتے تھے۔ ان کا مقصد مجھے تم سے جدا کرنیکا ہے۔ ۔"

"اوہ! چارلس" پرڈیٹا نے مکر سے آنسو بہاتے ہوئے کہا۔" اگر میری قسمت میں تم سے جدا ہونا لکھا ہے۔ تو میں اس مصیبت سے جانبر نہ ہو سکوں گی۔ کیونکہ میری ہستی تمہیں سے وابستہ ہے۔ میرے دل کے مالک تمہیں ہو۔ اگر خدانخواستہ تم روئے زمین کے ذلیل ترین گدا گر بھی ہوتے۔ تو تم سے میری محبت میں ذرا فرق نہ آتا۔ ۔"

"میں قربان پرڈیٹا"۔ نوجوان نے راحرہ کے ان ریا آمیز لفظوں سے فریفتہ ہو کر اُسے چھاتی سے لگاتے اور اُس کی پیشانی رخساروں اور لبوں پر پے درپے بوسے دیتے ہوئے کہا "یہ غیر ممکن ہے۔ کہ تمہارا چاہنے والا کبھی تم سے بے وفا ہو۔ اے کاش تم سے میرا تعلق ناقابل شکست ہوتا۔ ۔ ۔ اے کاش ہماری شادی رسمی طریق پر گرجا میں ہو جاتی۔ پھر دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی ہمیں ایک دوسرے سے جدا نہ کر سکتی"۔

پرڈیٹا کا دل خوشی سے بلیوں اچھلنے لگا۔ کیونکہ حسن اتفاق سے نوجوان نے وہی ذکر چھیڑ دیا۔ جس کی اسے خواہش تھی۔ اور وہ کہنے لگی۔" کیا تم یہ چاہتے ہو۔ کہ میں اُن عجیب و غریب خیالات کو جو میں شادی کے مسئلہ کی نسبت رکھتی ہوں ترک کر دوں؟ چارلس اگر یہی تمہاری مرضی ہے۔ تو مجھے ذرا عذر نہیں۔ کیونکہ میری خواہش ہر معاملہ میں تمہاری خواہش کے تابع ہو کر رہنے کی ہے"۔

"جان سے پیاری پرڈیٹا" چارلس نے غیر معمولی طور پر خوش ہو کر قطع کلام کرتے ہوئے کہا "اب مجھے کامل یقین ہو گیا۔ کہ تمہیں مجھ سے دلی محبت ہے" اور پھر اس خیال سے اور بھی زیادہ خوش ہو کر۔ کہ اب اس شادی کی بدولت مجھے اوروں کے سامنے اس کشتی کے لئے شرمسار نہ ہونا پڑے گا۔ اس نے کہا "بے شک پرڈیٹا میں تم سے اسی رعایت کا خواستگار ہوں۔ اور اگر تم نے اس بارہ میں میری خواہشات پر عمل کرنا منظور کیا۔ تو میں اسے تمہاری محبت کا ایک فیصلہ کن اور زبردست ثبوت سمجھوں گا۔ اس کے علاوہ جان سے پیاری پرڈیٹا شادی ہونے کی صورت میں مجھے اس بات کا موقعہ مل سکیگا۔ کہ اس تاج امارت کو جو میرے حصہ میں آنیوالا ہے۔ تمہاری خوشنما پیشانی پر رکھ سکوں۔ کبھی کسی مرد کو شادی کی تقریب پر اتنی خوشی حاصل نہ ہوئی ہو گی۔ جیسی مجھے اس وقت حاصل ہو گی۔ جب میں تمہیں جو حسینان جہاں میں فرد ہو۔ شادی کے لئے گرجا کی طرف لے جاؤں گا۔ اور وہاں اپنے دوستوں کے سامنے جو میرے اصلی لقب حاصل کرنے کے بعد شادی کے وقت جمع ہونگے۔ جس وقت میں تمہیں وائیکونٹس ارشن کی حیثیت میں پیش کروں گا۔ تو مجھے کتنی بھاری خوشی حاصل ہو گی۔ بے شک اس صورت میں مجھے تم پر جو میرے فرشتہ قسمت ہو۔ ناقابل بیان فخر ہو گا۔ اس لئے میں پھر التجا کرتا ہوں۔ کہ تم اس بات کا وعدہ کرو۔ کہ تم مجھے اس غیر معمولی راحت کے حصول کا موقعہ دو گی۔ تم اپنی زبان سے کہدو۔ کہ چارلس تمہاری خاطر میں رسم شادی سے گذرنا منظور کرتی ہوں۔ اور مجھے پراٹسٹنٹ طریق شادی اور اس کے متعلقہ مراسم کی ادائیگی میں بالکل اعتراض نہیں"۔

ساحرہ نے اپنے دونو بازو چارلس کی گردن میں حمائل کر کے اُسے بصد اشتیاق اپنے سینہ سے لگاتے ہوئے نہایت دلفریب لہجہ میں کہا "میرے پیارے۔ میرے دل کے مالک چارلس میں تمہارا حکم ایک منٹ کے لئے بھی نظر انداز نہیں کر سکتی۔ بے شک تمہاری خاطر میں رسم شادی سے گذرنا منظور کرتی ہوں۔ اور مجھے پراٹسٹنٹ طریق شادی اور اُس کے متعلقہ مراسم کی ادائگی میں بالکل اعتراض نہیں"۔

"بس اب میرے برابر دنیا میں کوئی خوش انسان نہیں" چارلس ہیٹ فیلڈ نے جس کے الفاظ اور اطوار سے بھی اسی خیال کی تصدیق ہوتی تھی۔ بڑی گرمجوشی سے کہا "پرڈیٹا ہم سیدھے پیرس کو چلینگے۔ جہاں ہماری شادی با تاخیر برطانوی سفیر کے زیر نگرانی ہو گی

وہیں سے میں اپنے والد کے نام ایک خط اس مطلب کا لکھوں گا۔ کہ آپ اس اعلیٰ لقب کو جس پر عرصہ دراز سے آپ کے چھوٹے بھائی نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ خود اختیار کریں۔ پیرس میں جو تمام دلچسپیوں کا مرکز ہے۔ ہر ایک آنکھ تمہیں رشک و حسد کی نگاہ سے دیکھے گی۔"

"اوہ! ہمیں ضرور اُس خوشنما شہر کو چلنا چاہیئے۔ جس کی میں نے بے حد تعریف سنی ہے۔" نوجوان حسینہ نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی آئندہ آنیوالی راحتوں کے تصور نے اُس کی آنکھوں میں غیر معمولی چمک پیدا کر دی۔" لیکن چونکہ والد تھوڑی دیر میں گاڑی لے کر آ جاتی ہیں۔ اس لئے چارلس مجھے تھوڑی سی مہلت دو۔ کہ میں اس فوری سفر کے لئے ضروری تیاری کر لوں۔"

یہ کہتے ہوئے پرڈیٹا اپنی جگہ سے اُٹھی۔ اور تیز قدم اٹھاتی ہوئی کمرہ سے باہر جا رہی تھی۔ کہ دروازے میں رُک گئی۔ اور پُر محبت طریق پر چارلس کی طرف ہاتھ بڑھا کر اُسے بوسہ دیا۔ بات بالکل معمولی تھی۔ مگر اس نے اُس دل زدہ جوان کی روح میں تیز تر جذبات شوق پیدا کر دئے۔ دروازہ سے گذرتے وقت جب ایک لمحہ کے لئے اُس حسینہ نے پیچھے مڑ کر چارلس کی طرف دیکھا۔ جب اسے اُس کے دلفریب خط و خال اور اُس کی غیر معمولی حسین صورت ۔ صبح کی اُس ہلکی روشنی میں جو پردوں سے چھن کر کمرہ میں داخل ہوتی۔ اور اُس کی صورت میں اور زیادہ دلفریبی۔ اُس کی خوشنما آنکھوں میں اور زیادہ چمک اُس کے عقیقی لبوں میں مزید تازگی اور اُس کے ریشم کے اچھے ملائم بالوں میں مزید ملائمت پیدا کرتی تھی۔ نظر آئی۔ تو وہ اُس پر اور بھی زیادہ فریفتہ ہو گیا۔

دفعتاً وہ اُس کی نظروں سے پوشیدہ ہو گئی۔ چارلس جو اُسے مڑتے دیکھکر اپنی جگہ سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا کھڑکی کیطرف بڑھا۔ بازار میں خاموشی تھی۔ البتہ کاکسپر سٹریٹ میں گاڑیوں کے تیز چلنے کی آواز کانوں تک پہنچ رہی تھی۔ اسے سنکر وہ سوچتا تھا۔ کہ ابھی سفری گاڑی آنے میں کتنی دیر باقی ہے۔

کھڑکی کے قریب کھڑے ہوئے اب اُس کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ میں جو فعل کرنے لگا ہوں۔ وہ کس حد تک مناسب ہے۔ جب اُسے ہمیشہ کے لئے اپنے گھر بار والدین اور احباب سے جدا ہونے کا خیال آیا۔ تو طبیعت بے اختیار افسردہ ہو گئی اور جب

زیادہ رنج اُسے اپنی ماں سے جدا ہونے کا تھا۔ اُس کی پریشانی کو سوچ کر وہ بہت مضطرب ہونے لگا۔ لیکن اگرچہ کوئی خفیہ آواز اُسے وقت پر متنبہ کر رہی تھی۔ تاہم اُس نے اس کی طرف بالکل توجہ نہ دی۔ بلکہ اُن لوگوں کی طرح جو کوئی ایسا فعل کرتے وقت جسے وہ حقیقت میں بڑا اور نا عاقبت اندیشانہ سمجھتے ہوں۔ اپنے ضمیر کی ملامت کو دبانے کے لئے اُسے اپنے نزدیک مستحسن قرار دینے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ اُس نے بھی ذہنی ریاکاری سے کام لیتے ہوئے مختلف دلیلوں سے اپنے طرز عمل کو اپنی نگاہوں میں جائز اور درست قرار دینے کی کوشش کی۔ اُس نے سوچا کہ میرے والدین آجتک مجھسے خلاف فطرت سلوک کرتے رہے ہیں۔ اُس کے بعد بجائے اس کے کہ سابقہ بدسلوکی کی تلافی کی جاتی۔ میرے والد نے اُلٹا زجر و توبیخ سے کام لیا ہے مجھے بلاوجہ دھمکایا۔ اور ملامت کی رسیاں تک کھا سکتا ہے بھی دریغ نہیں کیا۔ پھر اُس نے اُس وقت کا تصور باندھا جب شادی کے بعد پرڈیٹا اُس کے قبضہ میں آجائے گی۔ اُس نے سوچا عنقریب اُس کے ساتھ میرا رشتہ ناقابل شکست ہو جائے گا۔ اور میں دنیا کے روبرو اُسے فخر کے ساتھ اپنی بیاہتا بیوی کی حیثیت میں پیش کر سکوں گا۔ اسی سلسلہ میں اُسے اپنی آئندہ عظمت اور سطوت کے خواب نظر آئے۔ وزراء اور بیرسٹر بوڑھی مسز فنز ہارڈنگ نے اُسے "مائی لارڈ" اور "یور لارڈشپ" کے پرشاندار لفظوں سے مخاطب کیا تھا۔ ان لفظوں کی آواز اب تک اُس کے کانوں میں دلفریب نغمۂ موسیقی کی طرح گونج رہی تھی۔ وزراء بیرسٹر اُس کی طبیعت میں جو افسردگی پیدا ہوئی تھی۔ اب اُسے ان دلفریب تصورات نے بالکل ہی باطل کر دیا۔ اور وہ دل سے کہنے لگا کہ عشق، شہرت اور عظمت یہی تین باتیں ہیں جن کی دنیا میں ہر شخص کو سب سے زیادہ چاہ ہوتی ہے۔ اور میری یہ تینوں خواہشیں عنقریب پورا ہوا چاہتی ہیں۔ والدین کی پابندی میرے لئے ایک بوجھ تھی۔ اب عنقریب یہ بوجھ سر سے اُٹھ جائیگا۔ میں پیرس جا کر اپنی خوبصورت دلہن سمیت ایک وائیکونٹ کی حیثیت میں منتخب سوسائٹی میں اُن تمام اسباب عیش و راحت کو جمع کر کے جنہیں زر حاصل کر سکتا ہے مزے کی زندگی بسر کروں گا۔ وہ وقت کتنا دلفریب ہوگا جب میں اپنی حسین پرڈیٹا کو ساتھ لئے جس کی طرف ہر شخص کی نگاہیں اُٹھ رہی ہونگی ٹولیریز کے پر کیف باغات میں گشت لگایا کروں گا۔۔۔۔"

اُس کے جوش میں آئے ہوئے دماغ میں یہ سارے تصورات تیز رو جلوس کی طرح تیزی سے گذرتے رہے۔ اور ان کی بدولت اُس کی ذہنی حالت اس قسم کی ہو گئی۔ کہ اب نہ والدین کے جدا ہونے اور نہ وطن چھٹنے کا افسوس باقی رہا۔ آخر جب وقت پر روڈیا سفری لباس پہنکر دوبارہ اس کمرہ میں واپس آئی۔ تو یہ تیزی سے بڑھ کر اُس کے قریب پہنچا۔ اسکا نے دونو بازو اُس کی بال کی طرح پتلی کمر کے گرد ڈال دئے۔ اور بڑے شوق کے ساتھ اُسے اپنی چھاتی سے لگایا۔

یہ پہلا موقعہ تہا۔ کہ چارلس نے اُسے گھر سے باہر نکلنے کے لباس میں دیکھا۔ اور اس لباس میں وہ اسے اُس پوشاک کی نسبت جو وہ گھر میں پہناکرتی تھی۔ سینکڑوں درجہ زیادہ خوبصورت اور دلفریب نظر آئی۔ اُس کی خوش نما ٹوپی جس میں مصنوعی پھول لگے ہوئے تھے۔ اُس کے چہرہ کی خوبیوں کو دوبالا کرنے والی تھی۔ گرائی شال کے لہراتے ہوئے حصے اُس کے اعضا کی موزونیت کو اور زیادہ خوش اسلوبی سے ظاہر کرتے تھے۔ اور بھوسلی رنگت کے چرمی دستانوں میں جو خوب کھینچ کر ہاتھوں پر چڑہے تھے۔ اُس کی مخروطی انگلیاں اور زیادہ پتلی نظر آتی تھیں

چارلس ہیٹ فیلڈ نے اُسے سچی تعریف کی نظر سے دیکھتے ہوئے دلی جوش کے ساتھ کہا۔ "روڈیا تیرا حسن فوق الفطرت ہے۔ عورت کو قدرت نے کبھی اتنا خوبصورت پیدا نہیں کیا۔ جتنی تو ہے"۔

"اور چارلس۔ ۔ میرے پیارے چارلس تم میرے آقا کچھ کم خوبصورت ہو"۔ روڈیا نے اس کی طرف شوخی سے دیکھ کر کہا۔ "تم نے کہا تہا۔ کہ میں تمہیں اپنے دوستوں کی مجلس میں بڑے فخر کے ساتھ پیش کروں گا۔ میں اس بات کو محسوس کرتی ہوں۔ کہ خود مجھے تمہاری معرفت ان دوستوں سے ملکر کتنی خوشی حاصل ہو گی۔ جب سے میں نے تم سے شادی کا وعدہ کیا ہے۔ میری ذہنی حالت بالکل ہی بدل چکی ہے۔ اور اب میں التجا کرتی ہوں۔ کہ تم اس بات کو بھول جاؤ۔ کہ میں نے کبھی تم سے شادی کرنے سے انکار کیا"۔

اس کے جواب میں اُس جوان نے اُس کے گلابی ہونٹوں پر ایک پرجوش بوسہ دیا۔ جس سے اُس حسینہ کی آنکھوں میں محبت اور دلی راحت کے باعث سرور سا پیدا ہو گیا۔ اتنے میں اُس کی ماں یہ اطلاع لے کر واپس آئی۔ کہ گاڑی پاؤ گھنٹہ میں دروازہ پر آ جائیگی۔

اور یہ کہکر خود اسباب باندھنے دوسرے کمرہ میں چلی گئی۔ پرڈیٹا نے جواب روپیہ کی مالک تھی۔ مالک مکان کا حساب چکانے کے لئے ضروری رقوم ماں کے حوالہ کیں۔ اور جبکہ وہ حساب بیباق کرنے گئی ہوئی تھی۔ اس نے باقی ماندہ طلائی سکے اور نوٹ چارلس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "میں واقعات کی محویت میں اب تک تمہیں یہ روپیہ نہیں دے سکی۔ بہرحال یہ تمہاری امانت تھی۔ جو اب تمہارے سپرد کرتی ہوں"۔

اُس نے روپیہ جیب میں ڈال لیا۔ اور کہنے لگا۔ "میری جان یہ تم کیا کہتی ہو۔ کیا تم میرے تمام متاع کی ساری حصہ دار نہیں ہو"۔

اتنے میں کرایہ کی گاڑی دروازہ پر آگئی۔ اور اُس پر ٹرنک اور بستر رکھوائے جانے لگے۔ مسز فنشر ہارڈنگ اس کام کی نگرانی بظاہر اس انداز سے کرتی رہی۔ کہ کوئی جانے وہ ہر کام کو اپنے سامنے کرانے کی عادی ہے۔ اگرچہ حقیقت میں اُس کا مدعا یہ تھا۔ کہ گھر کے اور آدمی یا ہمسائے گاڑیبان سے غیر ضروری سوالات نہ پوچھیں۔ کیونکہ وہ جانتی تھی ایسے موقعوں پر مختلف قسم کے استفسار کرنا اکثر لوگوں کی عادت میں داخل ہے۔ اور گاڑیبان بھی ساری باتیں بیان کر دینے میں ذرا تامل نہیں کرتے۔

آخر جب سارا اسباب لد چکا۔ تو چارلس نے پرڈیٹا کو سہارا دیکر گاڑی میں سوار کیا۔ اور پھر اُس کی عمر رسیدہ ماں کو بھی بٹھایا۔ سب سے آخر میں وہ خود سوار ہوا۔ گاڑی کے اندر سامنے والی نشست پر مسز فنشر ہارڈنگ گھوڑوں کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھ گئی کیونکہ پرڈیٹا نے اُسے وہیں بیٹھنے کا تحکمانہ اشارہ کیا تھا۔ پچھلی نشست پر چارلس اور وہ حسینہ دونو پہلو بہ پہلو بیٹھے۔

گاڑی تیزی سے چلتی ہوئی سفک سٹریٹ سے گذر کر وائٹ ہال سے ہوتی ہوئی ویسٹ منسٹر پل کیطرف روانہ ہوئی۔ جب تک بازاروں کے پختہ فرش پر چلنے سے کھڑ کھڑ ہوتی رہی۔ گاڑی کے اندر بہت کم گفتگو ہو سکی۔ اگرچہ چارلس اور پرڈیٹا نگاہوں اور ہاتھوں کے دباؤ سے اظہار محبت کرتے رہے۔ آخر جب گاڑی صدر مقام کے پرہجوم بازاروں سے گذر کر ڈوور کی سڑک پر چلنے لگی۔ تو گفتگو کا سلسلہ زیادہ آزادی سے شروع ہو گیا۔

چونکہ موسم گرم تھا۔ اس لئے گاڑی کی چھت کھول دی گئی۔ گاڑی کی تیزی

رفتار کے باعث ہوا لگتے رہنے سے گرمی کی حدت زیادہ محسوس ہوتی تھی۔ مگر اس کے باوجود پرڈیٹا نے اپنی چھتری کھول لی۔ اور چونکہ یہ دونو پاس پاس بیٹھے تھے۔ اس لئے وہ چھتری ایک طرح پر اس خوبصورت جوڑے کے لئے جسے بظاہر قدرت نے ایک دوسرے کے لئے ہی بنایا تھا۔۔ کیونکہ دونو بہت ہی خوبصورت تھے۔ ایک ریشمی شامیانہ کا کام دیتی تھی۔

تھوڑی دیر تک تینوں میں عام معاملات پر گفتگو ہوتی رہی۔ مگر رفتہ رفتہ مسز فنسٹر ہارڈنگ کو دائرہ کلام سے خارج کر دیا گیا۔ اگرچہ یہ عمل رنجیدہ طریق پر نہیں ہوا۔ مگر اس لئے کہ اب خوبصورت جوڑے میں زیادہ لطیف معاملات پر بات چیت ہونے لگی تھی بڑھیا کا اس گفتگو میں حصہ لینا چونکہ ایک قسم کی رکاوٹ تھا۔ اس لئے تھوڑی دیر کیلئے اس کا بالکل ہی خاتمہ کر دیا گیا۔ مگر اس کے باوجود چارلس اور پرڈیٹا ایک دوسرے کو پر محبت نگاہ سے دیکھتے اور آپس میں ہاتھ دباتے رہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ پرڈیٹا کو اس جوان سے دلی محبت تھی۔ اگرچہ اس محبت میں جذبات نفسانی کو بڑی حد تک دخل تھا۔ جو کچھ بھی ہو۔ اسے اس سے محبت ضرور تھی۔ اور اس طرح پر ایک حد تک وہ جو چارلس کو اپنے دام حسن میں پھنسانا چاہتی تھی۔ خود اس کے دام عشق میں مبتلا ہو گئی۔

اس پر کیف اور راحت بخش حالت میں جبکہ خاموشی اپنے اندر وہ معنی رکھتی ہے جنہیں الفاظ ظاہر نہیں کر سکتے۔ پرڈیٹا اپنی رسیلی آواز سے کہنے لگی " چارلس اس قسم کا سفر کتنا فرحت بخش ہوتا ہے۔ جی چاہتا ہے۔ تم اس وقت کوئی نظم یا قصہ سناؤ کیونکہ تمہاری آواز میرے لئے ایک ناقابل بیان دلفریبی رکھتی ہے۔ مگر جو کچھ بھی سناؤ اس کا مضمون عشق ہو"!

چارلس نے جواب دیا " میری دلنواز حسینہ میں تمہیں خوش کرنے کی کوشش کروں گا۔ مجھے ایک عشقیہ کہانی یاد آگئی ہے۔ جو میں نے اس زمانہ میں جب مجھ پر تصنیف کی دھن سوار تھی لکھی تھی"!

"اوہ! اس کہانی کو تمہاری زبانی سننا بہت ہی دلخوش کن ہوگا" پرڈیٹا نے کہا " اس لئے جلدی کہو میں اسے سننے کو بیتاب ہوئی جاتی ہوں"۔

چارلس ہیٹ فیلڈ کہنے لگا۔ "مجھے اندیشہ ہے۔ کہیں وہ بے لطف ثابت نہ ہو۔ لیکن جیسی بھی ہے۔ مجھے اُس کے بیان کرنے میں عذر نہیں۔"

مسز فٹنز ہارڈنگ بھی کہنے لگی "میں خود اس کہانی کو شوق سے سنوں گی۔" اور چونکہ گاڑی اس وقت کھلی سڑک پر چل رہی تھی۔ جہاں موسم گرما کے اثر سے کافی گرد و غبار جما ہوا تھا۔ اس لئے اس کے چلنے سے کھڑکھڑاہٹ کم پیدا ہوتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ چارلس کو اپنی تصنیف کردہ کہانی بیان کرنے میں زیادہ بلند آواز سے کام لینے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔

باب ۱۴۲ سوزن عشق ایک کہانی (ابتدائی حصہ)

نومبر ۱۸۳۴ء کی ایک تاریک اور طوفانی رات کو نو یا دس بجے کا عمل تھا۔ کہ ایک جوان عورت جس نے سادہ مگر صاف ستھرا لباس پہنا ہوا تھا۔ اکسفورڈ سٹریٹ سے گذر رہی تھی۔ بارش سے محفوظ رہنے کے لئے اس نے ایک کھلا لبادہ پہن رکھا تھا۔ جس کے نیچے اس کی بغل میں ایک پارسل تھا جسے وہ بڑی احتیاط کے ساتھ نمی سے محفوظ رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ راستہ چلتے وقت عمداً پانی سے بھرے ہوئے اُن گڑھوں سے دور رہ کر چلتی تھی جو بازاروں میں جابجا اور مختلف چوکوں میں خصوصیت سے موجود تھے۔ رات نہایت سرد اور مرطوب تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ آسمان پر کسی وسیع سمندر کی تہ میں سوراخ ہو گیا کیونکہ بارش موسلادھار ہو رہی تھی۔ ہر طرف راستہ چلتے لوگوں کے ہاتھوں میں چھتریاں ہی چھتریاں نظر آتی تھیں۔ گویا ان چھتریوں نے بازار پر ایک چھت کی صورت اختیار کر لی تھی۔ ان پر بارش کے بڑے بڑے قطرات اس طرح کھڑکھڑاتے ہوئے گر رہے تھے جیسے اولے برس رہے ہوں جس عورت کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ اُس کے پاس چھتری تو موجود تھی لیکن چونکہ اُس کا بایاں ہاتھ پارسل کے گرد لپٹا ہوا تھا۔ جسے وہ بڑی احتیاط کے ساتھ سنبھال کر چل رہی تھی۔ اس لئے ایک ہاتھ میں چھتری لے کر چلنا اور کیچڑ سے محفوظ رہنے کی کوشش کرنا نہایت دشوار ثابت ہو رہا تھا۔ خصوصاً اس لئے کہ لندن کے بازاروں میں اول تو عام حالات میں بھی راہرو ایک دوسرے سے ہمدردی کا اظہار نہیں کرتے۔ پھر ایسی

رات کو جیسی کہ میں بیان کر رہا ہوں۔ اُن کا باہمی سلوک اور بھی زیادہ افسوسناک صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جو لوگ زیادہ قوی ہوں۔ وہ اوروں کو ادھر اُدھر دھکیلتے اور ان کی چھتریاں گراتے ہوئے چلتے ہیں۔ میری بیان کردہ جوان عورت بڑی حلیم الطبع خلیق اور شریف تھی۔ اُس کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی۔ کہ ہجوم سے بچ بچا کر اپنا راستہ بحفاظت طے کر سکوں۔ کیونکہ خدا جانتا ہے۔ وہ اتنی نیک نہاد تھی۔ کہ کسی کو رنج پہنچانا یا تکلیف دینا اس کے خیال میں بھی نہیں آسکتا تھا۔ لیکن کئی بار گستاخ اور بد طینت لوگوں نے اُسے راستہ چلتے ہوئے ادھر اُدھر دھکیلا۔ جب وہ کسی کنگڑے سے گذرنے لگتی۔ تو بار ہا ایسا ہوتا۔ کہ سامنے سے آنیوالا کوئی شخص اُسے دھکیل کر کیچڑ کی طرف ہٹا دیتا تھا۔ بازار کے وسط میں چلنا اس لئے غیر ممکن تھا۔ کہ وہاں چھتری برداروں کی دو مسلسل قطاریں آ اور جا رہی تھیں۔ جن میں سے ہو کر گذرنا ایسی کمزور ہستی کے لئے صریحاً غیر ممکن تھا۔ ان حالات میں وہ عورت بار بار اس بات پر افسوس کرتی۔ کہ مجھے ضروریات سے مجبور ہو کر ایک ایسی ناخوشگوار طوفانی رات کو لندن کے بازاروں میں نکلنا پڑا۔ چلتے چلتے وہ اس آہنی پھاٹک کے قریب پہنچی۔ جس سے گذر کر ہینوور سکوئر میں داخل ہونے کا راستہ ہے۔ اور اب وہ دل میں خوش ہو رہی تھی کہ میں ہجوم سے بچ کر نکل آئی ہوں۔ اور جس قیمتی پارسل کی مجھے سب سے زیادہ فکر تھی۔ وہ محفوظ رہا ہے۔ اس کے لئے اب مجھے کسی قسم کا اندیشہ نہ کرنا چاہئے۔ مگر اس نے چوک میں قدم رکھا ہی تہا۔ اور ابھی یہ خیالات اُس کے دل ہی میں تھے۔ کہ اسے ایک گنوار صورت اکھڑ شخص کا جو تیزی سے قدم اُٹھاتا سامنے کی طرف سے آ رہا تھا۔ اس زور کا دھکا لگا۔ کہ وہ پارسل جس کی حفاظت کے لئے اُس نے ہزار جتن کئے تھے۔ بغل سے نکل کر فرش زمین پر گر پڑا۔ یہ دیکھ کر اس وحشی شخص نے زور کا قہقہہ لگایا۔ گویا جو کچھ اُس کی نالائقی سے ہوا وہ بڑے مزے کا تماشہ تھا۔ اور ہنستا ہوا اپنی راہ پر چلتا گیا۔ مگر اُس جوان عورت کی کچھ نہ پوچھئے۔ پارسل کے گر جانے سے اُس کے دل کو اتنا بھاری صدمہ پہنچا۔ کہ بے اختیار آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ دھکا لگنے سے جو اُسے بہت سخت بدنی تکلیف ہوئی تھی۔ مگر پارسل کی فکر میں درد و تکلیف سب کچھ فراموش ہو گیا۔ جلدی سے پارسل کو مرطوب فرش سے اُٹھا کر وہ قریب ترین لمپ کے پاس گئی۔ اور وہاں جب گیس کی روشنی میں اُسے غور سے دیکھا۔ تو اُس کے بدترین اندیشے راست ثابت ہوئے۔ کیونکہ پارسل جس میں ایک

نہایت قیمتی ریشمی لباس بھورے کاغذ کے اندر لپٹا ہوا تھا۔ اُس طرف سے جدھر وہ فرش پر گرا۔ کیچڑ میں لت پت اور تر ہو چکا تھا۔

"خداوندا کیا آج رات مجھے پھر کھانا نصیب نہ ہوگا" بدنصیب جوان عورت نے کسی قدر بلند آواز سے کہا۔ کیونکہ اپنی پریشانی میں اب وہ اس بات کو بھول گئی تھی۔ کہ کوئی میری بات سُن یا میری پریشانی دیکھ نہ لے۔ ایک طویل القامت شکیل، جوان نے جو دیکھنے میں شریف نظر آتا تھا۔ اور جس نے بارش سے محفوظ رہنے کیلئے ایک کھلا لبادہ پہن رکھا تھا۔ یہ آواز سنی۔ اور اُس کی پریشان صورت بھی دیکھی۔ جس وقت پارسل گرنے کا حادثہ ہوا۔ وہ پاس ہی ایک مکان سے باہر نکلا تھا۔ اس لئے اگرچہ اُس نے اس گنوار شخص کی بدسلوکی دیکھی جس کی حماقت سے پارسل زمین پر گر گیا تھا۔ مگر وہ نہ تو اُسے روک اور نہ اُسے کسی قسم کی سزا دے سکا۔ پس اب وہ اُس جوان عورت کے قریب جو سخت پریشانی کی حالت میں گیس لمپ کے کھمبے کے پاس کھڑی تھی۔ رک گیا۔ لمپ کی جھلملاتی ہوئی روشنی میں جو باد تند کے چلنے اور بارش کی پھوار کے باعث اور زیادہ مدہم سی ہو رہی تھی۔ اجنبی نے اُس عورت کا خوشنما چہرہ دیکھا۔ تو اُس غم کے علاوہ جو اس وقت اُس پر حاوی تھا۔ دائمی افسردگی کی بعض ایسی معینہ علامات نظر آئیں۔ جنہوں نے اُس کے ہمدردانہ جذبات کو بیدار کر دیا۔ پھر جس وقت اُس نے اُس حسینہ کے منہ سے یہ خوفناک الفاظ سنے۔ کہ خداوندا کیا آج رات پھر مجھے کھانا نصیب نہ ہوگا۔ تو وہ اُس کے قریب تر پہنچا۔ اور ایسے لہجہ میں جس میں صنف نازک کے احترام کے علاوہ ذاتی انکسار کی جھلک بھی پائی جاتی تھی۔ کہنے لگا "غریب لڑکی تمہیں کیا حادثہ پیش آیا ہے؟" جوان عورت نے جس کی عمر بمشکل اٹھارہ سال کی ہوگی شخص مذکور کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ اور یہ معلوم کرکے کہ وہ کوئی اس قسم کا گستاخ بانکا نہیں۔ جیسے بالعموم لندن کے بازاروں میں رات کے وقت گشت لگایا کرتے ہیں۔ سخت افسردگی کے لہجہ میں بولی۔ "صاحب مجھ پر ایک بھاری مصیبت نازل ہوئی ہے"۔ اجنبی کو جو پارسل گرنے کا واقعہ دیکھ چکا تھا ان چند الفاظ میں ایک دفتر معانی نظر آیا۔ اُس نے اپنے دل میں محسوس کیا۔ کہ غریب عورت نے نہ جانے کتنی محنت سے اس امید پر کام ختم کیا ہوگا۔ کہ میں اسے پہنچا کر فوراً ہی مزدوری حاصل کرونگی۔ اب لباس کے کیچڑ اور پانی میں گر جانے سے اُس کا اس درجہ نافقص ہو جانا یقینی تھا۔ کہ اسے فوراً ہی

مالک کے پاس نہیں پہنچایا جا سکتا تھا۔ اگرچہ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ وہ بالکل ہی بگڑ گیا ہو۔ بہرحال اس سے اُس غریب کی روزی کمانے کی اُمید بالکل منقطع ہو چکی تھی۔ اس مرد شریف نے جوان عورت سے بطریق مناسب چند اور سوالات پوچھے۔ تو اُس کے تمام قیاسات درست ثابت ہوئے۔ اگرچہ وہ غریب یہ نہ بتا سکی۔ کہ آیا ریشمی لباس اس درجہ خراب ہو چکا ہے۔ کہ اب اُس کی درستی امکان سے باہر سمجھی جائیگی۔ زار زار روتے ہوئے وہ کہنے لگی "جو کچھ بھی ہو۔ میں کل جس وقت یہ لباس دینے جاؤنگی۔ تو اُس خاتون سے جس کی یہ چیز ہے۔ سارے حالات صاف صاف بیان کردوں گی"۔ ان الفاظ کا جو اُس حسینہ نے محض سرسری طور پر کہے تھے۔ نوجوان اجنبی پر گہرا اثر ہوا۔ کیونکہ ان سے ثابت ہوتا تھا۔ کہ وہ نہایت راست باز اور مکر و فریب سے قطعاً نا آشنا ہے۔ اس واقعہ نے اُس دلچسپی کو جو اُسے اُس جوان عورت سے پیدا ہو گئی تھی۔ دو چند کردیا۔ اور اُس نے پوچھا "تم یہ لباس کس خاتون کے پاس لے جارہی تھیں؟" اُس نے جواب دیا "ہیوہ، مارشنس آف ولنگٹن کے پاس"۔ اجنبی کے منہ سے بے اختیار نکلا "آہ!" اور پھر ایک منٹ تامل کے بعد وہ کہنے لگا "معاف کرنا میں تم سے اس قدر سوالات پوچھ رہا ہوں لیکن اس کی وجہ محض فضول رفع استعجاب نہ سمجھو۔ یہ چھوٹا سا سکہ غالباً تمہاری فوری ضروریات کو پورا کر سکیگا"۔ یہ کہتے ہوئے اُس نے ایک سکہ اُس حسینہ کے ہاتھ میں دیدیا اور تیزی سے قدم اُٹھاتا ایک طرف کو چل دیا۔ یہ فعل اس قدر جلد ہوا۔ کہ غریب لڑکی ششدر ہو کر رہ گئی۔ کیونکہ اگرچہ مجھے یہ ساری کیفیت بیان کرنے میں کافی وقت صرف کرنا پڑا ہے۔ تاہم گفتگو کا عرصہ دو منٹ سے زیادہ نہ تھا۔ اور وہ عورت اُس غم سے جو پارسل کے گرجانے کے باعث اُسے محسوس ہو رہا تھا۔ ابھی پورے طور سے سنبھلنے بھی نہ پائی تھی۔ اس لئے مجب لیمپ کی روشنی میں اُس نے اپنے ہاتھ میں ایک چمکتا ہوا زرد رنگ کا سکہ دیکھا۔ تو اُسے اپنی قوت باصرہ پر یقین نہیں آتا تھا۔ سوچتی تھی "ضرور مجھے دھوکا ہوا ہے۔۔۔ یا میرے محسن کو غلطی لگی ہے۔ اور وہ ایک شلنگ دینے کی بجائے مجھے ایک پونڈ دے گیا ہے"۔ دفعتاً اُس سرد رات کو جبکہ بارش اور مرطوب ہوا رگوں میں خون منجمد کر رہی تھی۔ اس خیال نے اُس حسینہ کے رخساروں پر شرم کی سرخی پھیلادی۔ کہ مجھ سے ایک گداگر عورت کی طرح سلوک کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ لاکھ

غریب پر خوددار ضرور تھی۔ لیکن پھر اُسے خیال آیا۔ ممکن ہے اجنبی نے حقیقت میں مجھے ایک پونڈ ہی دیا ہو۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ چھوٹی رقم کے مقابلہ میں کسی سے بڑی رقم کو بطور امداد لینا موجب عار نہیں سمجھتے۔ پس اس نے بھی اس رقم کی وصولی کو ناگوار نہ سمجھا۔ چونکہ میں یہ بھی چاہتا ہوں۔ کہ تم میری سیرواپن کے متعلق کوئی بُرا خیال قائم نہ کرو۔ اس لئے میں یہ جتلا دیتا ہوں۔ کہ ایک شلنگ اور ایک پونڈ کے عطیہ میں اس قسم کا امتیاز قائم کرنا کسی خودغرضی کے باعث نہ تھا۔ بلکہ اس لئے کہ اُس کی پرورش شریفانہ طور پر ہوئی تھی۔ اور وہ اس بات کو محسوس کرتی تھی۔ کہ ایک بدکاری عورت کی طرح شلنگ کا سکہ بطور خیرات وصول کرنا بے حد موجب شرم ہے گو اُس نے پونڈ کی وصولی کو اتنا بُرا نہ جانا۔ اور دل میں سوچا کہ یہ ایک ایسی امداد ہے۔ جو عموماً کوئی فیاض شخص کسی ضرورت مند کو حاجت کے وقت دینے سے دریغ نہیں کرتا۔

غرض اس قسم کے خیالات تھے۔ جو اُس کے دل میں یکے بعد دیگرے اُس وقت پیدا ہو رہے تھے۔ جب وہ اکسفورڈ سٹریٹ کے راستہ ایک ہاتھ میں چھتری لئے دوسرے سے پارسل کو اور بھی زیادہ احتیاط سے تھامے واپس آ رہی تھی۔ آخری نتیجہ جس پر وہ پہنچی یہ تھا۔ کہ مجھے یہ پونڈ غلطی سے نہیں دیا گیا۔ اور اس وقت قدرت نے مصیبت کی حالت میں جو غیبی امداد بھیجی ہے۔ اُس سے پورے طور پر فائدہ اُٹھانا چاہئے۔ اُسے اپنے اُس چھوٹے بھائی کا بھی خیال آیا۔ جو شوق سے اُس کی واپسی کا منتظر ہو گا۔ اور جسے گذشتہ چند دن کے عرصہ میں مختلف اوقات میں نہایت ناکافی غذا ملتی رہی تھی اس بھائی کی عمر صرف آٹھ سال کی تھی۔ اور چونکہ اُس کے والدین کا دو سال بیشتر انتقال ہو چکا تھا۔ اس لئے اب وہ اس بہن کے پاس ہی رہتا تھا۔ اُس گلی کے قریب پہنچ کر جس میں اُس کا مکان تھا۔ اُس نے اُس نانبائی سے جس کے ہاں سے وہ اکثر سودا سلف خریدا کرتی تھی۔ اپنے چھوٹے بھائی کے لئے چند خوشنما بند خریدے۔ اور پھر تیزی سے قدم اُٹھاتی اُس مکان میں پہنچی۔ جس کی تیسری منزل پر اُس نے ایک چھوٹا سا عقبی کمرہ کرایہ پر لے رکھا تھا۔ یہ کمرہ اگرچہ ضروری سامان آسائش سے معرا تھا۔ تاہم صاف ستھرا ضرور تھا۔ اُس نے اپنے بھائی کو منتظر بیٹھے دیکھا۔ جو بھورے گھونگھر والے بالوں اور خوشنما نیلگوں آنکھوں والا ایک پیارا بچہ تھا۔ اُس کے رخسار فکر اور مصیبت کے باعث کسی قدر

زرد تھے۔ مگر بہن کو واپس آتے دیکھ کر اُن پر خوشی اور جوش کی سرخی پھیل گئی اور وہ اس
کی طرف لپک کر بولا "بہن جولیا۔ اچھا ہوا تم آگئیں۔ مجھ سے اتنی دیر اکیلا نہیں بیٹھا جا
سکتا!" بیچاری لڑکی نے بھائی کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا "ہیری میں تمہارے
لئے کھانے کو ایک بڑی ہی نفیس چیز لائی ہوں" اور یہ کہہ کر اس نے وہ تھیلی جس میں
بند پڑے ہوئے تھے۔ میز پر رکھ دی۔ لڑکے کی آنکھوں میں خوشی کی چمک پیدا ہو گئی
لیکن اس نے فوراً ہی دیکھا کہ بہن اُس پارسل کو جسے وہ لے کر گئی تھی۔ واپس لے آئی
ہے اور ریشمی لباس کو کھول کر غور سے دیکھ رہی ہے کہ اس کا کونسا حصہ خراب ہوا
کھانے کی چیز کو میز پر ہی چھوڑ کر لڑکے نے بہن سے کئی طرح کے سوالات پوچھنے شروع
کئے۔ مگر غریب جولیا اُن کا کچھ جواب نہ دے سکی۔ اُس کے رخساروں پر چھلکنے والے
آنسوؤں کے قطرے بہ رہے تھے۔ مارے غم کے گلا رکا جاتا تھا۔ کیونکہ اُس نے دیکھا
کہ کیچڑ میں گر جانے سے ریشمی لباس کا بالکل ہی ستیاناس ہو گیا ہے۔

کمرہ میں بیٹھ کر وہ بہت دیر تک آنسو بہاتی رہی۔ ننھے ہیری نے اپنے بازو بہن
کی گردن میں ڈال دئے۔ اور اُسے تسلی دینے کی کوشش کرنے لگا۔ کچھ تو آنسوؤں
کے بہ جانے اور کچھ بھائی کی تسکین سے اُس کا غم فرو ہوا۔ اور غریب لڑکی نے سوچا۔
کہ جو مصیبت نازل ہوئی ہے۔ اُس کا صبر و شکر سے مقابلہ کرنا چاہئے۔ ہیری بہن
سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "پیاری جولیا تمہارے کپڑے بالکل تر ہیں۔ اور گھر میں ذرا
بھی کوئلہ موجود نہیں" یہ کہتے ہوئے اس نے آتش دان میں بجھی ہوئی آگ کی طرف حسرت
کی نظر سے دیکھا۔ بہن نے اپنی ذات کا بالکل خیال نہ کرتے ہوئے جواب دیا "غریب
بچے معلوم ہوتا ہے تم سردی میں بالکل ٹھٹھرتے رہے ہو" لڑکے نے کہا "نہیں پیاری
جولیا مجھے تو ایسی زیادہ سردی محسوس نہیں ہوئی۔ کیونکہ میں تمہارے بعد بیدار رہنے کے
لئے کمرہ میں ادھر ادھر ٹہلتا رہا ہوں۔ اندیشہ صرف اس بات کا تھا۔ کہیں شمع گل نہ ہو
جائے" جولیا اپنی جگہ سے اٹھ کر کہنے لگی "بے شک شمع جل چکی ہے۔ لیکن غریب
بچے تم فکر نہ کرو۔ کیونکہ میرے پاس ضروری سامان خریدنے کے لئے کافی روپیہ ہے۔
مجھے راستہ میں ایک نہایت شریف آدمی مل گیا تھا۔۔۔ اور۔۔۔ اور۔۔۔" اُس نے
فقرہ کو نامکمل ہی رکھا۔ کیونکہ وہ یہ کہنا نہیں چاہتی تھی کہ اس نے مجھے ایک پونڈ دیا! اس

لئے کہ اپنے دل کو بہت کچھ سمجھانے کے باوجود وہ اس خیال کی نفرت کو خارج نہ کر سکی
کہ میں نے ایک اجنبی سے از راہ فیاضی کچھ نقدی حاصل کی۔ پس اُس نے معاملہ کو مختصر
کرتے ہوئے اپنے بھائی کو پیار سے بوسہ دیا۔ اور اُسے یہ کہہ کر کہ "میں چند منٹ میں واپس
آتی ہوں۔ تم اتنے یہ کیک کھانا" کمرہ سے باہر چلی گئی۔ قریب کی دوکان پر جا کر اُس
نے کچھ کوئلہ اور لکڑی خریدی۔ وہاں سے پنساری کی دوکان پر جا کر چند اور ضروریات
خریدیں۔ اور سب سے آخر میں اپنے لئے روٹی خریدنے پھر اُس نانبائی کی دوکان پر پہنچی
مگر جونہی اُس نے دوکان کے اندر قدم رکھا۔ نانبائی نے جھپٹ کر اُسے وحشیانہ طریق
پر پکڑ لیا۔ بہت سی گالیاں دیں۔ اور شور و غل مچانے لگا۔ آواز سنکر پولیس کا ایک
سپاہی بھی موقعہ پر آ گیا۔ اور دوکان میں داخل ہو کر اس شور و غل کی وجہ دریافت کرنے
لگا۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ جولیا کو اتنے میں غش آ گیا ہے۔ اس لئے وہ اس الزام کو جو اس کے
خلاف عاید کیا گیا تھا۔ نہیں سن سکی۔ جب اُسے دوبارہ ہوش آیا۔ تو وہ پر وحشت
نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ گویا خیال کرتی تھی۔ کہ یہ کوئی خوفناک خواب ہے
جسے میں نے ابھی دیکھا۔ مگر افسوس ہے کہ یہ خواب نہیں۔ بلکہ حقیقت تھی۔ اُس نے اپنے
آپ کو دوکان کے وسط میں ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے پایا۔ پولیس کا سپاہی قریب
کھڑا تھا۔ اور راستہ چلنے والوں کا ہجوم دروازہ کے باہر جمع ہو چکا تھا۔ پولیس
کے سپاہی نے اُس کو ہوش میں آتے دیکھ کر کہا "جوان عورت تم میرے ساتھ
چلو" جولیا نے یہ الفاظ سنکر اُس کی طرف ایسی پر خوف اور وحشتناک نظر سے
دیکھا۔ کہ ایک لمحہ کے لئے سپاہی کا پتھر دل بھی موم ہو گیا۔ لیکن چونکہ اُسے اپنے
فرائض کی ادائیگی میں کئی قسم کے مجرموں سے واسطہ پڑتا تھا۔ جن میں سے بعض طرح
طرح کے مکر و فریب کے عادی تھے۔ اس لئے جلدی ہی وہ اس قسم کا انداز سرد مہری
اختیار کر کے جو اس طبقہ کے لوگوں سے مخصوص ہوتا ہے۔ کہنے لگا "دیکھو اب تم نخرے نہ
کرو۔ اور سیدھی طرح میرے ساتھ تھانہ کو چلو" غریب جولیا حیران تھی۔ کہ آخر معاملہ کیا ہے
وہ بڑے دردناک لفظوں میں التجا کے لہجہ میں پوچھنے لگی "آخر میں نے کیا قصور کیا ہے۔
اور مجھ سے [illegible] م کا ارتکاب ہوا ہے کہ میں تھانہ چلوں؟ معلوم ہوتا ہے۔ آپ لوگوں
کو کوئی بھاری غلط فہمی ہوئی ہے۔ پولیس کا سپاہی ترشی سے کہنے لگا "غلطی کچھ نہیں

ہو بنی۔ تم میرے ساتھ چلو۔ صبح کو جب مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوگی۔ تو سب حقیقت حال معلوم ہو جائے گی" وہ غریب مجسٹریٹ کا لفظ سنکر سناٹے میں آگئی اور مایوسانہ انداز سے کہنے لگی "کیا مجھے مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہونا ہوگا؟ ہائے میرا غریب بھائی وہ بیچارا گھر پہ میرا انتظار کر رہا ہے" کانسٹبل نے جواب دیا "اس کا مجھ سے کچھ تعلق نہیں بس اب تم چلنے کی فکر کرو" یہ کہتے ہوئے وہ تولیا کو ایسی حالت میں کہ بظاہر اُسے پھر غش آنے لگا تھا۔ کھینچتا ہوا تھانہ کی طرف لے چلا

پولیس کا سپاہی بدنصیب عورت کو اپنے ساتھ لئے تھانہ کی طرف جارہا تھا۔ اور وہ غریب اس قدر ہی اور نامعلوم صدمہ کے بوجھ سے اس قدر سن ہو چکی تھی۔ کہ لب اُس سوال کو ادا نہیں کر سکتے تھے۔ جو اس کے دل میں بار بار پیدا ہو رہا تھا۔ تھانہ وہاں سے قریب ہی تھا۔ اور قبل اس کے کہ وہ اپنی دہشت اور خوف کی حالت سے بحال ہوتی۔ اُسے اس حالت میں کہ سر سے پاؤں تک بھیگی ہوئی اور سردی سے کانپ رہی تھی۔ حوالات کی تاریک کوٹھری میں ڈال دیا گیا۔ جب اس کے حواس بجا ہوئے۔ اور وہ اس قابل ہوئی۔ کہ اپنی مصیبت پر غور کر سکے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ جو چیزیں میں نے پنساری کی دوکان سے خریدی تھیں اور وہ نقدی جو میرے پاس تھی۔ سب کی سب غائب ہے۔ زیادہ پریشانی اُسے اس وجہ سے تھی۔ کہ اُسے وہ الزام بھی معلوم نہ تھا۔ جس کی بنا پر اُسے گرفتار کیا گیا۔ وہ بار بار یہ کہہ کر اپنے دل کو تسلی دیتی تھی۔ کہ صبح کو پولیس اپنی غلطی سے خبردار ہوکر ضرور مجھے رہا کر دیگی۔ مگر اس کے ساتھ ہی بار بار اپنے چھوٹے بھائی کا خیال پیدا ہوتا تھا۔ اس کی تکلیف اور پریشانی کو سوچکر اُس کا دل مارے درد کے بیٹھا جاتا تھا۔ اس نے اپنے تصور میں اس غریب بچہ کو سرد اور تاریک کمرہ میں تنہا بیٹھے بہن کے دیر تک واپس نہ آنے کے باعث زار زار روتے دیکھا۔ سینکڑوں اندیشے اس کے دل میں جاگزین ہونے لگے۔ جو سب کے سب اس کی پریشانی کو دوبالا کرنیوالے تھے۔ سوچتی تھی کہیں ایسا نہ ہو۔ وہ میری تلاش میں گھر سے نکل کھڑا ہو۔ وہ لندن کی گلیوں سے ناواقف ہے اس لئے اُس کا صدہا مقام کے پرپیچ محلوں میں راستہ بھول جانا ایک یقینی بات ہوگا۔ پھر ایسی رات کو جبکہ عناصر خشمگین تھے۔ اور پانی اور ہوا کا طوفان برابر جاری تھا۔ اس انجان بچہ کا گلیوں میں راستہ بھول جانا اس کے لئے یقینی موت کا درجہ رکھتا تھا۔ یہ اور اسی قسم کے صدہا اندیشے

اُس کے دل میں پیدا ہوئے۔ جو سب کے سب نہایت خوفناک تھے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اُسے اپنے بھائی سے گہری محبت تھی۔ خصوصاً اس لئے کہ والدین کے انتقال کے بعد وہ اُس کو ماں کے برابر عزیز سمجھتا تھا۔ اور خود بھی اُس سے بے حد محبت کیا کرتا تھا۔ وہ ایک بہت پیارا اور ہنس مکھ بچہ تھا۔ اور اب اُس کی یاد جولیا کے دل کو بے حد پریشان کر رہی تھی۔

وہ انہی فکروں میں تھی۔ کہ حوالات کا دروازہ کھلا۔ اور ایک پہرہ دار نے آواز دی "جولیا مرے"۔ اُس نے اس کا ہلکی اور کمزور آواز سے جواب دیا۔ اور پہرہ دار اس بات کا اطمینان کرنے کے بعد کہ قیدی صحیح سلامت ہے۔ اور اُس نے خودکشی کا اقدام نہیں کیا پھر دروازہ بند کر کے جانے کو تھا۔ کہ جولیا نے زور سے چلا کر کہا "صاحب ایک منٹ کے لئے ٹھیر جائیے"۔ سپاہی نے پوچھا "کیا بات ہے؟" جولیا نے مختصر لفظوں میں بیان کیا "کہ مکان پر میرا چھوٹا بھائی میرا واپسی کا منتظر ہے۔ جب میں رات پھر واپس نہ جاؤں گی تو وہ بہت بے چین ہوگا۔ اس لئے میں تمہاری بہت ممنون احسان ہونگی۔ اگر تم کسی شخص کو بھیجکر اُس کو اطلاع کرادو۔ کہ تمہاری بہن صبح تک ضرور واپس آجائے گی"۔ سپاہی نے جو نیکدل آدمی تھا۔ ایسا کرنے کا وعدہ کیا۔ اور وہ واپس جانے کو تھا۔ کہ اُس کے دل میں کچھ خیال پیدا ہوا۔ اور وہ کہنے لگا "کیا تم یقین کرتی ہو۔ کہ یہاں سے اس آسانی کے ساتھ رہائی پاسکو گی۔ یاد رہے۔ تم پر ایک نہایت سنگین الزام عاید کیا گیا ہے"۔ وہ حیرت زدہ ہوکر کہنے لگی "مجھے معلوم نہیں کیا الزام ہے۔ تمہیں معلوم ہے تو بتاؤ"۔ سپاہی بولا "یہ سراسر بکواس ہے"۔ اور اس کے ساتھ ہی اُس نے زور سے دروازہ بند کردیا۔ اور چونکہ اب وہ اپنے دل میں سمجھنے لگا تھا۔ کہ یہ عورت کوئی پرانی مجرم ہے۔ اور کسی برے مقصد کے لئے اپنے گھر پیغام پہنچانا چاہتی ہے۔ اس لئے اُس نے پیغام پہنچانے کا جو ارادہ کیا تھا۔ اُسے بھی دل سے دور کردیا۔ ادھر اُس غریب عورت کو اس خیال سے تسلی ہوگئی۔ کہ مجھ سے جو وعدہ کیا گیا ہے۔ وہ پورا کیا جائے گا۔ اور میری غیر حاضری کی اطلاع بھائی تک پہنچا دی جائے گی۔ کیونکہ اگرچہ اُس نے پہرہ دار کی زبانی وہ تلخ اور رنجیدہ فقرہ جو اُس نے اُس کے بیان کی نسبت کہا تھا۔ سن لیا تھا۔ تاہم وہ ایک لمحہ کے لئے بھی یہ نہیں خیال کرتی تھی۔ کہ وہ اپنا وعدہ وفا نہ کرے گا۔ بہر حال وہ رات

بڑی ہی مشکل سے کٹی۔ اُس نے ایک مرتبہ بھی آنکھ نہیں جھپکی۔ بلکہ قریب ترین گرجا کے گھنٹوں کو بڑی توجہ کے ساتھ گنتی رہی۔ بارہا وہ اپنے دل سے کہتی تھی۔ کہ اُس قدر آہستگی سے کبھی وقت نہیں کٹتا۔ جیسے آج گذرا ہے۔ ابھی گھنٹوں سے اُس غریب کو کھانا نصیب نہیں ہوا تھا۔ اگرچہ اُس کے باوجود اسے بھوک نہ تھی۔ البتہ فکر و فاقہ کی کمزوری کے باعث اُسے اپنے دل و دماغ پر ایک قسم کا بوجھ سا محسوس ہو رہا تھا۔ جس کی وجہ سے کبھی کبھی اُس کے خیالات منتشر ہونے لگتے۔ جس وقت اُسے حوالات کی کوٹھری میں داخل کیا گیا۔ تو اُس کے کپڑے پانی میں شرابور تھے۔ اُس کی جرابیں۔ بوٹ اور لباس کا نچلا حصہ کیچڑ میں لت پت تھا۔ حوالات میں پہنچ کر اُس نے اپنا لبادہ اُتار کر رکھ دیا۔ باقی کپڑے بدن پر ہی خشک ہو گئے۔ اور اب اگرچہ اسے سردی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ تاہم اعضا ٹھٹھرے ہوئے تھے۔ گو وہ بھی اُس کے لئے اب موجب تکلیف نہ تھے۔ آخر کار موسم سرما کی دھندلی پھیکی اور مایوس کن صبح کی روشنی حوالات کی کوٹھری میں تاریکی سے جدوجہد کرتی ہوئی داخل ہوئی۔ اس کے ذرا دیر بعد ایک آدمی آیا۔ اور جولیا کو گرم قہوہ کی پیالی اور روٹی کا ٹکڑا دے گیا۔ اُس نے اُس سے پوچھا "میرے بھائی کو پیغام پہنچا دیا گیا تھا؟" لیکن معلوم ہوا یہ وہ شخص نہ تھا۔ جو آدھی رات کے وقت گشت لگانے آیا۔ اس لئے وہ اس کا کچھ جواب نہ دے سکا۔ اس کے علاوہ وہ کوئی بڑا تند مزاج سخت گیر آدمی تھا۔ اور اگرچہ جولیا اُس سے الزام کی نوعیت معلوم کرنے کو سخت بے چین تھی۔ جو اُس کے خلاف عائد کیا گیا۔ تاہم اُس سے مزید گفتگو کی جرأت نہ ہوئی۔ قہوہ پینے سے اُس کے بدن میں توانائی محسوس ہونے لگی۔ مگر وہ روٹی کا ایک ہی لقمہ نہ کھا سکی۔ اگرچہ بھوک کی وجہ سے جان پر بنی ہوئی تھی۔ معلوم ہوتا تھا۔ روٹی کی صورت سے ہی اُسے نفرت ہے۔ دو گھنٹے اور گذر گئے۔ اور اُس وقت پھر وہی سپاہی جس نے شب گذشتہ کو اُسے گرفتار کیا تھا۔ اسے عدالت کو لے جانے کے لئے آیا۔ راستہ میں جولیا نے اُس سے الزام کی نوعیت پوچھی۔ تو اب اول مرتبہ اُسے معلوم ہوا۔ کہ وہ سکہ جو اُس نے نانبائی کے ہاں بھنوایا۔ اور جسے وہ اپنے خیال میں ایک پونڈ سمجھتی تھی۔ حقیقت میں پیتل کا بنا ہوا ایک ایسا سکہ تھا۔ جسے شرفا عموماً تاش وغیرہ کھیلنے کے وقت شرط لگانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ یہ سنکر اُسے بھاری صدمہ ہوا۔ اور اُس نے سپاہی کو اُن تمام حالات سے خبردار کیا۔ جن میں وہ سکہ اُسے ملا تھا

مگر اُس نے اس انداز سے سر ہلایا۔ جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ اس عذر کو قابل یقین نہیں سمجھتا جولیا اب تک اپنی پریشانی میں اس قدر محو تھی۔ کہ اُس نے سپاہی کی طرف سے یہ اظہار نا اعتمادی نہ دیکھا۔ بلکہ اس اُمید کو اپنا سہارا سمجھتی رہی۔ کہ جب مجسٹریٹ کے روبرو یہ واقعات بیان کیے جائیں گے۔ تو وہ ضرور مجھے رہا کر دیگا۔ مجسٹریٹ کی عدالت میں پہنچی۔ تو وہاں ایک شرابی کا مقدمہ پیش تھا۔ اس کے بعد اسے ملزموں کے کٹہرے میں کھڑا کیا گیا۔ جس نانبائی نے اُس کے خلاف استغاثہ دائر کیا تھا۔ وہ بھی عدالت میں موجود تھا۔ اُس نے سارا واقعہ صاف اور بے لاگ طریق پر بیان کر دیا۔ جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ اُسے ملزمہ کے خلاف کوئی خاص عناد نہیں۔ اُس نے یہ بھی کہا۔ کہ میں نے اس سے پیشتر ہمیشہ اسے ایک ایماندار اور صاحب عزت محنتی عورت دیکھا ہے۔ اُس نے بیان کیا۔ کہ میں نے اُس وقت گھبراہٹ میں اسے حوالہ پولیس کر دیا۔ کیونکہ مجھے دھوکا دئے جانے کا سخت رنج تھا۔ لیکن میری دلی خواہش یہی ہے۔ کہ یہ بے قصور ثابت ہو۔ اور بری ہو جائے۔ نانبائی کے طرز عمل سے جولیا کے دل میں کچھ حوصلہ پیدا ہو گیا۔ کیونکہ وہ خود سمجھتی تھی۔ کہ معاملہ محض شبہ کا ہے اور اس کے علاوہ اُس نے سارا واقعہ اتنی سچائی اور ایمانداری کے ساتھ بیان کیا۔ کہ مجسٹریٹ پر اُس کا خاص اثر ہوا لیکن اس کے باوجود عدالت نے اس بات پر اظہار تعجب کیا۔ کہ اول تو پونڈ کی بجائے اس قسم کا مصنوعی اور پیتل کا سکہ دیا گیا۔ اور دوسرے ایک اجنبی شخص نے ایک چھوٹے سکہ کی بجائے پونڈ دینا چاہا۔ اس لئے اس نے فیصلہ سنایا۔ کہ جس شخص کا یہ عورت ذکر کرتی ہے۔ اُسکی شہادت کا انتظار کیا جائے۔ اور اس عرصہ میں ملزمہ کو ہفتہ بھر حوالات میں رکھا جائے۔ اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو اس عرصہ میں شخص مذکور اخبارات میں اس معاملہ کی کیفیت پڑھ کر ضرور شہادت دینے کے لئے آئیگا۔ جولیا نے جب سنا۔ کہ مجھے ابھی ایک ہفتہ اور حوالات میں رہنا ہوگا۔ تو وہ زار زار رونے لگی۔ جس کا نانبائی کے دل پر اتنا اثر ہوا۔ کہ اُس نے مجسٹریٹ سے اپنے فیصلہ پر دوبارہ غور کرنے کی درخواست کی۔ مگر یہ درخواست بے سود ثابت ہوئی۔ آخر عدالت نے کہا۔ کہ اگر کوئی شخص ملزمہ کی ضمانت دے تو اسے عارضی طور پر رہا کیا جا سکتا ہے۔ نانبائی نے آہستگی سے بدنصیب لڑکی کے کان میں کہا۔ کہ "تم فکر نہ کرو میں دو دوستوں کو تمہاری ضمانت کے لئے بھیجدوں گا۔" اس وعدہ سے اُس کی بڑی حد تک تسکین

ہوگئی۔ پھر جب اُسے واپس حوالات کو لے جا رہے تھے۔ تو نانبائی نے جولیا سے کہا۔
میں تمہارے بھائی کو اپنے مکان پر لے آیا ہوں۔ اور وہاں اُس کی پورے طور سے حفاظت
کی جا رہی ہے۔ اُس نے یہ بھی کہا۔ کہ مجھے تمہارے خلاف مقدمہ چلنے کا سخت افسوس ہے
اور تم دیکھ چکی ہو۔ کہ میں نے عدالت میں بھی جو کچھ کہا۔ وہ تمہارے حق میں تھا۔ مختصر یہ کہ
نانبائی نے اُسے ضمانت پر رہا کرا لیا۔ اور سہ پہر کے دو بجے کے قریب وہ اپنے مکان پر
واپس پہنچ گئی۔

نانبائی کی بیوی خود ننھے ہیری کو اُس کے پاس لے گئی۔ اور معلوم ہوا۔ کہ شب
گذشتہ کو اُس کے شوہر نے مس مرے کی گرفتاری کے متعلق جو کارروائی کی تھی اُس
کے لئے اُس کی بیوی نے اُسے سخت ملامت کی۔ چونکہ وہ فطرتاً رحمدل عورت تھی۔ اس لئے
وہ فوراً ہی جولیا کے بھائی کو اپنے ہاں لے گئی۔ اور اُس کی بہن کے واپس نہ آنے کے
متعلق کوئی فرضی قصہ بیان کر کے اُس کی تسلی کرا دی۔ مگر جولیا کو باوجود رہا ہو جانے کے
خوشی حاصل نہ ہوئی۔ کیونکہ الزام کا بوجھ ابھی سر پر تھا۔ اور اُس کی بریت کا دارومدار
محض اس بات پر تھا۔ کہ وہ گمنام محسن جس کے متعلق اُسے یقین تھا۔ کہ وہ محض غلطی سے
اتفاقیہ طور پر سونے کے پونڈ کی بجائے پیتل کا سکہ دے گیا۔ جس کی بدولت اسے کئی
طرح کی مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ شہادت دینے کے لئے عدالت میں پہنچ
جائے گا مگر اب سب سے پہلے اُسے اس بات کی فکر ہوئی کہ عمر رسیدہ مارشنس آف
ولنگٹن کا ریشمی لباس جو کیچڑ میں گر جانے سے بالکل خراب ہوگیا تھا۔ اُس کے ہاں پہنچانے
جائے۔ جس وقت وہ اس لباس کو ہاتھ میں لئے آکسفورڈ سٹریٹ سے گذر رہی تھی۔ تو اُس
کا دل بہت پریشان اور مضطرب تھا۔ مطلع اب تک ابر آلود اور تاریک تھا۔ اگرچہ بارش
تھم چکی تھی۔ اور آنے جانے والے لوگوں کی قطاریں اُس تیزی اور جدوجہد کے بغیر چل
رہی تھیں۔ جس کا شب گذشتہ کو غلبہ تھا۔ جس وقت جولیا اُس مقام پر پہنچی۔ جہاں لباس
گرنے کا وہ افسوسناک حادثہ ہوا تھا۔ جو حقیقت میں اُس کی ساری مصیبتوں کا موجب تھا
تو اُس کا دل زور سے دھڑکنے لگا۔ جوں توں کر کے وہ ہینوور سکوئر میں مارشنس کے عالیشان
مکان پر پہنچی۔ جہاں خادم نے فوراً ہی اُسے اُس امیر عورت کے سامنے پہنچا دیا۔ مارشنس
ایک بڑی ہی متکبر اور مغرور خاتون تھی۔ اور اگرچہ اس کی عمر ۵۰ سال کی پہنچ چکی تھی۔ تاہم کہہ دے

مصنوعی بالوں، بناوٹی دانتوں اور سنگار کی باقی چیزوں کی مدد سے قریباً بیس سال کم نظر آتی تھی۔ جس وقت جولیا خاتون موصوف کے سامنے پہنچی۔ تو وہ ایک مختصر لیکن نہایت شاندار کمرہ میں بیٹھی تازہ ترین ناول کا مطالعہ کر رہی تھی۔ بلکہ یوں کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اُسے کہیں کہیں سے دیکھ رہی تھی۔ عام فیشن کے مطابق یہ ناول تین جلدوں میں تیار کیا گیا تھا اگرچہ واقعات اس قسم کے تھے۔ کہ اُنہیں ایک ہی جلد میں ختم کر دیا جاتا۔ تو لے جانہ تھا قریب ہی خوشنما چھوٹی سی میز کے پاس ایک بائیس سالہ پری جمال عورت بیٹھی تھی۔ بال پر زاغ کی طرح بالکل سیاہ آنکھیں موٹی اور کالی قد لانبا اور بدن صحت ور تھا۔ اگرچہ اس کے باوجود اس حسینہ کے چہرہ پر افسردگی کا ہلکا سا بادل نظر آتا تھا۔ رخسار کسی قدر زرد تھے مگر خرابی صحت کے باعث نہیں بلکہ کسی خفیہ فکر و تشویش کی وجہ سے۔ اس پری کا نام لیڈی کیرولائن جرننگھم تھا۔ اور یہ مارشنس کی بیٹی اور اُس کے اکلوتے بیٹے ارکوئس آف ولنگٹن کی بہن تھی۔

جس وقت جولیا ان دونو خواتین کے سامنے پہنچی۔ تو اُس نے جو باتیں اپنے ذہن میں سوچ رکھی تھیں۔۔ جو الفاظ اُس نے سارے واقعہ کو بالکل راستی کے ساتھ بیان کر دینے کے لئے تجویز کئے تھے۔ سب کچھ ان کے رعب میں آکر بھول گئی۔ اور اس پر گھبراہٹ سی طاری ہو گئی۔ درحقیقت مارشنس کا رعب اتنا تھا۔ اور وہ اتنی مغرور اور اپنے طریق و اطوار میں کسی ملکہ زمان سے اس قدر مشابہ تھی۔ کہ اُس کی صورت دیکھتے ہی غریب لڑکی کے دل میں طرح طرح کے مبہم اور ناقابل بیان اندیشے پیدا ہو گئے۔ گویا ہوئی جانے اُس سے کسی نہایت سنگین جرم کا ارتکاب ہوا ہے۔ مگر لیڈی کیرولائن نے اس کی طرف ایسی عنایت آمیز ہمدردانہ نظر سے دیکھا۔ کہ جولیا کو خیال آیا۔ شاید اس کم سن خاتون کو لباس بگڑ جانے کے حادثہ کا پہلے سے علم ہے۔ مگو پھر اُس نے سوچا یہ کیونکر ممکن ہے۔ اور اس خیال کے آتے ہی اُس کی گھبراہٹ اور پریشانی اتنی بڑھی۔ کہ وہ ایک ہی لفظ زبان سے ادا کئے بغیر زار زار رونے لگ گئی۔ بیوہ مارشنس نے تعجب کا کلمہ زبان سے نکالا۔ تو جولیا نے جلدی سے آنکھیں پونچھ کر لیڈی کیرولائن کی طرف التجائے رحم کی نظر سے دیکھا۔ اس وقت اُسے پھر معلوم ہوا کہ وہ تسلی بخش اور گہری ہمدردی کے انداز سے دیکھ رہی ہے۔ اس سے حوصلہ پا کر جولیا نے پارسل کو کھولنا شروع کیا۔ اور اس کے

ساتھ ہی وہ اس واقعہ کی تفصیل بیان کرنے لگی۔ جو پیش آچکا تھا۔ پھر جب اُس نے ڈرتے ڈرتے مارشنس کے چہرہ کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُس کی بھویں تنی ہوئی اور چہرہ پر غصہ کے آثار نمودار ہیں۔ مگر لیڈی کیرولائن نے فوراً ہی مہربانی کے انداز سے کہا۔ "مس مرے لباس کو جو کچھ خرابی پیش آئی ہے۔ اُس کے متعلق مجھے یقین ہے کہ والدہ اُسے ایک افسوسناک حادثہ سمجھیں گی۔ اس میں تمہارا کچھ قصور نہیں"۔ لیکن بیوہ عورت شاکیانہ طریق پر بیٹی کو ملامت کرتے ہوئے کہنے لگی۔ "لیڈی کیرولائن تم خاموش ہو جو کچھ کہنا ہے میں خود کہہ لونگی"۔ اور پھر کانپتی ہوئی جولیا کی طرف خشمگیں نگاہ سے دیکھ کر وہ بولی۔ "جوان عورت تمہاری سفارش میرے پاس لیڈی لملے نے کی تھی۔ اسی نے مجھے بتایا تھا۔ کہ تم ایک دیانتدار محتاط اور سمجھدار لڑکی ہو۔ تمہاری پرورش اچھے طریق پر ہوئی تھی۔ اور تمہیں والدین کے انتقال پر بحالت مجبوری سلائی کا کام شروع کرنا پڑا۔ میں نے ان تمام حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے محض اُس سفارش کی وجہ سے تمہیں بلوا کر بطور امتحان کام دینے کے ارادہ کیا۔ اور اب میں دیکھتی ہوں۔ کہ تم نے میرا ایک قیمتی لباس بالکل خراب کر دیا ہے۔ جس کی لاگت دس پونڈ سے کم نہیں"۔ جولیا ڈرتے ڈرتے کہنے لگی۔ "بیگم صاحب میں تسلیم کرتی ہوں۔ کہ آپ کا اظہار ناراضی بالکل بجا ہے۔ مگر خدا گواہ ہے۔ جو کچھ ہوا۔ وہ محض ایک اتفاقی حادثہ تھا۔ اور اگر آپ مجھے اس بات کی اجازت دیں۔ تو میں شب و روز محنت کر کے آپ کے اس نقصان کی تلافی کرنے کو تیار رہوں"۔ جولیا مرے کے مودبانہ انداز اور بھولی باتوں سے مارشنس کے دل پر اثر ہوا۔ اور وہ کہنے لگی "نہیں نہیں۔ میں امیر ہو کر تم پر جو ایک غریب عورت ہو۔ ظلم کرنا نہیں چاہتی۔ البتہ آئندہ کے لئے میں تمہیں کام دینا بند کرتی ہوں۔ بس اب تم چلی جاؤ"۔ اور یہ فقرات کسی نامور مدبر کی شان سے کہتے ہوئے امیر عورت نے تحکمانہ انداز سے جولیا کو واپس جانے کا اشارہ کیا۔

اُس غریب کی آنکھوں سے آنسوؤں کا تار بندھا ہوا تھا۔ اس لئے وہ نہیں دیکھ سکی۔ کہ لیڈی کیرولائن جز نگھم میری طرف کس قدر ہمدردی کی نگاہ سے دیکھتی ہے چند شائستہ لفظوں میں اُس نے مارشنس سے اس خطا کی معافی اور آئندہ کے لئے کام ملنے کی درخواست کی۔ مگر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اور انجام کار وہ سخت پریشانی کی

حالت میں وہاں سے واپس لوٹی۔ باہر نکل کر وہ چند منٹ اس لئے برآمدہ میں رُک گئی۔ کہ چہرہ سے آنسوؤں کے نشانات دور کر کے طبیعت کو سکون دے لے۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی۔ کہ ہال میں سے گذرتے وقت دربان اور باقی نوکر مجھے اس حالت میں دیکھ کر طرح طرح کے خیالات کو دل میں جگہ دیں۔ وہ دم لینے کے لئے برآمدہ میں ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ کیونکہ ذہنی اور جسمانی تکان سے نڈھال تھی۔ دفعتاً ایسا معلوم ہوا۔ کہ کسی نے اُس کے شانہ کو آہستگی سے ہلایا ہے۔ وہ چونک کر اٹھی تو کیا دیکھتی ہے۔ کہ لیڈی کیرولائن پاس کھڑی ہے۔ اُس حسینہ نے اپنی انگلی لبوں پر رکھتے ہوئے اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی نشست گاہ کے دروازہ کی طرف نظر کی۔ جس سے اُس کا مطلب یہ تھا۔ کہ میں اپنی ماں سے نظر بچا کر آئی ہوں۔ اور نہیں چاہتی اُسے میرے تمہارے پاس آنیکا علم ہو۔ پھر وہ کہنے لگی " غریب لڑکی یہ لیتی جاؤ۔ اور آئندہ بھی اگر تمہیں کسی قسم کی امداد کی ضرورت ہو۔ تو مجھ سے طلب کرنے میں دریغ نہ کرنا مگر پہلے اُس کی اطلاع خط کے ذریعہ دیدیا کرنا " یہ کہتے ہوئے لیڈی کیرولائن نے پانچ پونڈ جولیا کے ہاتھ میں دیدئے۔ اور پھر شکریہ کا انتظار کئے بغیر اُس لڑکی کو خوشی اور تعجب کی حالت میں چھوڑ کر اسی کمرہ میں واپس چلی گئی۔ جہاں اُس کی ماں بیٹھی تھی

جولیا تیزی سے قدم اُٹھاتی گھر کیطرف روانہ ہوئی۔ اور وہاں پہنچ کر دیکھا۔ کہ ہیری فکر کے ساتھ اُس کی واپسی کا منتظر ہے۔ اس میں شک نہیں۔ وہ اتنا کم عمر تھا کہ جو مشکلات بہن کو پیش آئیں۔ اُن کی نوعیت کو سمجھ نہیں سکتا تھا۔ تاہم جس وقت وہ خراب لباس لے کر جانے لگی۔ تو اُسے اس بات کی فکر ضرور تھی۔ کہ ایسا نہ ہو رات کی طرح وہ پھر بہت دیر تک واپس نہ آئے۔ ان حالات میں بہن کو آتے دیکھ کر اُس کی ساری تشویش رفع ہو گئی۔ اور وہ التجا کے انداز سے کہنے لگا " بہن اب تم رات پھر مجھے چھوڑ کر کہیں نہ جانا " بچہ کی زبان سے یہ پیارے الفاظ سن کر بہن کے دل پر بہت اثر ہوا۔ اور اس نے مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ اس کی خاطر مجھے آگ اور پانی سے بھی گذرنا پڑے۔ تو پروا نہیں۔ مگر دفعتاً اُسے خیال آیا۔ کہ اب میرے پاس کوئی کام موجود نہیں۔ اور اگرچہ اُس کے پاس فوری ضروریات کے لئے پانچ پونڈ موجود تھے۔ تاہم اسے فطرتاً بیکار رہنا پسند نہ تھا۔ بہرحال اُس نے بھائی سے وعدہ کیا۔ کہ میں اب دن بھر

کہیں بہ نہ جاؤنگی۔ اُس نے ہیری کے لئے بہت عمدہ کھانا تیار کیا۔ جسے کھا کر وہ اتنا خوش ہوا۔ کہ جولیا کے دل میں آرزو پیدا ہوئی۔ اے کاش میں ہمیشہ اسے ایسا ہی عمدہ کھانا مہیا کر سکوں۔ وہ اپنے آپ کو خوش وخرم ظاہر کرنے کی بہت کوشش کرتی رہی۔ مگر دل پر ایک قسم کا بوجھ سا پڑا ہوا تھا۔ کیونکہ کھوٹا سکہ چلانے کا الزام ابھی سر پر تھا۔ اور وہ نہیں جانتی تھی۔ کہ وہ فیاض اجنبی اس معاملہ کا ذکر اخبارات میں دیکھ کر وقت پر مدد کے لئے آئیگا بھی یا نہیں۔ اس کے علاوہ وہ اس بات سے بھی ڈرتی تھی۔ کہ جب یہ مقدمہ اخبارات میں چھپا۔ تو وہ سب معزز عورتیں جواب تک مہربانی سے ہیری کے حال پر رحم کرتی رہی ہیں۔ برگشتہ ہو جائیں گی۔ اور اگر وہ اجنبی صفائی کی شہادت دینے کے لئے عدالت میں نہ آیا۔ تو اگرچہ جیسا کہ نانبائی نے اُسے یقین دلایا تھا۔ ممکن ہے مجسٹریٹ اُس کے کہنے پر مقدمہ خارج کردے۔ تاہم اُسے بدنامی کا داغ لگنا یقینی تھا۔ اس خیال کے پیدا ہوتے ہی اُس کا جی بھر آیا۔ اور بارہا جب ہیری کی نگاہ دوسری طرف ہوتی۔ تو آنسوؤں کا ایک گوہر نما قطرہ اُس کے زرد مگر خوشنما رخسار پر نکلتا تھا۔ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ جولیا بہت خوبصورت تھی۔ اُس کے بال سیاہی مائل بھورے رنگ کے۔ آنکھیں نیلگوں۔ دانت موتیوں کی طرح چمکدار اور بدن سمندری پریوں کی طرح پر لچک اور شاندار تھا۔

اس کے دوسرے دن صبح کا کھانا کھا کر جولیا نے ٹوپی اور شال اوڑھا۔ اور وہ مختلف مقامات پر کام کی تلاش میں جانے کو تھی۔ کہ مالکہ مکان نے کمرہ میں داخل ہو کر کہا ”مس میرے ایک صاحب تم سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے اُن سے تمہارے کمرہ میں آنے کو کہا تھا۔ مگر وہ اس خیال سے رُک گئے۔ کہ شاید تم اُن سے اپنے کمرہ میں ملنا منظور نہ کرو۔ چنانچہ وہ میری نشستگاہ میں منتظر ہیں“ یہ سنکر اُس کے دل میں اُمید کی ایک ہلکی سی شعاع پیدا ہوگئی۔ کون کہہ سکتا ہے۔ یہ وہی گمنام محسن ہو جس نے غلطی سے پیتل کا سکہ دیدیا تھا۔ اس خیال کی تصدیق اُس کے طرز عمل سے بھی ہوگئی کیونکہ یہ شرافت کی انتہا تھی۔ کہ اُس نے بلا اجازت اُس کے کمرہ تک آنا منظور نہ کیا اُسی خوفناک رات کو بھی جب لباس گرنے کا حادثہ پیش آیا۔ تو وہ ایسی ہی شرافت کا سلوک کرتا رہا تھا۔ ہیری سے یہ کہکر کہ میں ابھی واپس آتی ہوں۔ جولیا زینے سے نیچے

اُتری۔ اور چند منٹ کے عرصہ میں اسی شخص کے روبرو پہنچ گئی۔ جس کا اُسے سب سے زیادہ خیال لگا ہوا تہا۔ بے شک یہ وہی گمنام محسن تہا۔ وہی لانبا قد وہی خوشنما چہرہ۔ اس وقت اس نے ایک نہایت بیش قیمت پوستین پہنی ہوئی تہی۔ عمر میں ۲۸ سال کے قریب تہا۔ اور اُس طبعی فیاضی کی جہلک کے باوجود جو اُسکی بشرہ سے ظاہر تہی اُس کا انداز امیرانہ اور پُرشوکت تہا۔ جولیا کو کمرہ میں داخل ہوتے دیکھکر وہ کرسی سے اُٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ اور اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر صداقت آمیز لہجہ میں بولا۔ "مس مرے میں نہیں جانتا۔ کن لفظوں میں اُس رنج و ندامت کا اظہار کروں۔ جو آپ کی تکلیف سے مجھے پہنچی۔ جس خوفناک غلطی کے باعث آپ کو اتنی پریشانی ہوئی۔ اُس کا علم مجھے آج اول مرتبہ اخبارات پڑھکر ہوا۔ اور میں اس واقعہ کا ذکر دیکھتا ہی سیدھا اس طرف کو چلا آیا ہوں۔ میرا عذر آپ پہلے ہی سمجھ گئی ہونگی۔ بات یہ ہے کہ ہیوورسکوئر میں آپ سے ملنے کے نصف گھنٹہ پیشتر میں نے تاش کھیلتے ہوئے بازی لگانے کو اس قسم کے چند پیتل کے سکے خریدے تھے۔ اور میں نے انہیں اسی جیب میں ڈال لیا۔ جس میں باقی نقدی تہی"۔ جولیا کہنے لگی "صاحب میں پہلے ہی جانتی تہی۔ کہ جو کچھ ہوا۔ اُس میں آپ کے ارادہ کو مطلق دخل نہ تہا" اجنبی نے کہا "یہ کتنی بڑی فیاضی ہے۔ کہ آپ معاملہ کو اس پہلو سے دیکھ رہی ہیں۔ مگر اب فوراً میرے ساتھ عدالت کو چلئے۔ تاکہ میں اُس بدنامی کے داغ کو جو بلاوجہ آپ کے نام پر آیا ہے رفع کرسکوں"۔

جولیا یہ سنکر بہت خوش ہوئی۔ اور اجنبی اُسے اپنے بازو کا سہارا دیکر عدالت پولیس کی طرف لے چلا۔ راستہ میں وہ نا بانی سے بہی کہتا گیا۔ کہ تم نے فوراً عدالت میں پہنچنا ہوورانِ گفتگو میں اس نے اُس جوان عورت سے صدہا سوال پوچہے۔ جانتے اندر کوئی گستاخانہ استعجاب نہیں بلکہ کامل ہمدردانہ پہلو رکہتے تھے۔ لیکن جولیا کو یہ بات عجیب معلوم ہوئی۔ کہ اُس نے خراب شدہ لباس کے متعلق ایک بہی سوال نہ پوچھا۔ شاید اس لئے کہ وہ اس معاملہ کو بالکل ہی بہول گیا تہا۔

عدالت میں پہنچ کر شخص مذکور نے اپنا کارڈ مجسٹریٹ کو پیش کیا۔ اور اس کے ساتھ چند الفاظ آہستگی سے اُس کے کان میں کہے۔ مجسٹریٹ کا رویہ فوراً ہی ادب آمیز ہوگیا۔ مقدمہ بلا تاخیر پیش ہوا۔ اور اُس مرد شریف نے پیتل کے بٹے ہوئے سکے

کا معاملہ اختصار کے ساتھ مگر موثر طریق پر بیان کیا۔ اس کے بعد مجسٹریٹ نے جولیا کی رہائی کا حکم دیتے ہوئے کہا۔ کہ "تمہارے چلن پر اس واقعہ سے ذرا بھی داغ نہیں آیا۔" اجنبی نے دس پونڈ غربا میں خیرات تقسیم کرنے کے لئے مجسٹریٹ کے حوالہ کئے اور پھر جولیا کو ساتھ لے کر اسی مکان تک چھوڑنے گیا۔ جس میں وہ رہتی تھی۔ مکان کے دروازہ پر پہنچ کر وہ رک گیا۔ اور اُس حسینہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہنے لگا۔ "مس مرے آپ کو اس پیتل کے سکہ کے متعلق میری غلطی سے جو بھاری نقصان تکلیف اور پریشانی ہوئی۔ اُس کی تلافی کے طور پر میں اگر آپ کو کسی قسم کی مالی امداد پیش کروں۔ تو میرا یہ فعل گستاخی میں داخل ہوگا۔ لیکن یقین جانیے۔ میں کسی اور طریق پر آپ کی خدمات انجام دینے سے دریغ نہ کروں گا۔ سردست میں آپ کو الوداع کہتا ہوں۔" مگر اس نے اس کے چہرہ کی طرف ایک لمحہ کے لئے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "یقین جانئے میں کبھی آپ کو نہیں بھولوں گا۔" یہ کہتے ہوئے اس نے اُس حسینہ کا ہاتھ دبایا۔ اور تیزی سے قدم اٹھاتا ایک طرف کو روانہ ہوگیا۔ اُس کے چلے جانے پر جولیا کو خیال آیا۔ کہ اب تک مجھے یہ بھی معلوم نہیں ہوا۔ کہ وہ کون ہے۔ یا کیا کام کرتا ہے۔ مگر اس نے سوچا۔ کہ مقدمہ کی کیفیت اخبارات میں درج ہوگی۔ اور اس طرح پر مجھے اُس کا نام معلوم ہو جائیگا۔ اگلے دن تک وہ اخبارات میں اس مقدمہ کی اشاعت کی فکر و تشویش کے ساتھ منتظر رہی۔ اگرچہ نہیں سمجھ سکتی تھی۔ کہ یہ فکر و تشویش کیوں ہے۔ ہرچند کہ عدالت نے اُس کے چلن کو اُس الزام سے جو اس پر عائد کیا گیا تھا۔ بے داغ قرار دیا تھا اور دنیا کی نظروں میں وہ ہر طرح بے قصور ثابت ہو چکی تھی۔ ہرچند کہ وہ لیڈی کیرولائن جرننگہم کی فیاضی کی بدولت اب اس قدر روپیہ بھی رکھتی تھی۔ کہ اُسے فکر معاش لاحق نہ تھی۔ اور اگرچہ کوئی خفیہ آواز اُسے یہ بھی بتا رہی تھی۔ کہ اجنبی شخص میرا محسن اور دوست ہے۔ تاہم معلوم نہیں کیا بات تھی۔ کہ اُس کے ذہن میں اطمینان نہ تھا۔ شاید اس لئے کہ اُس گمنام محسن کی صورت اُس کے دل پر اثر کر چکی تھی۔ یا اس لئے کہ اُس کے عنایت آمیز ہمدردانہ الفاظ نے اُس کے پاک سینہ میں کسی نامعلوم نازک حس کو بیدار کر دیا تھا۔ جو کچھ بھی ہو موجودہ حالات میں ان سوالات کا جواب دینا مشکل ہے۔ مگر یہ ایک یقینی امر ہے۔ کہ اس کے دوسرے دن جس وقت جولیا نے صبح کے اخبارات کا مطالعہ کیا۔ اور اُس میں اپنے گمنام محسن

کا نام و کہانی نہ دیا۔ تو اُسے بہاری مایوسی ہوئی۔ اخبارات میں اس مقدمہ کی جو کیفیت درج تھی۔ اُس میں اجنبی کا ذکر ایک شریف مرد کی حیثیت میں موجود تھا۔ جس کا نام ظاہر نہیں ہو سکا۔ اس طرح پر اُس کے محسن کا راز اب بھی حل نہ ہو سکا۔ اور اس سے اُس حسینہ کو اور زیادہ پریشانی ہونے لگی۔ وہ سوچتی تھی۔ کیا باعث ہوا اُنہوں نے اب تک اپنا نام مجھ پر ظاہر نہیں کیا۔ یہ ایک یقینی امر ہے۔ کہ اُس کا نام کسی پہلو سے قابل اعتراض نہیں ہو سکتا ورنہ مجسٹریٹ پر اُس کا آنا فوری اور سحری اثر نہ ہو سکتا۔ پھر اُس نے خیال کیا۔ شاید وہ کوئی مشہور سربرآوردہ یا امیر آدمی ہو۔ یہ باتیں سوچکر جولیا نے بے اختیار ایک آہ کھینچی۔ کیونکہ اس قسم کے قیاسات اُس کے لئے بے حد روح فرسا تھے۔ مگر اپنے دل میں سے دفعتاً اس بات کی اُمید اور خواہش پیدا ہوتی نظر آئی۔ کہ اجنبی میرے اپنے مجلسی طبقہ سے بلند تر نہ ہو۔ تو اچھا ہے۔

گھر کے کام سے فارغ ہو کر وہ سلائی کے کام کی تلاش میں مختلف خواتین کے پاس جن سے واقف تھی۔ جانا چاہتی تھی۔ کہ مالکہ مکان نے اُسے ایک رقعہ لا کر دیا۔ یہ رقعہ لیڈی کیرولائن جرننگھم کی طرف سے تھا۔ جس میں مس مرے سے درخواست کی گئی تھی۔ کہ شام کے وقت مجھ سے ضرور ملنا۔ کیونکہ میرے پاس تمہیں دینے کے لئے بہت سا کام رکھا ہوا ہے۔ نوجوان دوشیزہ یہ رقعہ پاکر بہت خوش ہوئی۔ کیونکہ اس سے نہ صرف اُسے کام ملنے کی اُمید ہو گئی۔ بلکہ یہ بھی ظاہر ہوا کہ حسین و جمیل لیڈی کیرولائن میری ذات سے غیر معمولی دلچسپی رکھتی ہے۔ پس اُس نے سردست گھر سے باہر جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اور ننھا بیری یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ کہ وہ دن بھر گھر میں ہی رہی۔ رات کو جب لیڈی کیرولائن کے ہاں جانے کا وقت آیا۔ تو اُس نے بھائی کو یہ کہکر تسلی دی۔ کہ میں تھوڑی دیر میں واپس آئی جاتی ہوں۔ اور دل میں بڑی بڑی اُمیدیں لے کر بنیو ورسکویر کی طرف روانہ ہوئی۔ جس وقت وہ بیوہ مارشنس کے مکان پر پہنچی۔ تو لیڈی کیرولائن کی خادمہ نے اسے دروازہ کھولا۔ اور اُسے سیدھی اُس حسینہ کے کمرہ میں لے گئی۔ جو اُس سے بڑے عنایت آمیز سلوک کے ساتھ پیش آئی۔ اُس نے کہا۔ مس مرے مجھے افسوس ہے۔ کہ میں تمہیں اس طرح پوشیدہ طور پر مکان کے اندر داخل کرنے پر مجبور ہوئی۔ مگر بات یہ ہے۔ میری والدہ اگرچہ بہت نیکدل خاتون

ہیں۔ تاہم ان کا مزاج عجیب قسم کا واقع ہوا ہے۔" جولیا بولی۔ "میں آپ کا مطلب سمجھ گئی۔ معلوم ہوتا ہے۔ ایکسلنسی صاحبہ میری اُس سابقہ خطا کو معاف کرنے پر آمادہ نہیں ہیں۔ مگر میں آپ کی ممنون احسان ہوں۔ کہ آپ کے خیالات اُن سے مختلف ہیں۔ اور آپ مجھ سے اس قسم کا پر عنایت سلوک کر رہی ہیں۔" لیڈی کیرولائن کہنے لگی۔ "میری عزیز مس مرے مجھ سے جہاں تک ممکن ہوگا۔ تمہاری امداد سے دریغ نہ کروں گی۔ کیونکہ میں اس بات کو خوب سمجھتی ہوں۔ کہ جس شخص نے غم میں حصہ لیا ہو۔ وہ کسی دوست کی ہمدردی کی کتنی قدر کرتا ہے۔" یہ الفاظ اُس حسینہ نے گہری افسردگی کے لہجہ میں کہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ جس طرح وہ اُس سے ہمدردی اور درد کا اظہار کرتی ہے۔ اسی طرح خود اُس سے ان باتوں کی خواہش مند ہے۔ جولیا اس کی طرف تعجب شکریہ اور دلچسپی کی نظر سے دیکھتی رہی۔ چونکہ خادمہ کمرہ سے جا چکی تھی۔ اس لئے اب وہاں یہ دونوں ہی موجود تھیں۔ یعنی وہ نازپروردہ امیر خاتون اور غریب ملازمت کرنے والی عورت۔ مگر ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اگرچہ دونوں کی مجلسی حالتوں میں بہاری اختلاف ہے۔ تاہم اُن میں بہنوں کی طرح محبت اور اعتماد کا جذبہ پیدا ہو چکا ہے۔ اور یہ جذبہ اتنا زوردار تھا۔ کہ اس نے اس مجلسی امتیاز کو بھی نابود کر دیا۔ جو دنیا داروں کی نظر میں غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ جب لیڈی کیرولائن نے جولیا کو اس طرح غور اور ہمدردی سے اپنی طرف متوجہ دیکھا۔ تو بے اختیار اُس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی۔ کہ ہمدردی اور محبت کی اس خاموش نذر کو شکریہ کے ساتھ منظور کیا جائے۔ چنانچہ وہ کہنے لگی۔ "میری پیاری مس مرے یہ نہ سمجھنا کہ تکلیف اس دنیا میں صرف انہی کا حصہ ہے۔ جو روزی کمانے کے لئے جدوجہد پر مجبور ہیں۔ میرا تو یہ عقیدہ ہے۔ کہ اُن کی حالت اُن امیروں سے قابل رشک ہے جن کے لئے کوئی وجہ غم موجود ہو۔ کیونکہ تم چونکہ ہر وقت کام میں مصروف رہتی ہو۔ اس لئے ناگوار خیالات پر غور و فکر کی مہلت نہیں ملتی۔ حالانکہ مجھے اپنی بیکاری میں ..." لیڈی کیرولائن کچھ کہتی کہتی رک گئی۔ اور دوسری طرف منہ پھیر کر اُس نے اپنا چہرہ رومال میں چھپا لیا۔ بظاہر وہ ضرورت سے زیادہ الفاظ زبان سے کہہ چکی تھی۔ کیونکہ اگرچہ پہلے اُس نے امیر و غریب طبقات کا ذکر عام لفظوں میں کیا تھا۔

تاہم شائستگی کے طور پر اُس نے اپنا اور جولیا کا مقابلہ کرنا شروع کر دیا۔ مس مرے ہر چند کہ چالاک یا طرار عورت نہ تھی۔ تاہم ذہین ضرور تھی۔ پس اُس نے فوراً ہی معاملہ کو سمجھ لیا۔ اندر جیسا کہ اُسے پیشتر شبہ ہو چکا تھا۔ اب اُس نے معلوم کیا۔ کہ لیڈی کیرولائن کو کسی وجہ سے بھاری غم لاحق ہے۔ اور وہ پورے طور پر خوش نہیں۔ مگر چونکہ یہ سراسر نامناسب تھا۔ کہ وہ اُس امیرزادی کا راز معلوم کرنے کی کوشش کرتی۔ اس لئے خاموش رہی

یکایک اُس نے دوبارہ جولیا کی طرف دیکھا۔ اور اُس کے چہرہ کو التجا آمیز نظر سے دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ "جولیا تم مجھے اپنی سہیلی جانو۔ لیکن ممکن ہے۔ . . مجھے بھی کسی سہیلی کی امداد اور ہمدردی کی ضرورت ہو۔ . . ." وہ پھر رک گئی۔ اور اُس نے ایک گہری آہ کھینچی۔ جولیا اُس کے ہاتھ کو جو اُس کے اپنے ہاتھ میں تھا۔ لبوں سے لگا کر کہنے لگی۔ "معزز خاتون مجھے آپ کی خاطر دن رات ایک کرنا پڑے۔ تو بھی آپ کی امداد سے دریغ نہ کروں گی" لیڈی کیرولائن پہلے سے زیادہ خوشی کے لہجہ میں کہنے لگی۔ "میری عزیز سہیلی معلوم ہوتا ہے۔ میں نے تمہاری طبیعت معلوم کرنے میں غلطی نہیں کی۔ جیسا کہ میں نے کہا۔ آج سے ہم ایک دوسرے کی سہیلیاں ہیں۔ مگر اب چونکہ میری ماں عنقریب مجھے بلائے گی۔ اس لئے بہتر ہو کہ تم واپس چلی جاؤ" یہ کہتے ہوئے اُس نے جولیا کو بیش قیمت کپڑوں کا ایک پارسل دیا۔ جس سے لیڈی کیرولائن کے لئے کئی لباس تیار کرنے مطلوب تھے۔ یہ کام کم و بیش ایک ماہ کے لئے کافی تھا۔ پھر جس وقت وہ کمرہ سے باہر جا رہی تھی۔ امیر خاتون کہنے لگی۔ "جب تک یہ کام مکمل نہ ہو۔ میری خادمہ ہر ہفتہ سنیچر کے دن تم سے تیار شدہ کام لے آیا کرے گی" اس کے بعد دونوں جدا ہوئیں۔ اور لیڈی کیرولائن نے جولیا کا ہاتھ بڑی گرمجوشی سے دبایا۔ پھر جس وقت جولیا تیزی سے قدم اُٹھاتی گھر کی طرف جا رہی تھی۔ تو اُس کا دل اُس خوشی سے معمور تھا۔ جو اُسے اُس امیرزادی کے ساتھ دوستانہ تعلقات پیدا ہونے کے باعث محسوس ہوئی۔ چنانچہ جب وہ اپنے مکان کے زینہ پر چڑھ رہی تھی۔ جس کے بالائی کمرہ میں اُس کا بھائی ہیری اُس کی واپسی کا شوق سے منتظر تھا۔ تو وہ کہنے لگی۔ مجموعی طور پر اُس

ریشمی لباس کے خراب ہو جانے سے مجھے بجائے نقصان کے فائدہ ہی پہنچا ہے؟ اور پھر اپنے دل ہی دل میں کہنے لگی "ممکن ہے اس پیتل کے سکہ کا معاملہ بھی خوش نصیبی کا موجب ثابت ہو!"

گھر پہنچ کر جولیا نے سلائی کا کام جو اب اس کے پاس کافی مقدار میں موجود تھا شروع کر دیا۔ اور جب کہ وہ کپڑے سی رہی تھی۔ اور ننھا ہیری کمرہ میں ادھر ادھر کھیل رہا تھا۔ بارہا اُس کے دل میں اُس شکیل اجنبی کا خیال پیدا ہوا۔ اُس کا قاعدہ تھا۔ کہ ہر روز اپنا سادہ کھانا کھا کر بھائی کو ساتھ لے گھنٹہ بھر سیر کرنے نکل جاتی تاکہ چلنے پھرنے اور تازہ ہوا ملتے رہنے سے دونوں کی صحت اچھی رہے۔ پھر رات کے وقت جب وہ اپنا کام چھوڑ دیتی تو بھائی کو کئی ضروری معاملات کی تعلیم دیا کرتی تھی۔ دن کے وقت بھی وہ اکثر اپنا سبق یاد کرتا رہتا تھا۔ اور بہن اُسے کسی بھی کام کے لیے خواہ وہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو۔ باہر نہ جانے دیتی تھی۔ فی الحقیقت وہ اپنے بھائی کی اتنی ہی نگہداشت کرتی گویا وہ اُس کی ماں ہو۔ چنانچہ یوم سبت کو وہ اسے ساتھ لے کر صاف ستھرا لباس پہنے خوش گرجا میں جاتی۔

جولیا اور لیڈی کیرولائن کی ملاقات کو تین ہفتے گذر گئے۔ اس اثنا میں ہر ہفتہ سنیچر کے دن شام کے وقت لیڈی کیرولائن کی خادمہ آکر تیار شدہ کام لے جاتی۔ اور جو کچھ اجرت ہوتی۔ ادا کر جاتی تھی۔ مگر جب کبھی وہ آتی۔ تو ضرور اپنی آقائی کیطرف سے جولیا کے لئے کوئی تحفہ اور ہیری کے لئے کوئی کھلونا لاتی۔ ادھر جولیا اپنی نیک نہاد محسنہ کو دلی شکریہ بھیجا کرتی تھی۔ ان تین ہفتوں کے عرصہ میں اُس نے نہ تو اُس شکیل اجنبی کو پھر دیکھا۔ اور نہ اُس کا ذکر ہی سنا۔ اس کے باوجود وہ یہ کہکر دل کو تسلی دیتی رہی کہ اُس نے دوبارہ ملنے کا وعدہ ضرور کیا تھا۔ مگر پھر سوچتی اُسے آنے کی ضرورت ہی کیا ہے بعض اوقات وہ اپنے دل سے یہ بھی کہا کرتی۔ کہ یہ اُس پیتل کے سکہ کی بدولت جو تکلیف پہنچی۔ اس کے بعد اس کا نہ آنا۔ ایک سنجیدہ امر ہے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ جس مکان میں جولیا رہتی تھی۔ اس کی مالکہ نے اس کے دروازہ پر دستک دی۔ اُس نے اندر آنے کو کہا۔ گو اُس نیک دل عورت نے اطلاع دی۔ کہ کوئی لباس پوش شریف مرد جا بس رہند

ہوچکی ہیں۔ جس میں سے آپ کو محض میری لاپروائی کے باعث گزرنا پڑا۔" پھر وہ سلسلہ کلام جاری رکھ کر پُرزور لہجہ میں بولا۔ "مس مرے یقین جانئے دنیا میں پاکبازی کی ہی آخر فتح ہوتی ہے۔ اور نیکی کا ثمرہ انسان کو ضرور ملتا ہے۔ اس لئے مس مرے آپ اس بات کا یقین رکھیں۔ کہ آپ کی نیک چلنی کا ثمرہ جلد یا بدیر ملیگا۔ آپ اپنے یتیم بھائی کے ساتھ جس قسم کا سلوک کر رہی ہیں۔ اس کے لئے ہر شخص کے واسطے آپ کا مداح ہونا یقینی ہے۔ رخصت ہونے سے پہلے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ تھوڑی دیر تک مسٹر رچرڈسن وکیل کے دفتر واقع برنرز سٹریٹ میں جو قریب ہی واقع ہے جائیں۔ وہاں آپ ایک نہایت دلخوش کن خبر سنیں گی۔" اتنا کہہ کر اجنبی نے نوجوان دوشیزہ کا ہاتھ دبایا۔ اور مودبانہ طریق پر کمرہ سے رخصت ہوگیا۔

اُس کے چلے جانے پر جولیا سیدھی اپنے کمرہ میں گئی۔ اور جو باتیں لبادہ پوش مرد کے ساتھ ہوئی تھیں۔ وہ سب اُس نیک نہاد اور قابل قدر بڑھیا نونی مالکہ مکان کے روبرو بیان کردیں۔ وہ بولی "اوہ میں پہلے ہی سمجھتی تھی۔ کہ آج ضرور کوئی ایسا واقعہ پیش آنے والا ہے۔ جو تمہارے حق میں مفید ہوگا۔ اب مجھے اس کا کامل یقین ہوگیا ہے۔ اس لئے تم جلدی کرو۔ اور اُس وکیل سے مل کر دریافت کرو۔ کیا معاملہ ہے۔" جولیا اس بارہ میں زیادہ اصرار کرانا نہیں چاہتی تھی۔ کیونکہ وہ خود اس نئے راز کو جلد تر حل کرنے کی خواہشمند تھی۔ پس اُس نے میری کو اتوار کے پہننے کا بہترین لباس پہنایا۔ اور خود بھی عمدہ ٹوپی اور شال اوڑھ کر اسے ساتھ لئے وکیل مذکور کے دفتر کی طرف روانہ ہوئی۔ دفتر میں بہت سے محرر میزوں کے قریب بیٹھے کچھ لکھ رہے تھے۔ اُس نوجوان اور حسینہ خاتون کو دیکھ کر۔ کیونکہ جولیا خاندانی اور تعلیمی غرض ہر لحاظ سے ایک مکمل خاتون تھی۔ وہ لکھنا چھوڑ کر غور سے اس کی صورت دیکھنے لگے۔ پھر جب اُس نے ڈرتے ڈرتے اپنا نام بتایا۔ تو وہ سب بڑے ادب کے ساتھ پیش آئے۔ ہیڈ کلرک اُسے اور اُس کے بھائی کو ایک خوشنما کمرہ تک پہنچا گیا۔ جہاں ایک ادھیڑ عمر کا مرد بیٹھا تھا جس کے چہرہ پر فیاضی کا نور برستا تھا۔ اکیسٹر کے پاس

بیٹھا مختلف کاغذات کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ وہ جولیا مرے کے ساتھ بہت ہی زیادہ خلاق اور پدرانہ شفقت کے ساتھ پیش آیا۔ اور ایک کرسی پیش کر کے کہنے لگا۔ "نوجوان خاتون اس پر تشریف رکھئیے۔ اور تم میرے ننھے بچے تم بھی اپنی بہن کے قریب بیٹھ جاؤ۔" پھر اپنی چاندی کی عینک کو اونچا اٹھا کر پیشانی کے قریب لے جاتے ہوئے وہ کہنے لگا۔ "مس مرے میں آپ کو ایک خوشخبری سنانا چاہتا ہوں۔ آپ کی نسبت میں نے جو حالات اب تک سنے ہیں۔ انہیں پیش نظر رکھتے ہوئے مجھے اس بات کی خوشی اور فخر ہے۔ کہ میں آپ کو ایک ایسی اچھی خوشخبری سنانے کا ذریعہ بنا۔" نوجوان عورت نے جواب تک کشمکش و رنج کی حالت میں تھی۔ دبی زبان سے کہا۔ "صاحب جو کچھ آپ کہتے ہیں۔ میں اسے آپکی عنایت خیال کرتی ہوں۔" وکیل نے پوچھا۔ "کیا آپ نے کبھی اپنے والد مرحوم کی زبانی کسی ایسے شخص کا ذکر سنا تھا۔ جس سے انہوں نے بہت سا روپیہ لینا ہو؟" چند منٹ تک سوچ کر جولیا نے اس کا جواب نفی میں دیا۔ اس پر وکیل کہنے لگا۔ "یہ ممکن ہے۔ آپ کے والد نے اس قسم کے خانگی معاملات کا ذکر آپ کے سامنے کرنا مناسب نہ سمجھا ہو۔ بہرحال یہ امر واقعہ ہے۔ کہ سالہا سال پیشتر آپ کے والد نے ایک دوست کو جو سخت مصیبت میں تھا۔ روپیہ کی ایک بھاری رقم بطور قرض دی تھی۔ لیکن اس امداد کے باوجود شخص مذکور کی حالت نہ سنبھل سکی اور انجام کار اسے دیوالہ نکالنا پڑا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آپ کے والد اس تمام سرمایہ سے محروم ہو گئے۔ جو انہوں نے شخص مذکور کو دیا تھا۔ بعد ازاں وہ شخص انگلستان سے کسی دوسرے ملک کو چلا گیا۔ وہاں قسمت نے اس کی یاوری کی۔ اور اب وہ بہت سی دولت جمع کر کے اس ملک میں واپس آ گیا ہے۔ اس نے آپ کے والدین کے متعلق تحقیقات کی۔ مگر افسوس کے ساتھ معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے پھر اس نے آپ کی جستجو کی۔ مگر اس میں بھی ناکام رہا۔ آخرکار ایک دن اس نے اخبارات میں ایک مقدمہ کی کیفیت پڑھی۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ جس نوجوان خاتون کا اس مقدمہ میں ذکر ہے۔ وہ آپ ہی ہیں۔ پہلے تو اسے اس مقدمہ کو دیکھ کر بہت رنج ہوا۔ پھر جب اس کا فیصلہ آپ کے حق میں صادر ہوا۔ تو اسے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ کیونکہ وہ دل سے آپکی بہتری چاہتا ہے۔ ان دنوں ایک ضروری

کام کیوجہ سے انہیں لندن سے باہر جانا پڑا ہے۔ مگر جانے سے پیشتر وہ بعض ہدایات چھوڑ گیا تھا۔ جن پر میں نے پورے طور سے عمل کیا ہے۔ اُس نے آپ کے والد سے جو رقم وصول کی تھی۔ وہ اب سود در سود ملا کے کل ۰۰ ۵ پونڈ تک پہنچ چکی ہے۔ اور اس روپیہ سے میں نے آپ کے لئے کیمڈن ٹون میں ایک چھوٹی سی خوشنما کوٹھی خرید لی ہے۔ جس میں ہر قسم کا ضروری فرنیچر موجود ہے۔ قریب ہی لڑکوں کا ایک سکول ہے اور میرے موکل نے اُس سکول میں ماسٹر ہیری کی تعلیم کے لئے سال بھر کے اخراجات داخل کر دئے ہیں۔ اُس نے یہ بھی انتظام کیا ہے کہ آپ کو بچہ کی تعلیم کے متعلق کسی قسم کی فکر نہ رہے۔ ان سب باتوں سے بڑھ کر اُس نے یہ حکم دیا ہے۔ کہ میں پچاس پونڈ کی رقم آپ کے حوالہ کر دوں۔ اس رقم کے ذریعہ وہ آپ کے دئے ہوئے قرضہ کو وقت پر ادا نہ کرنے کے قصور کی تلافی چاہتا ہے۔ نوجوان خاتون مجھے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہنا ہے۔ کہ جو مکان میں نے آپ کے لئے خریدا۔ اُس کی کنجی حاضر کرتا ہوں۔ اور اُس کا پتہ اس کارڈ پر درج ہے۔ خدا آپ کو توفیق دے۔ کہ اس خوشحالی میں بھی جو دفعتاً آپ کو حاصل ہوئی ہے۔ آپ اُس نیکی کو اپنا شعار بنائے رکھیں۔ جس پر آجتک عمل کرتی رہی ہیں۔ اور جو یقینی طور پر آپ کو راحت و اقبال کی بلندی پر پہنچا دیگی" یہ کہتے ہوئے نیک دل وکیل نے جو نیا کاغذ بڑی گرمجوشی سے ہلایا۔ اُس حسینہ نے اظہار شکریہ کے طور پر کچھ کہنا چاہا۔ مگر زبان اُن الفاظ کو جو سینہ میں اُٹھ رہے تھے ادا نہ کر سکی۔ اور خوشی کے آنسو رخساروں پر بہنے لگے۔ جس وقت اُس نے نوٹوں کو کنجی اور کارڈ سمیت اُٹھا کر اپنے بیگ میں ڈالا۔ تو اس کے ہاتھ نمایاں طور پر کانپ رہے تھے۔ اور اس کے چند منٹ بعد جب وہ ننھے ہیری کو ساتھ لئے بازار سے گذر رہی تھی۔ تو فرط خوشی سے اس قدر سرشار تھی۔ کہ اُسے یاد نہیں رہا۔ میں کب وکیل مذکور کے دفتر سے نکلی۔ وہ اس سارے واقعہ کو ایک خواب پریشان یا کوئی عظیم دماغی دھوکا سمجھتی تھی۔ لیکن پھر جب اُس نے بیگ میں ہاتھ ڈال کر دیکھا۔ اور اس کے اندر نوٹ کنجی اور کارڈ تینوں چیزیں موجود پائیں تو معلوم ہوا کہ جو کچھ ہوا۔ وہ خواب نہیں بلکہ حقیقت تھا۔

اس طرح پر یکایک مس بہاتی کی حالت میں جو انقلاب واقع ہوا۔ اس کی نوعیت مجھے میری پر واضح کرنا ایک نہایت دشوار کام تہا۔ وہ اپنے بچپن کی بے خبری میں نہیں سمجہ سکتا تہا کہ میری بہن نے کیونکر اپنا ملکیتی مکان حاصل کر لیا وہ یہی سمجھتا تہا کہ وہ مجھ سے مذاق کر رہی ہے۔ کیونکہ وکیل نے جو باتیں جولیا سے کہی تھیں۔ وہ انہیں مطلق نہیں سمجہ سکا تہا۔ لیکن اس کے شبہات اس وقت رفع ہو گئے جب اس نے بہن کو سارے حالات مالک مکان کے روبرو بیان کرتے ناشنفا۔ پر جولیا نے اس نیک دل عورت سے کیمڈن ٹون تک ساتھ چلنے کی درخواست اس نے اس سے انکار نہ کیا۔ اور تینوں کرایہ کی گاڑی میں سوار ہو کر اس مکان کی طرف روانہ ہو گئے۔ جس کا پتہ کارڈ پر درج تہا۔ گاڑی چلتے چلتے ایک خوشنما مکان کے سامنے جو کہ نو تعمیر مکانات میں سے ایک تہا۔ رک گئی۔ اور یہ تینوں اس کے اندر داخل ہوئے۔ مکان اوپر سے نیچے تک بالکل نیا اور عمدہ تہا۔ اور مختلف کمروں کے قالینوں اور کھڑکیوں کے پردوں کا انتخاب مذاق سلیم کا پتہ دیتا تھا غرض یہ کہ مکان ہر لحاظ سے پُر آسائش اور اطمینان بخش تہا۔ مکان کو دیکہ کر وہ عورت جس کے ہاں اب تک جولیا رہا کرتی تہی۔ کہنے لگی "مس مورسے میں تمہیں مبارکباد دیتی ہوں۔ مجھے امید ہے کہ تم بھی اس مکان کو دیکہ کر بہت خوش ہوئی ہوگی افسوس صرف اس کا ہے کہ اب تمہارے جیسی نیک عورت میرے مکان سے چلی آئیگی۔ مگر کیا تمہارے خیال میں یہ سب کچہ اس لبادہ پوش ہمدرد شریف کا کرشمہ نہیں؟" جولیا نے جواب دیا "نہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جس ہمدرد شریف کا تم ذکر کرتی ہو۔ وہ میرے والد سے بالکل بے خبر تہا۔ اور اس کے علاوہ مجھے بتایا گیا ہے کہ جس شخص نے وہ روپیہ ادا کیا۔ جس سے یہ مکان خریدا گیا ہے۔ وہ لندن سے باہر گیا ہوا ہے"۔ اس پر مالک مکان کہنے لگی "مس اگر یہی بات ہو۔ تو پھر اس لبادہ پوش اجنبی کو کیونکر معلوم ہوا۔ کہ وکیل مذکور تم سے ملنا چاہتا ہے" جولیا کہنے لگی "آہ! یہ ایسی بات ہے۔ جس کا مجھے خیال ہی نہیں آیا" پھر چند منٹ سوچ کر وہ بولی "مسٹر رچرڈسن نے کہا تہا۔ کہ تمہارے والد کے مقروض نے تمہارا پتہ اخبارات میں چھپی ہوئی مقدمہ کی کیفیت سے معلوم کیا تہا۔ ممکن ہے۔ یہی

بات اُسے لبادہ پوش اجنبی سے ملانے کا موجب ثابت ہوئی ہو" باتونی عورت نے کہا۔ "ہاں ممکن ہے۔ ایسا ہی ہو۔ بہرحال مکان بہت دلفریب اور راحت بخش ہے۔" جولیا کی غیر معمولی خوشی اب معاملہ پر سکون کے ساتھ غور کرنے کے باعث کسی حد تک افسردگی میں بدل چکی تھی۔ وہ کہنے لگی "مگر یہ مکان میری حیثیت سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ اس میں رہنے والے کے لئے ایک خادمہ کی ضرورت ہے۔ اور اُس کی آمدنی بھی معقول ہونی چاہئے۔ حالانکہ میرے پاس نہ گزارہ لائق روپیہ ہے نہ نوکر رکھنے کی توفیق"۔ وہی عورت جس کے مکان میں جولیا اب تک رہتی تھی۔ بولی "مجھے تعجب ہے۔ تم معاملہ کے سارے فائدوں کو نہیں سمجھتی ہو۔ ذرا غور کرو۔ تم اس مکان میں کتنی آزادی کے ساتھ رہو گی۔ ایک تو کرایہ کا بار نہیں ہوگا۔ دوسرے ابتدائی اخراجات کے لئے پچاس پونڈ کے قریب تمہاری جیب میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ میری کی تعلیم کا بوجھ بھی تم پر نہیں ہے۔ اور وہ لیڈیاں جن کا کام تم آج تک کرتی رہی ہو تمہیں بہتر حالت میں دیکھ کر اور زیادہ کام دینا شروع کر دیں گی۔ اور اُن کی تعداد میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔ اُس وقت تم اگر چاہو۔ تو ایک دو عزت دار لڑکیوں کو اپنا مددگار بنا کے پاس رکھ سکتی ہو۔ اور اسی طرح یہ نہ صرف تمہاری آمدنی میں اضافہ ہو جائے گا۔ بلکہ تم کچھ بچانے لگو گی۔" جولیا نے غور کیا۔ تو یہ سب باتیں درست نظر آئیں۔ اور اُس کے دل سے ایک بہت بڑا بوجھ اٹھ گیا۔ اتنے میں وہی باتونی لیکن نیک نہاد مالکہ مکان کہنے لگی "ایسی غیبی امداد کو بھی اگر تم نظر استحسان سے نہ دیکھو۔ تو یہ صریح ناشکرا پن ہے"۔ اس فقرہ کا جولیا کے دل پر اُس عورت کی دلیلوں سے بھی زیادہ اثر ہوا۔ اور اس نے کہا "میرا یہ پختہ اعتقاد ہے۔ کہ وہ قادر مطلق جو ہماری زندگی اور ہمارے کاموں کی ہر وقت نگرانی کرتا ہے۔ اُس نے مجھ پر اور میرے عزیز بھائی پر رحم کیا ہے اس لئے میں اُس کی برکات کو شکریہ کے ساتھ قبول کرتی ہوں"۔ یہ کہکر اُس نوجوان دوشیزہ نے دوسری طرف کو منہ پھیر لیا۔ اور تھوڑی دیر تک چپ چاپ تہ دل سے خدا کا شکریہ ادا کرتی رہی۔

اس کے دوسرے دن جولیا اپنے بھائی کو ساتھ لے کر اس نئے مکان

میں اُٹھ گئی۔ اس تبدیلی سے ننھے ہیری کو جو خوشی ہوئی۔ اُس کا ذکر بے سود ہوگا اسے زیادہ خوشی اس لیے ہوئی۔ کہ مکان کے پچھلی طرف ایک کھلا میدان تہا جس میں مطلع صاف ہونے پر وہ کھیل سکتا تھا۔ جولیا کی سابقہ مالکہ مکان نے ایک غریب بیوہ عورت کی سفارش کر کے اُس کے ہاں نوکر رکھوا دیا۔ یہ عورت ادھیڑ عمر کی مگر نہایت شریف اور عزت دار تھی۔ مکان میں سکونت اختیار کرتے ہی جولیا نے اس تبدیلی کی اطلاع اُن تمام خواتین کو بھیج دی۔ جو اُس سے سلائی وغیرہ کا کام کراتی تھیں۔ اور لیڈی کیرولائن جرننگھم کو بھی اس کی اطلاع دی۔ ہیری نے سکول میں جانا شروع کر دیا۔ سکول کے ماسٹر نے خود مسٹر سے مل کر اُسے بتا دیا تھا۔ کہ لڑکے کی تعلیم کے متعلق ہر قسم کے اخراجات سال بھر کے لیے مسٹر رچرڈسن سے وصول ہو چکے ہیں۔ یہ معلم ایک بہت نیک دل اور خلیق آدمی تہا۔ اور ہیری کو اُس سے دلی محبت ہوگئی۔ اس طرح چند ہفتے گذر گئے۔ اور اس عرصہ میں جولیا کا کام ترقی پذیر رہا۔ آئے دن امیر خواتین کی گاڑیاں اُس کے مکان پر کھڑی رہا کرتی تھیں۔ اور کام دن بدن ترقی پر تہا۔ دریافت پر معلوم ہوا۔ کہ یہ سب کچھ لیڈی کیرولائن کی سفارشوں کا نتیجہ ہے۔ جسے بظاہر ہر وقت اپنی اس غریب سہیلی کی فکر رہتی تہی۔ غرض یہ کہ جولیا کے پاس اب اتنا کام جمع ہوگیا تہا۔ کہ وہ اُسے ہمسایہ میں رہنے والی بعض اور شریف مگر غریب عورتوں میں تقسیم کر دیتی تہی۔ کیونکہ چند عورتوں کو مددگار بنا کر رکہنے کا طریق اسے پسند نہیں تہا۔

سلسلۂ ثانی کی پندرہویں جلد ختم ہوئی۔

فسانۂ لندن اور اس کے ناظرین

جناب محمد عبد الصمد خاں صاحب جاگیردار مراد آباد:۔ جناب کے کئے ہوئے بہترین ترجمہ مسٹریز آف لندن کو دیکھتے ہوئے کم و بیش دو سال ہو گئے۔ آج سلسلۂ ثانی کی چودھویں جلد بھی ختم ہو گئی۔ اب دل میں یہ خیال پیدا ہونا قدرتی ہے۔ کہ اس کے ختم ہو جانے پر وہ لوگ کیا کریں گے۔ جن کو برسوں اس سے خاص دلچسپی رہی ہے۔

جناب سردار بلونت سنگھ صاحب لدھیانہ:۔ رینالڈس کے ناولوں کا آپ سے بہتر صاف اور شستہ ترجمہ کوئی نہیں کر سکتا۔

جناب حکیم سید محمد رمضان صاحب پائل ریاست پٹیالہ:۔ اس میں شک نہیں۔ اس کتاب کا ترجمہ آپ نے غیر معمولی محنت اور خاص توجہ سے نہایت ہی دلچسپ اور دلفریب طریقوں پر کیا ہے۔

جناب بابو اندر کرن صاحب حیدرآباد (دکن):۔ فسانۂ لندن کے ترجمہ کی بابت ناچیز صرف اتنا ہی عرض کر سکتا ہے۔ کہ جس خوبی اور دلچسپی سے آپ ترجمہ کر رہے ہیں۔ وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ اس کی جتنی تعریف کی جائے بجا ہے۔ سلسلۂ ثانی کا ترجمہ اس خوبی سے کیا گیا ہے۔ گویا سونے میں سگندھ پیدا ہو گئی ہے۔ ایشور آپ کو ان ہنرمندانہ کوششوں کا صلہ دے۔

جناب مولوی محمد صاحب منصرم:۔ قصہ کی دلچسپی کی وجہ سے ایک ماہ انتظار کرنے کا توقف سخت تکلیف دہ ہوتا ہے۔

جناب محمد شمیم الدین صاحب بلہوری کانپور:۔ فسانۂ لندن کی تیرھویں جلد بالکل نئی چیز ثابت ہوئی۔ بیحد دلچسپ ہے۔

جناب لالہ راج مل رام رکھا مل شملہ:۔ فسانۂ لندن کی دس جلدیں پڑھ کر دیکھیں۔ بے حد لطف حاصل ہوا۔ براہ مہربانی جتنی جلدیں فسانۂ لندن کی اس سے آگے تیار ہوں۔ ارسال فرمائیں۔

جناب حاکم علی صاحب تھانیدار باڑہ (سندھ):۔ فسانۂ لندن سلسلۂ ثانی کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ یہ سلسلہ سلسلۂ اول پر بھی سبقت لے گیا اور جناب نے بھی ترجمہ کی قابلیت کا خاتمہ کر دیا۔ واقعی آپ ہر ایک تعریف کے مستحق ہیں۔

رینالڈس کے دو معرکہ آرا ناول

ان کا ضرور مطالعہ کیجیے

اسرار حرم (ترجمہ لوز آف دی حرم) } اس حیرت خیز ناول کے واقعات کا آغاز ٹرکی کے سلطان سلیم ثالث کے عہد سے ہوتا ہے

مصنف کا یہ فقرہ "ہائیں یہ کیا غضب ہے کہ ہائے باسفورس میں آئے دن ایک نہ ایک نئی لاش بہتی نظر آتی ہے" پڑھنے والے کو اسرار نہاں کی تفتیش پر آمادہ کرتا ہے۔ جو اس میں سب سے زیادہ دلچسپی کا باعث ہے یہی راز معلوم کرنے کے واسطے شاہی خاندان کا ایک زبردست ممبر جس کا نام لوئس اور جولین کی ملاقات کے وقت خلیل معلوم ہوتا ہے بھیس بدل کر نکلتا ہے خلیل نے واقعات کا پتہ لگانے کے واسطے داستان گوئی کو اپنا پیشہ بنایا۔ اور اس سلسلہ میں یکے بعد دیگرے ساٹھ کہانیاں بیان کیں جن میں نہ صرف عثمان خاں بانی سلطنت ٹرکی کے زمانے سے لیکر اس کے اپنے عہد کے کل حالات آگئے۔ بلکہ کہانیوں کو زیادہ پرلطف بنانے کے واسطے ان میں حسن و عشق کے کرشمے بھی شامل کئے گئے ہیں۔ ۲۱۰ صفحے۔ قیمت عہ

طلسمات (ترجمہ پوپ جان) } انگلستان کی ایک حسینہ جین کو بچپن میں علوم مت اور اس کے بعد دینیات پڑھنے کا پیدا کرنیکا خیال پیدا ہوا۔ ایک پادری جب اس پر مرنے لگے بہتیرے سبز

باغ دکھائے مگر جب کسی طرح کامیابی نہ ہوئی۔ تو کہا چیا تحصیل علم کے لئے یونان چلیں وہ علم کی بھوکی تھی۔ مردوں کا بھیس بدل کر چل نکلی۔ ایتھنز کے مدرسۃ العلوم میں پہنچی مذہب کی ساری کتابیں پڑھیں۔ پھر پاپائے اعظم کی زیارت کے شوق نے روما کی سیر کرائی۔ آخر جب پوپ لیو چہارم نے آنکھیں بند کیں۔ تو باتفاق رائے اسے (مرد سمجھ کر) پوپ منتخب کیا گیا۔ دو برس ۵ ماہ چار دن کی پوپ گری کے بعد ایک دن اسوقت جب گرجا کو بدستور مردانہ لباس میں ٹھاٹھ کیساتھ جا رہی تھی چراغ تندومن نے شعلہ افشانی کرکے راز فاش کر دیا۔ درد زہ اس شدت سے اٹھا کہ اسے ضبط کرنے میں جان تک لڑا دی زچہ اور بچہ دونوں سر بازار مر گئے۔ اس تاریخی ناول کا منظر ہسپانیہ اور اس کا زمانہ وہ ہے جب مسلمانوں کی حکومت کو اس ملک میں عروج تھا اور سلطان عبدالرحمن والئے ہسپانیہ کے حرم میں ہر سال کئی سو باکرہ عورتیں بطور خراج داخل ہوا کرتی تھیں۔ ۲۶۸ صفحہ

قیمت عہ

ملنے کا پتہ :۔ لال برادرس پبلشرز اور بک سیلرز بے پارسنز روڈ نولکھا لاہور

جید برقی پریس لاہور میں باہتمام ... پبلشر ... چھپا۔